شماریاتی

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قمری وعیسوی ماہ وسال کی جدید سائنٹفک طریقہ سے
تقویم وترتیب کی سب سے پہلی کتاب

محمد شاہین بابر

بسم الله الرحمن الرحيم

شماریاتی

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿33:56﴾

"اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔
اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔"

شماریاتی

سیرت النبی ﷺ

قمری و عیسوی ماہ و سال کی جدید سائنٹفک طریقہ سے
تقویم و ترتیب کی سب سے پہلی کتاب

مؤلف

محمد شاہین بابر

اسلامی سکالر / ماہر شماریات

الفیصل ناشران و تاجران کتب

اُردو بازار لاہور

297.63 Babar, Muhammad Shaheen
Shumariati Seerat-un-Nabi (SAW)/
Muhammad Shaheen Babar, - Lahore:
Al-Faisal Nashran, 2022.
216p.

1. Seerat-un-Nabi I. Title Card.

ISBN 978-969-503-1199-2

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

اکتوبر 2022ء
محمد فیصل نے
میاں سنز پریس سے چھپوا کر شائع کی۔
قیمت:۔/500 روپے

AL-FAISAL NASHRAN
Ghazni Street, Urdu Bazar, Lahore. Pakistan
Phone: 042-37230777 & 042-37231387
http:// www.alfaisalpublishers.com
e.mail: alfaisalpublisher@yahoo.com

کتاب: شماریاتی سیرت النبی ﷺ

ایڈیشن: دوسرا

مؤلف: محمد شاہین بابر

(sbabar80@gmail.com)

ناشر: الفیصل ناشران

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: محمد عرفان

(mm.malikirfan@gmail.com)

طباعت: میاں سنز پریس

تاریخ اشاعت: جولائی 2025

تعداد: 1000

قیمت: 500روپے

فہرست

حرفِ اول 14

عرضِ مؤلف 15

آپ ﷺ کا سلسلہ نسب 17

ولادت باسعادت 18

ولادت باسعادت 19

بنی سعد میں پرورش 20

واقعہ شقِ صدر 21

ماں کی آغوش میں / وفات 22

دادا کے سایہ شفقت میں / وفات 23

شفیق چچا کی کفالت میں 24

پہلا تجارتی سفر شام 24

جنگ فجار میں شرکت 25

حلف الفضول میں شرکت 25

تجارت 26

حضرت خدیجہؓ سے شادی 27

بیت اللہ کی تعمیرِ نو اور حجر اسود کا فیصلہ 28

نبوت ورسالت 30

نبوت ورسالت کی چھاؤں میں 31

غار حرا میں عبادت 31

وحی کا نزول 32

دعوت اسلام کا آغاز 34

قرآن مجید کے اثرات 36

4نبوت 37

اسلام کی اعلانیہ تبلیغ کا حکم 37
کوہ صفا 37
بت پرستی کے خلاف واشگاف اعلان 38
قریش ابو طالب کی خدمت میں 39
حاجیوں کے لیے قریش کے مشورے 39
دعوت اسلامی کو روکنے کے مختلف انداز (ظلم وجوار) 41
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشرکین کا رویہ 42
5 نبوت 46
دارِ الارقم 46
پہلی ہجرتِ حبشہ 46
مسلمانوں کے ساتھ مشرکین کا سجدہ 47
6 نبوت 49
دوسری ہجرت حبشہ 49
قریش مکہ دربار نجاشی میں 49
حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام 50
حضرت عمرؓ کا قبول اسلام 51
قریش ابو طالب کے پاس 53
نبی ﷺ کے قتل کی کوشش 53
ابو طالب کی وارننگ 54
مصالحت کی براہِ راست کوششیں 55
7 نبوت 57
شعبِ ابی طالب (گھاٹی) میں محصور ہونا 57
10 نبوت 59
ظالمانہ محاصرہ کا خاتمہ 59
قریش کا آخری وفد ابو طالب کے پاس 60
چچا ابو طالب کی وفات (غم کا سال) 60

حضرت خدیجہؓ کی وفات 61
سفر طائف 62
جنات کا قرآن سننا 65
وفود حج سے ملاقات 66
شق القمر (چاند کے دو ٹکڑے ہونا) 67
11 نبوت 68
اسراء و معراج النبی ﷺ 68
حضرت عائشہؓ سے نکاح 71
یثرب میں اسلام کی ابتداء 71
12 نبوت 72
بیعت عقبہ اولیٰ 72
13 نبوت 74
بیعت عقبہ ثانیہ 74
بارہ نقیب 75
1 ہجری 77
ہجرت کی تیاری 78
قریش مکہ کی پارلیمنٹ کا اجلاس 78
گھر سے غار ثور تک 80
رسول اللہ ﷺ کی مدینہ روانگی 81
قُبا میں تشریف آوری 83
مدینہ میں آمد 84
مسجد نبوی کی تعمیر 85
اذان کی ابتداء 86
مسلمانوں میں بھائی چارگی (مواخات) 87
میثاق مدینہ 88

قریش کی فتنہ انگیزیاں 89
دفاعی جنگ کی اجازت کا پہلا حکم 90
سریہ سیف البحر 91
سریہ رابغ 92
سریہ خرار 92
متفرق واقعات 92
2 ہجری 93
غزوہ ابواء (ودان) 94
غزوہ بواط 94
غزوہ سفوان 94
غزوہ ذی العشیرہ 94
سریہ نَخلَہ (عبد اللہ بن جَحش) 95
تحویل قبلہ 96
جہاد کی فرضیت کا حکم 96
غزوہ بدر 98
اہل مکہ کی تیاری 98
اسلامی لشکر کی تیاری 99
اسلامی مجلس شوریٰ کا اجلاس 100
لڑائی کا آغاز 102
ابو جہل کا قتل 103
یوم الفرقان (حق و باطل کا فیصلہ) 104
مال غنیمت 104
قیدیوں سے حسن سلوک 105
غزوہ بنو سلیم 105
غزوہ بنو قینقاع 106

غزوہ سویق 107
متفرق واقعات 107
3 ہجری 108
غزوہ ذی الامر (غطفان) 109
سریہ زید بن حارث (قردہ) 109
غزوہ اُحد 110
مکی لشکر کی تیاری 110
مجلس شوریٰ کا اجلاس 110
اسلامی لشکر کی روانگی 111
جنگ کا آغاز 111
تیر اندازوں کی خوفناک غلطی 112
رسول اللہ ﷺ کے گرد شدید حملہ 113
رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی افواہ 114
ابوسفیان کی گفتگو 115
غزوہ حمراء الاسد 116
4 ہجری 117
سریہ ابو سلمہ 118
سریہ عبداللہؓ بن انیس 118
رجیع کا حادثہ 118
بئر معونہ کا المیہ 119
غزوہ بنی نضیر 119
غزوہ بدر دوم 121
5 ہجری 122
غزوہ دومتہ الجندل 123
غزوہ احزاب (جنگ خندق) 123

اسلامی لشکر کی تیاری 123
لشکروں کا آمنا سامنا 125
یہود کی مزید سازش 126
دشمن میں پھوٹ پڑی 126
غزوہ بنو قریظہ 128
بنو قریظہ کا محاصرہ 129
6 ہجری 131
سریہ قرطاء 132
سریہ ذوالقصہ 132
غزوہ بنولیحان (6 ہجری 1 ربیع الاول 627ء) 133
سریہ عیص 133
سریہ وادی القریٰ 133
سریہ دومتہ الجندل 133
غزوہ بنوالمصطلق (غزوہ مرسیع) 134
واقعہ اِفک 136
سریہ عرینہ 137
صلح حدیبیہ 139
صلح اور دفعات صلح 141
ابوجندل کا قضیہ 142
احرام کھولنا اور قربانی کے جانور ذبح کرنا 142
مکہ کے کمزور مسلمانوں کا مسئلہ 143
سلاطین کو اسلام کی دعوت 144
نجاشی شاہِ حبش کے نام خط 145
7 ہجری 146
غزوہ خیبر 147

جنگ کا آغاز 148
دوسرے حصہ شق کی فتح 149
تیسرے حصے کتیبہ کی فتح 149
حضرت صفیہؓ سے شادی 151
زہریلی بکری کا واقعہ 152
غزوہ ذات الرّقاع 153
تمہیں مجھ سے کون بچائے گا 153
غزوہ قرد (غابہ) 154
سریہ تربہ 154
سریہ فدک 154
سریہ میفعہ 155
سریہ یمن وجبار 155
عمرہ قضاء 155
سریہ ابو العوجاء 157
8ہجری 158
برادرانِ قریش کا قبول اسلام 159
سَریہ فدک 159
سریہ ذات اطلح 159
سریہ ذات عرق 159
معرکہ موتہ 160
سریہ ذات السلاسل 162
سریہ خضرہ 162
فتح مکہ 164
مکہ روانگی 165
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں داخلہ 166

خانہ کعبہ میں داخلہ 167
فتح مکہ کے بعد خطبہ 168
کعبے کی چھت پر اذان 168
بیعت 168
بیعت / انصار کا خدشہ 169
عزیٰ، سواع اور منات کا خاتمہ 169
غزوہ حُنین 170
رسول اللہ ﷺ کی حنین روانگی 170
دشمن کی شکستِ فاش 171
غزوہ طائف 172
مال غنیمت کی تقسیم اور بنو ہوازن کی آمد 173
انصار کا شکوہ اور رسول اللہ ﷺ کا جواب 173
وفد ہوازن کی آمد 174
عمرہ جعرانہ اور واپسی 174
9 ہجری 175
سریہ بنو تمیم 176
سریہ تربہ 176
سریہ بنو کلاب 176
سریہ ساحل جدہ 176
سریہ بنو طے 177
غزوہ تبوک 178
رومیوں سے جنگ کی تیاری کا اعلان 178
اسلامی لشکر کی تبوک روانگی 179
تبوک میں قیام 180
مسجدِ ضرار کا انہدام 181

مخلفین 181
سریہ دومتہ الجندل 182
فرضیت حج 182
مختلف وفود کی آمد 184
10 ہجری 186
سریہ نجران 187
سریہ بنو مذحج 187
سریہ ذوالخلصہ 187
حجتہ الوداع 188
11 ہجری 193
آخری فوجی مہم 194
وصال رسول اللہ ﷺ 194
الوداعی آثار 194
مرض کا آغاز 195
حیات مبارکہ کا آخری دن 196
عالم نزع اور وفات 197
اہم واقعات کی ایک جھلک (ٹیبل-1) 198
ولادت سے وصال تک عمر مبارک بمعہ تاریخ ماہ و سن (ٹیبل-2) 205
ولادت سے وصال تک عمر مبارک (ٹیبل-3) 209
نبوت (ٹیبل-4) 212
ہجرت (ٹیبل-5) 213
اہم واقعات نبوت (13 سالہ نبوی مکی زندگی مکہ) 214
1 نبوت تا 7 نبوت (ٹیبل A-6) 214
اہم واقعات نبوت (13 سالہ نبوی، مکی زندگی مکہ) 215

8نبوت تا14نبوت(ٹیبل B-6) 215
اہم واقعات ہجرت(10 سالہ ہجری مدنی زندگی) 216
سن 1ھ سے سن 6ھ(ٹیبل A-7) 216
اہم واقعات ہجرت(10 سالہ ہجری مدنی زندگی) 217
سن 7ھ سے سن 11ھ(ٹیبل B-7) 217
غزوات (ٹیبل A-8) 218
غزوات(ٹیبل B-8) 219
سرایا(ٹیبل A-9) 220
سرایا(ٹیبل B-9) 221

حرفِ اول

عزیزم محمد شاہین بابر (اسلامی سکالر وماہر شماریات) نے بتایا کہ وہ شماریاتی سیرت النبی ﷺ پر کچھ شماریاتی طرز پر لکھ رہے ہیں اور پھر کچھ عرصہ بعد شماریاتی سیرت النبی ﷺ کے نام سے مجھے مسودہ پیش کر دیا تاکہ میں اس پر کچھ لکھوں میں نے ورق دانی کی نہایت آسان زبان اور ان گنت عنوانات کی کہکشاں دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ شماریاتی سیرت النبی ﷺ کے بیان میں تاریخی واقعات زمانہ وقوع کے لحاظ سے ترتیب وار اور قمری اور شمسی اعداد و شمار سے بہتر طریقے سے پیش کیا۔ اس کے قاری ہی نہیں بلکہ موجودہ دور کی ریسرچ ورک کرنے والوں کے لیے مفید ثابت ہو گی۔

ناگزیر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مشن کی تکمیل کے لیے انسانیت کو آگاہ کیا جائے اور اسوہ حسنہ کی روشنی میں دورِ حاضر کے مسائل حل کیے جائیں۔ دنیا کو مصائب سے نجات کی راہ دکھائی جائے اور قلب و ذہین کو اس مشن سے آراستہ کیا جائے۔

عزیزم محمد شاہین بابر (جنہوں نے ایم ایس سی شماریات کی ہوئی ہے اور جنرل شماریات کی کتابین بھی لکھی ہیں۔ 35 سال سے زیادہ عرصہ سے بطور سینئر شماریاتی آفیسر وفاقی ادارہ شماریات میں کام کیا ہے) کی کوششوں سے اور اللہ کے فضل و کرم اور اس کی مہربانی سے محترم قارائین حضرات بھی اس سے خوب مستفید ہوں گے۔

مفتی محمد وقاص رفیع

اسلامی ریسرچ سکالر

الندوہ ایجوکیشنل ٹرسٹ / لائبریری اسلام آباد

رجب 1443ھ / مارچ 2022ء

عرضِ مؤلف

آپ ﷺ کی سیرت پاک پر مشرقی اور مغربی زبانوں میں بے شمار مایۂ ناز کتابیں لکھیں گئیں، لکھی جارہی ہیں اور لکھی جائیں گی۔ یہ وہ عنوان ہے جس کی پنہائیاں ختم نہیں ہو سکتیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ O ﴿الانبیاء 107:21﴾

"اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔"

اور آپ ﷺ کی زندگی کو پوری انسانیت کے لئے نمونہ ہدایت قرار دیا گیا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًاO ﴿الاحزاب 21:33﴾

"بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی، بہترین نمونہ ہے۔"

سرور کائنات، فخر موجودات، سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمتہ اللعالمین، محبوبِ خدا، احمد المجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت قرآن حکیم کی عملی تفسیر ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت سے واقف ہونا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ یہ ہماری انفرادی، اجتماعی، سیاسی، معاشرتی، اخلاقی غرض ہر پہلو اور ہر قسم کی زندگی کے لئے عمدہ نمونہ ہے۔ زندگی کا کوئی گوشہ اس سے باہر نہیں۔

شماریاتی سیرت نبی ﷺ سے متعلق تمام اہم واقعات تمام فرقوں سے آزاد ہو کر اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان کئے گئے ہیں۔ انتہائی کوشش کی گئی ہے کہ واقعات کی پوری چھان بین ہو، اس لئے کہ اگر سیرت پاک ﷺ کو صحت اور تحقیق کے ساتھ بیان کر دیا جائے تو غیر مسلم مؤرخین کے اعتراضات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ میں نے سیرت کی قدیم اور جدید کتابوں کا مطالعہ کیا لیکن اس کتاب کو لکھنے سے پہلے خاص طور پر مطالعہ سیرت النبی ﷺ علامہ شبلی نعمانی ،مولانا سید سلمان ندوی، سرور دو عالم، تفہیم القرآن مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی، الرحیق المختوم مولانا صفی الرحمن مبارکپوری اور ضیاء النبی ﷺ پیر کرم علی شاہ سے مستفید ہوا۔ اس کے علاوہ آپ

ﷺ کی پیدائش سے وصال تک کے اعداد و شمار جدید سائنسی طریقہ اوراسلامی تقویم(جو ہر تقویم ضیاء الدین لاہوری رحمتہ اللعالمین از قاضی محمد سلیمان منصور پوری اور تقویم تقابلی وسٹنفلیڈ(جرمنی)کااُردو ترجمہ وغیرہ)سے مرتب کیے گئے ہیں۔ ٹیبل-2 میں مشاہدہ کیاجاسکتا ہے۔

احوال وواقعات میں ترتیب زمانی کو ملحوظ رکھا گیاہے۔اور تاریخی تسلسل کو قائم رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ تمام مضامین سیرت کی قدیم اور جدید اور معتبر ومستند حدیث کی کتابوں سے لئے گئے ہیں۔ جہاں کہیں ضرورت سمجھی گئی ہے ماخذ کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔زیر نظر تالیف کابنیادی ماخذ قرآن وحدیث پر مشتمل ہے۔

کتاب لکھتے وقت یہ باتیں پیش نظر رکھیں گئیں۔کہ سیرت ﷺ صحیح اور درست انداز میں پیش کی جائے اور کتاب زیادہ ضخیم نہ ہو بلکہ مختصر ہو تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے فیض یاب ہو سکتیں۔ اُمید ہے یہ کتاب، ان تمام لوگوں کے لئے جو قلیل وقت میں سیرت نبی ﷺ کی کثیر برکات سے مستفید ہوناچاہتے ہیں، مفید ثابت ہو گی۔

کتاب کی سورۃ خوانی اور حتمی تصیح وترتیب کاکام مفتی محمد وقاص،مولاناعبد الوہاب علامہ جہانزیب ملک،اسلامی سکالر محمد ایاز (ماہر شماریات)اورپروف ریڈنگ محمد شفقت علی ستی اور سید توصیف انجم گیلانی نے انجام دی ہے جبکہ اس کی ڈیزائننگ فی مراحل اور کمپوزنگ وغیرہ جناب محمد عرفان نے اسے خوب سے خوب تر بنانے میں بھرپور محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو قبول فرما کر ان سب کو اجر عظیم عطافرمائے۔

خادم قران وسنت
محمد شاہین بابر
اسلامی سکالر/ماہر شماریات
ای میل:sbabar80@gmail.com

آپ ﷺ کا سلسلہ نسب

حضرت محمد ﷺ کے مورث اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔
حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے 12 بیٹے تھے۔ جن میں قیدار اور نابت نے شہرت اور ناموری حاصل کی۔ مشہور روایت کے مطابق کئی پشتوں کے بعد قیدار کی نسل میں عدنان پیدا ہوئے۔ عدنانی عرب انہی کی نسل ہیں۔ اس دوران عدنان کی اُولاد میں فہر بن مالک پیدا ہوئے فہر کا لقب قریش تھا اور انہیں کی طرف سے قبیلہ قریش منسوب ہے فہر کی اولاد میں ایک نمایاں شخصیت قصی بن کلاب تھی۔ انہوں نے بیت اللہ شریف کے شمال کی جانب دارالندوہ تعمیر کروائی ۔اس کا دروازہ حرم کی طرف کھلتا ہے یہ قریش کی ایک طرح کی پارلیمنٹ تھی۔ قصی کے بیٹے اللہ کے رسول ﷺ کے جدامجد عبد المناف تھے۔ عبد المناف کے ایک بیٹے کا نام عمرو تھا جس کا لقب ہاشم تھا۔ یہی آپ کے پردادا تھے۔ ہاشم کے بیٹے عبد المطلب تھے۔ عبد المطلب آپ ﷺ کے دادا تھے اورآپ کے والد محترم کا نام حضرت عبداللہ جبکہ آپ کی والدہ محترمہ کا نام حضرت آمنہ تھا۔ جن کا قریش کے ممتاز گھرانے سے تعلق تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا خاندان قبیلہ قریش کی عالی قدر شاخ بنی ہاشم تھا۔ قریش عرب میں برگزیدہ اور پاک نسل بلند پایہ قبیلہ تھا۔

آپ ﷺ کے دادا کے دور میں آب زم زم کا کنواں دوبارہ کھودا گیا۔ آپ ﷺ کی پیدائش سے 50 / 55 دن پہلے واقعہ فیل پیش آیا جس کا ذکر قرآن پاک میں سورۃ الفیل (30) میں آیا ہے اس لیے اس سال کو عام الفیل کہا جاتا ہے۔

ولادت باسعادت

اہم واقعات

(ربیع الاول 1 عام الفیل - اپریل 571ء)

واقعہ	عمر مبارک سن قمری	سن عیسوی	قبل از نبوت / قبل ہجرت
ولادت باسعادت	پیر 9 ربیع الاول	20 اپریل 571ء	40 سال / 53ھ
بنی سعد میں پرورش	کچھ دن بعد		
واقعہ شق صدر	4 سال	575ء	49/36
وفات والدہ حضرت آمنہ	6 سال	577ء	47/34
وفات داد حضرت عبد المطلب	8 سال	579ء	45/32
زیر کفالت چچا ابو طالب	8 سال	579ء	45/32
پہلا تجارتی سفر ملک شام	12 سال	582ء	41/28
جنگ فجار میں شرکت	20 سال	590ء	33/20
حلف الفصول شرکت	20 سال	590ء	33/20
حضرت خدیجہ سے شادی	25 سال	595ء	28/15
کعبہ کی تعمیر نو اور حجر اسود کا فیصلہ	35 سال	605ء	18/5
سچے خواب	40 سال	610ء	1 نبوت / 13

ولادت باسعادت

(ربیع الاول-1 عام الفیل-اپریل 571ء)

حضرت محمد ﷺ مکہ مکرمہ میں شعب بنی ہاشم میں 9 ربیع الاول (اور کہا جاتا ہے 12 ربیع الاول) بروز پیر 1 عام الفیل صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے اس روز 20 اپریل 571ء کی تاریخ تھی[1]۔ اس وقت نوشیرواں (فارس) کی تخت نشینی کا چالیسواں سال تھا۔ یہ واقعہ عام الفیل، پیدائش نبوی کے 50 دن پہلے کا ہے۔ "اس سن کے مطابق ولادت مبارک پیر 9 ربیع الاول 1ء عام الفیل کو ہوئی (رحمتہ اللعالمین 2/302)۔ صحیح البخاری میں ہے کہ آپ کے صاحبزادے ابراہیم کے انتقال کے وقت سورج گرہن لگا تھا اور اس وقت 10 ہجری تھی۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک 63 سال تھی"۔ ریاضی قواعد کے حساب سے اس دن سورج گرہن 7 جنوری 632ء کو 8 بجکر 30 منٹ پر لگا۔ اگر قمری 63 برس پیچھے ہٹیں تو آپ کی ولادت (ازروئے قواعدِ ہیئت) پیر 9 ربیع الاول 20 اپریل 571ء کو ہوئی (علامہ شبلی نعمانی جلد 1 صفحہ 163)۔

آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کی والدہ نے آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے پاس خوش خبری بھجوائی۔ یہ سن کر وہ خوش و خرم چلے آئے۔ انہوں نے بیت اللہ میں لے جاکر آپ ﷺ کے حق میں دعائے خیر کی۔ اللہ کا شکر ادا کیا اور آپ ﷺ کا نام محمد ﷺ تجویز کیا اور والدہ نے آپ کا نام رویائے خواب کے مطابق احمد رکھا اور پھر عرب کے دستور کے مطابق ساتویں دن عقیقہ کیا[2]۔ آپ نے ابتدائی

---

[1] قاضی محمد سلیمان منصور پوری، رحمتہ اللعالمین، سیرت النبی ﷺ علامہ شبلی نعمانی، مولانا صفی مبارکپوری الرحیق المختوم، محمود پاشا فلکی کی تحقیق 9 ربیع الاول جبکہ ابن ہشام، ابن سعد اور ابن خلدون کے نزدیک 12 ربیع الاول ہے۔

[2] قاضی محمد سلیمان منصور پوری، رحمتہ اللعالمین۔

چند روز اپنی والدہ اور ان کے بعد ابو لہب کی آزاد کر تا کنیز ثوبیہ کا دودھ پیا۔ حضرت ابو سلمہؓ بن عبد الاسد مخزومی اور آپ کے چچا حضرت حمزہؓ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی ٹھہرے[1]۔

بنی سعد میں پرورش

شرفائے عرب اپنے بچوں کو اچھی پرورش کی خاطر نیز جسمانی صحت اور خالص عربی زبان کے حصول کی غرض سے دِیہی علاقوں میں بھیجا کرتے۔ آپ ﷺ کی ولادت کے بعد بنی سعد بن بکر کی کچھ عورتیں اسی غرض سے مکہ آئیں۔ انہی میں ایک خاتون حلیمہ بنت ابی ذویب بھی تھیں۔

ابنِ اسحاق نے حضرت حلیمہؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ ہم بہت خستہ حال تھے۔ ہمارا علاقہ قحط زدہ تھا۔ اس آفت سے باقیوں کی نسبت ہم زیادہ متاثر تھے۔ ہماری سواری بھی کمزور تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ہم اپنی خستہ حالی کی وجہ سے بقیہ قافلے سے پیچھے رہ گئے۔ ہم سے پہلے پہنچ کر عورتوں نے سب بچے گود لے لیے اور جب ہم پہنچے تو سوائے ایک یتیم بچے کے اور کوئی نہ رہا۔ چنانچہ خالی جانے کی بجائے ہم نے اسے گود لینا مناسب سمجھا۔ عین ممکن ہے کہ اس کے باعث ہمارے ہاں برکت نازل ہو اور ایسا ہی ہوا۔ وہ کہتی ہے جیسے ہی میں نے اس تابندہ چہرے بچے کو گود میں لیا کہ میری دنیا ہی بدل گئی۔ میری چھاتی سے دودھ انڈر آیا اس مبارک بچے نے سیر ہو کر دودھ پیا اس کے شریک بھائی نے بھی پیٹ بھر کر پیا پھر میرے شوہر کی اونٹنی کا دودھ دھیا تو اتنا تھا کہ ہم سب نے پیٹ بھر کر پیا۔ صبح جب حضرت حلیمہؓ اس بچے کو لے کر اپنے شوہر حارث بن عبد العزی کے ساتھ واپس ہوئیں تو سواری (اُونٹی) دوسروں سے آگے نکل گئی۔ یہ

[1] صحیح بخاری حدیث:5100-5101

ایک کرشماتی واقعہ پیش آیا۔ جس پر قافلے والوں نے کہا "اس کا یقیناً کوئی خاص معاملہ ہے"۔ آپ ﷺ کے سبب حضرت حلیمہؓ کے گھر میں برکتوں کا نزول ہونے لگا اور تنگدستی کا دور ختم ہو گیا۔ حضرت حلیمہؓ کی بڑی بیٹی شیما آپ ﷺ کے آرام و عافیت کا بہت خیال رکھتی تھیں۔

یہاں تک کہ 2 سال کا عرصہ بیت گیا۔ ہر روز اس بچے کی برکات زیادہ ہی ہوتی جارہی تھیں۔ حضرت حلیمہؓ کہتی ہیں کہ 2 سال بعد ہم آپ ﷺ کو لے کر اس کی ماں کے پاس مکہ چلے گئے لیکن ہمارا دل اسے ابھی چھوڑنے پر آمادہ نہ تھا۔ چنانچہ ہم نے اس کی ماں سے بات چیت کی میں نے کہا کہ مکہ میں وباء کا خطرہ ہے غرض ہمارے مسلسل اصرار پر انہوں نے بچہ ہمیں واپس دے دیا[1]۔

واقعہ شقِ صدر

(عمر مبارک 4 سال-575ء)

اس طرح آپ مدتِ رضاعت پوری کرنے کے بعد بھی بنو سعد میں رہے۔ 4 سال کی عمر میں شقِ صدر (سینہ مبارک چاک کئے جانے) کا واقعہ پیش آیا جس کی تفصیل حضرت انسؓ سے صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت جبریلؑ تشریف لائے آپ بچوں سے کھیل رہے تھے۔ حضرت جبریلؑ نے آپ ﷺ کو پکڑ کر لٹایا اور سینہ مبارک چاک کیا۔ دل نکال کر اس سے ایک لوتھڑا نکالا اور فرمایا یہ شیطان کا حصہ ہے۔ پھر دل کو ایک طشت میں زم زم کے پانی سے دھویا اور پھر اپنی جگہ رکھ دیا[2]۔ بچے بھاگتے گھر آئے اور حضرت حلیمہؓ کو اس کی خبر دی۔ اس واقعہ پر حضرت حلیمہؓ اور ان کے شوہر خاصے پریشان ہوئے اور آپ ﷺ کو آپ کی

[1] ابن ہشام: 1/ 162، 164

[2] ابن ہشام: 1/ 166، صحیح مسلم حدیث: 162

ماں کے حوالے کردیا[1]۔

ماں کی آغوش میں / وفات

(عمر مبارک 4 سال-575ء)

4 سال کی عمر میں آپ ﷺ ماں کی آغوش محبت میں آگئے اور 6 سال کی عمر میں حضرت آمنہ اپنی خادمہ اُم ایمن اور اپنے سرپرست عبد المطلب اور یتیم بیٹے محمد ﷺ کے ساتھ تقریباً 450 کلو میٹر سفر طے کر کے مدینہ تشریف لے گئیں تاکہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے والد کی قبر کی زیارت ہو جائے۔ وہاں آپ ﷺ کا قیام دادا کے ننھیال بنو نجار میں ایک ماہ تک رہا۔ ایک ماہ کے قیام کے بعد واپسی کا ارادہ ہوا۔ آتے ہوئے مقام ابواء (مدینہ سے 280 کلو میٹر پر واقع ہے) میں پہنچے تو آپ ﷺ کی والدہ کا شدید بیماری کی وجہ سے انتقال ہو گیا اور یہیں تدفین ہوئی[2]۔ حضرت عبد المطلب اپنے پوتے کو لے کر مکہ پہنچے۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 6 سال اور سن 577ء تھا۔

بعد از نبوت ایک بار آپ ﷺ کا گزر اس مقام سے ہوا جہاں آپ ﷺ کی والدہ مدفون تھیں۔ قبر کو درست کیا اور بے اختیار رو دیے۔ آپ کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ بھی آب دیدہ ہوئے[3] اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ غم زدہ کیوں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

ادرکتی رحمتها فبکیت　"اُن کی مامتا مجھے یاد آگئی اور میں رو دیا"

یہ واقعہ متعدد احادیث میں حضرت عبد اللہ ابنِ مسعودؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے۔

---

[1] طبقات ابن سعد: 1/112

[2] ابن ہشام: 1/168-169

[3] صحیح مسلم حدیث: 976

داداکے سایہ شفقت میں / وفات

(عمر مبارک6سال-577ء)

والدہ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب نے آپ ﷺ کو براہ راست اپنی کفالت میں رکھا اور بھرپور پیار دیا۔ اپنے قریب بٹھاتے، ہر وقت ساتھ رکھنے کی کوششیں کرتے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد المطلب آپ ﷺ کے روشن مستقبل کے بارے میں پر امید تھے۔ ابھی آپ ﷺ کی عمر مبارک 8 سال اور سن 579ء تھا اور دادا کا 82 سال کی عمر میں انتقال ہو گیا[1]۔

[1] ابن ہشام:1/169، رحمۃ اللعالمین:1/29

شفیق چچا کی کفالت میں

(عمر مبارک 8 سال-579ء)

دادا عبد المطلب کی وفات کے بعد اُن کی وصیت کے مطابق چچا ابو طالب نے آپ ﷺ کی کفالت کا بیڑا اٹھایا جو آپ کے حقیقی چچا تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو اپنی حقیقی اولاد سے زیادہ چاہا۔ جہاں جاتے ساتھ لے جاتے۔ کھانے کے وقت کوشش کرتے کہ ساتھ شامل ہو جائیں۔ آپ ﷺ کی موجودگی میں کھانے میں برکت ہوتی اور کھانا بچ جاتا چچا نے 40 سال سے زیادہ عرصہ تک آپ کی کفالت کی اور اپنی حمایت کا سایہ دراز رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ الضحیٰ:93 میں بیان فرمایا ہے کہ یتیمی کے باوجود تیری کفالت و سرپرستی کا انتظام کیا تجھے قناعت، تونگری (تجارت و انعامات دیے) راہ ہدایت دی (شریعت کا راستہ بتلایا) گویا کہ آپ ﷺ پیدائش سے وصال تک پیغمبری زندگی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھے۔

پہلا تجارتی سفر شام

(عمر مبارک 12 سال-582ء)

ابھی آپ ﷺ 12 سال کے تھے کہ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے ملک شام کی طرف تجارت کی غرض سے جانے کا فیصلہ کیا۔ آپ ﷺ نے بھی جانے پر اصرار کیا۔ تو آپ ﷺ کو ساتھ لے جانے پر رضامند ہو گئے۔ اس سفر سے متعلق وہ مشہور واقعہ بھی منسوب ہے کہ بصریٰ میں بحیرا نامی ایک عیسائی راہب نے آپ ﷺ کو دیکھا اور چہرے سے آپ ﷺ کو پہچان لیا۔ اس خدا پرست راہب نے علم الکتاب کی وجہ سے شاید آپ میں کچھ اوصاف دیکھ کر آپ ﷺ کی علامات نبوت کو پہچان لیا ہو اور آپ ﷺ کے چچا کو آپ ﷺ سے متعلق خطرات سے باخبر کر کے

ہوشیار کر دیا ہو۔(انہیں یہودیوں اور رومیوں سے خطرہ ہے)اس واقعہ کے بعد ابو طالب نے اپنے چند غلاموں کی معیت میں آپ کو واپس کر دیا[1]۔

جنگ فجار میں شرکت

(عمر مبارک 20 سال-590ء)

آپ ﷺ کی عمر مبارک 20 برس تھی کہ حربِ فجار چھڑ گئی۔ اس جنگ میں ایک طرف قریش اور دوسری طرف قیس کے قبیلے تھے۔ قریش کی کمان حرب بن امیہ کے پاس تھی جو ابو سفیان کے والد اور امیر معاویہؓ کے دادا تھے۔ اس جنگ میں آپ ﷺ نے اسی قدر حصہ لیا کہ اپنے چچاؤں کو تیر پکڑاتے جاتے جو کہ وہ انھیں نشانے پر چلاتے۔ اس جنگ کو فجار اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں حرمت والے مہینوں کی حرمت پامال کی گئی۔ یہ شریعت ابراہیمی کا ایک حکم تھا جس پر عرب معاشرہ میں اس وقت بھی سختی سے عمل کیا جاتا تھا۔ حرمت والے مہینے یہ تھے۔ ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب پہلے تینوں مہینے ایک ساتھ تھے اس کی حکمت یہ تھی کہ جزیرہ عرب کے اطراف واکناف سے لوگ فریضہ حج کی دائیگی کے لئے مکہ آئیں تو راستے میں مکمل امن وامان حاصل ہو اور چوتھا مہینہ رجب کا تھا یہ ان کے لئے عمرہ ادا کرنے کا مخصوص مہینہ تھا۔ یہ واقعہ آخری لڑائی میں پیش آیا[2]۔

حلف الفضول میں شرکت

(عمر مبارک 20 سال-590ء)

اس جنگ کے بعد ذیقعدہ میں 5 قریشی قبائل کے درمیان عبد اللہ بن جُدعان کے گھر میں ایک تاریخی امن معاہدہ ہوا جسے حلفِ الفضول (فضل نام والوں کی اکثریت

---

[1] جامع الترمذی حدیث: 3620، ابن ہشام: 191-195

[2] ابن ہشام: 1/184-187، پیغمبر آخر ڈاکٹر نصیر احمد ناصر: ص 90

کا عہد نامہ) کہتے ہیں یہ فیصلہ ہوا کہ مکہ میں جو مظلوم نظر آئے گا مکہ کا رہنے والا ہو یا کہیں اور کا یہ سب اس کی مدد اور حمایت میں اٹھ کھڑے ہونگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچاؤں کے ساتھ اس امن معاہدہ میں تشریف فرما تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے بعد فرمایا کرتے تھے:

"عبد اللہ بن جُدعان کے مکان پر ایک ایسے معاہدے میں شریک تھا کہ مجھے اس کے عوض سرخ اونٹ بھی پسند نہیں اور اگر دورِ اسلام میں مجھے اس عہد و پیمان کے لیے بلایا جاتا تو میں لبیک کہتا[1]۔"

تجارت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوائل عمر میں بکریاں چرائیں[2] اوائل عمر میں بکریاں چرانا انبیاء کی سنت ہے ایک بار عہد نبوت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی بھی نبی نہیں گزرا مگر اس نے بکریاں ضرور چرائی ہیں"[3]۔ جب کہ جوانی میں تجارت کی طرف متوجہ ہوئے چوں کہ درہم و دینار نہ رکھتے تھے اس لیے سامانِ تجارت دوسرے ممالک لے کر جاتے اور اسے فروخت کر کے اپنا معاوضہ وصول فرماتے[4]۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت کی وجہ سے مکہ کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور امین کے نام سے پکارتے تھے۔

---

[1] طبقات ابن سعد: 1/ 126-128، ابن ہشام: 1/ 133-135

[2] ابن ہشام: 1/ 166

[3] صحیح بخاری حدیث: 5453

[4] سنن ابی داؤد حدیث: 4836، سنن ابن ماجہ: 2287

حضرت خدیجہؓ سے شادی

(عمر مبارک 25 سال-595ء)

جب حضرت خدیجہ کو نبی ﷺ کے متعلق معلوم ہوا تو انھوں نے آپ کو یہ پیشکش کی کہ ان کا مالِ تجارت لے کر شام جائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے تجارت کو قبول فرمایا اور حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ کے ساتھ تجارتی سفر کے لئے ملک شام روانہ ہوئے۔ واپسی پر آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کو جب ان کی تجارت کا حساب دیا تو وہ حیران رہ گئیں۔ کیونکہ اس سے قبل انھیں تجارت میں اس قدر منافع کبھی نہیں ملا تھا جب ان کے غلام میسرہ سے آپ ﷺ کے حسنِ اخلاق شگفتہ کلام اور موزوں اندازِ فکر سے لبریز اپنے مشاہدات کا علم ہوا تو اپنی سہیلی نفیسہ کے ذریعے آپ ﷺ کو شادی کا پیغام بھجوایا جسے آپ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کے مشورہ کے بعد قبول فرمالیا۔ نکاح میں بنی ہاشم اور رؤسائے قریش شریک ہوئے۔

آپ ﷺ کی طرف سے مہر میں 20 اونٹ مقرر ہوئے۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر 40 سال تھی اور آپ ﷺ کی عمر مبارک 25 سال تھی حضرت خدیجہ بنتِ خویلد ایک مال دار بیوہ خاتون تھیں۔ عزت و شرافت میں آپؓ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ اس وجہ سے آپؓ کا خطاب طاہرہ تھا آپ ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیمؓ کے علاوہ آپ ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہؓ سے تھی۔ آپ ﷺ نے ان کی زندگی میں کوئی اور نکاح نہیں کیا[1]۔

[1] ابن ہشام:1/189-190، ابن سعد، طبقات:1/145

بیت اللہ کی تعمیرِ نو اور حجر اسود کا فیصلہ

(عمر مبارک 35 سال۔605ء)

جب آپ ﷺ کی قمری عمر مبارک 35 سال ہوئی تو یہ واقعہ پیش آیا۔ ہُوا یوں کہ قریش نے خانہ کعبہ کی از سرِ نو تعمیر کا منصوبہ بنایا۔ سیلابوں اور بوسیدہ حالت کی وجہ سے یہ کیفیت بن گئی تھی کہ کسی بھی وقت بیت اللہ کی عمارت زمین بوس ہو سکتی تھی۔ اس لیے فیصلہ ہوا کہ بیت اللہ کی ازِ سر نو تعمیر کا کام شروع کیا جائے۔ تعمیر نو کے لیے عمارت کا گرانا ضروری تھا لیکن پہلے پہل اس کی جرات کسی کو نہ ہوئی کیونکہ ابرہہ (ہاتھی والوں) کا عبرتناک انجام انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ بالآخر ولید بن مغیرہ مخزومی ایک سردار نے سابقہ عمارت منہدم کرنا شروع کر دی۔ لوگ ایک رات انتظار کرتے رہے کہ دیکھیں ولید پر کوئی عذاب تو نہیں آتا لیکن جب صبح تک وہ سلامت رہا تو سب نے منہدم کرنے میں شرکت کی تمام قبائل کے ساتھ آپ ﷺ نے کعبے کی از سر نو تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور حلال رقم استعمال کرنے کا فیصلہ ہوا۔ جب اس مقام پر پہنچے جہاں حجرِ اسود نصب ہونا تھا شدید جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ ہر قبیلہ اس پتھر کی تنصیب سے بامشّرف ہونا چاہتا تھا۔ غرض کہ تلواریں نکلنے اور کشت و خون ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا بالآخر ابو امیہ مخزومی (جو قریش کا بوڑھا سردار تھا) نے کھڑے ہو کر یہ تجویز پیش کی کہ کل صبح سویرے جو شخص سب سے پہلے مسجد حرام کے دروازہ سے داخل ہو گا اس کو ہم اپنا ثالث مان لیں گے۔ تجویز معقول تھی۔ چنانچہ انتظار ہونے لگا۔ اگلی صبح رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو سب پکار اٹھے کہ ہم راضی ہیں محمد (ﷺ) صادق و امین ہیں۔ جب آپ ﷺ ان کے قریب پہنچے تو انہوں نے معاملے کی تفصیل بتائی تو آپ ﷺ نے ایک چادر لانے

کی ہدایت کی۔ جب چادر لائی گئی تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے چادر کے درمیان حجرِ اَسود کو رکھا اور متنازعہ قبائل کے سرداروں کو کہا کہ وہ مل کر چادر کو کناروں سے پکڑ کر اوپر اٹھائیں۔ جب چادر حجر اسود کے مقام کے قریب پہنچ گئی تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو مقررہ جگہ پر رکھ دیا۔ اس سے سب قبیلے خوش ہوگئے جس وجہ سے خون خرابے کا خدشہ پیدا ہو گیا تھا، آپ ﷺ کی فراست اور حکمت سے چند لمحوں میں حل ہو گیا۔

ادھر قریش کے پاس حلال مال کی کمی ہو گئی اس لیے انہوں نے شمال کی طرف سے خانہ کعبہ کی لمبائی تقریباً 5 میٹر کم کر دی اور چھوٹی سی دیوار اٹھا دی تاکہ علامت رہے کہ یہ کعبہ کا حصہ ہے اس کو آج "حطیم یا حجر" کہتے ہیں (اس جگہ پر اگر نوافل ادا کیے جائیں تو ایسا ہے جیسے اپ نے بیت اللہ کے اندر داخل ہو کر نوافل ادا کیے ہوں)۔ اس دفعہ خانہ کعبہ کا دروازہ زمین سے کافی بلند کر دیا۔ اب خانہ کعبہ چوکور شکل اختیار کر گیا جس کی اونچائی 15 میٹر ہے۔ حجر اسود زمین سے 1.5 میٹر بلندی پر ہے اور دروازہ زمین سے تقریباً 2 میٹر اونچا ہے۔ حجر اسود والی دیوار اور اس کے سامنے کی دیوار یں لمبائی میں 10، 10 میٹر ہیں۔ جبکہ دروازے والی دیوار اور اس کے سامنے والی دیواریں چوڑائی میں 12، 12 میٹر ہیں۔ اندرون کعبہ 2 قطاروں میں 6 ستون کھڑے کئے گئے ہیں جبکہ پہلے نہ ستون تھے اور نہ چھت[1]۔

[1] صحیح بخاری حدیث:1582، تاریخ طبری:2/289، ابن ہشام:1/192-197، سنن ابی داؤد حدیث:2028

نبوت ورسالت

اہم واقعات

(ربیع الاول عمر مبارک 40سال- فروری 610ء)

واقعہ	قمری عمر مبارک	تاریخ وسن نبوت	تاریخ وسن عیسوی
نبوت کا آغاز (سچے خواب)	40سال	پیر 9ربیع الاول 41عام الفیل	9فروری 610ء
وحی کا نزول (رسالت)	40سال 6ماہ	پیر 27رمضان 1نبوت	24اگست 610ء
دعوت اسلامی کی ابتداء	40تا 42سال	1تا 3نبوت	610ءتا 612ء
اعلانیہ تبلیغ کا حکم	43سال	4نبوت	613ء
پہلی ہجرت حبشہ	44سال	رجب 5نبوت	اپریل 614ء
دوسری ہجرت حبشہ	45سال	جمادی الثانی 6نبوت	615ء
حضرت حمزہؓ و حضرت عمرؓ کا قبول اسلام	45سال	ذیقعد 6نبوت	اگست 615ء
شعب طالب میں محصوری	46سال	7نبوت	30ستمبر 615ء
محاصرے کا خاتمہ	49سال	10نبوت	29اگست 618ء
وفات چچا ابو طالب	49سال	رجب 10نبوت	فروری 619ء
وفات حضرت خدیجہؓ	49سال	رمضان 10نبوت	اپریل 619ء
سفر طائف	49سال	شوال 10نبوت	مئی 619ء
طائف سے واپسی	49سال	ذی قعدہ 10نبوت	جون 619ء
معراج النبی ﷺ	50سال	27رجب 11نبوت	9مارچ 620ء
حضرت عائشہؓ سے نکاح	50سال	شوال 11نبوت	مئی 620ء
یثرب میں اسلام	50سال	ذی الحجہ 11نبوت	جولائی 620ء
پہلی بیعت عقبہ	51سال	ذی الحجہ 12نبوت	جولائی 621ء
دوسری بیعت عقبہ	52سال	ذی الحجہ 13نبوت	جون 622ء

نبوت ورسالت کی چھاؤں میں

(9ربیع الاول-1نبوت عمر مبارک40سال-41عام الفیل-9فروری610ء)

غار حرامیں عبادت

آپ ﷺ کی عمرِ عزیز قمری40سال ہوئی تو نبوت کی علامتیں (رویائے صدقہ) ظاہر ہونا شروع ہو گئیں تھیں۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ بیہقی نے یہ حکایت کی ہے کہ خواب کی مدت 6 ماہ تھی اور بیداری میں وحی کا نزول رمضان میں ہوا۔ وحی کے سلسلے کا آغاز سچے خوابوں سے ماہ ربیع الاول میں شروع ہوا اور دن کی روشنی میں اسے پورا ہوتا دیکھتے تو آپ ﷺ کی طبیعت خلوت کی طرف مائل ہونا شروع ہوئی گویا آپ ﷺ کو تیار کیا جارہا تھا کہ اب کچھ غیر معمولی واقعات پیش آنے والے ہیں۔ آپ ﷺ اکثر ستو اور پانی (توشہ) لے کر بیت اللہ کے مشرق میں کوئی4 کلو میٹر کے فاصلے پر جبل نور میں واقع غار حرا میں خلوت اختیار فرماتے، توشہ ختم ہونے پر واپس گھر آتے اور توشہ لے جاتے۔ غار کی لمبائی4 میٹر سے کچھ کم اور چوڑائی 1.5 میٹر سے کچھ زیادہ اونچائی تقریباً 2.5 میٹر ہے۔ اور دہانہ بیت اللہ کی طرف ہے۔ اکثر آپ ﷺ اسی غار میں تشریف لے جاتے اور اللہ کی عبادت کرتے۔ آپ ﷺ کائنات کے مشاہدہ اور اس کے پیچھے کار فرما قدرت نادرہ پر غور فرماتے دنیا کی گمراہی اور عرب کے لوگوں کی بت پرستی اور بگاڑ پر رنجیدہ رہنے لگے یہاں تک کہ غار حرا میں آپ کے پاس حق آگیا۔ (تحقیق اور مشہور روایات کے مطابق یہ واقعہ رمضان المبارک کی 27 تاریخ کو پیر کی رات پیش آیا اس روز 24اگست610ء تھی۔ قمری حساب سے رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک 40سال 6 ماہ19دن شمسی حساب سے39سال04ماہ اور04دن تھی)۔

وحی کا نزول

(رمضان 1 نبوت عمر مبارک 40 سال 6 ماہ اگست 610ء)

جب آپ ﷺ کی عمر 40 سال مکمل ہوئی۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہی پیغمبروں کی بعثت کی عمر ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہے وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے کی گئی۔ آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی میں اسے نمودار ہوتا دیکھتے۔ پھر آپ ﷺ تنہائی پسند ہو گئے اور کئی کئی شب وروز غار حرا میں رہ کہ عبادت کرتے تھے۔ اس حالت پر 06 ماہ کا عرصہ گزر گیا۔ جو مدت نبوت کا 46 واں حصہ ہے اور کل مدت نبوت 23 برس ہے اس کے بعد حرا میں رمضان میں نزول قرآن ہوا[1]۔ رمضان میں آپ ﷺ حسبِ عادت غارِ حرا کے اندر ذکر الٰہی اور عبادت میں مشغول تھے کہ آپ ﷺ کے پاس اللہ کا فرشتہ حضرت جبرائیلؑ آئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ پڑھو! آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس پر اس نے مجھے پکڑ کر اس قدر زور سے دبایا کہ میری قوت برداشت جواب دینے لگی۔ پھر چھوڑ کر کہا کہ پڑھو! آپ ﷺ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس نے دوبارہ پکڑ کر دبوچا اور چھوڑ کر کہا پڑھو! آپ ﷺ نے پھر کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں اس نے تیسری بار پکڑ کر دبوچا پھر چھوڑ کر کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ O اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ O الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ O عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ O

(سورۃ العلق 96:1-5)

"پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ جس نے انسان کو

[1] صحیح بخاری حدیث: 4953، ابن ہشام، ابن سعد، طبقات: 1/ 194

جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا پڑھو اور تیرا رب بڑا کریم والا ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا جس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا"۔

انہی آیات کے ساتھ آپ ﷺ گھر تشریف لائے۔ دل کی دھڑکنیں تیز تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے چادر اوڑھادو! مجھے چادر اوڑھا دو! آپ ﷺ کی شریکِ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ خوف جاتا رہا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کو سارا واقعہ سنایا[1] اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کی ڈھارس بندھائی۔ کہا اللہ آپ کو ہرگز رسوانہ کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، درمندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ تہی دستوں کا بندوبست کرتے ہیں، مہمانوں کی میزبانی کرتے ہیں اور حق کے مصائب پر اعانت کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ اس وقت وہ بہت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے۔ قبل ازیں وہ عبرانی زبان میں انجیل لکھتے تھے ان کے سامنے یہ واقعہ دہرایا گیا تو انھوں نے کہا یہ تو وہی ناموس (حضرت جبریلؑ) ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰؑ پر نازل کیا تھا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تمہاری قوم (مکہ سے) تمہیں نکال دے گی آپ ﷺ نے پوچھا کیا میری قوم مجھے نکال دے گی انہوں نے کہا ہاں اور یہ بھی کہا کہ جو پیغام آپ لے کر آئے ہیں۔ اس کو لے کر جو کوئی بھی آیا اس سے اس کی قوم نے دشمنی ہی کی۔ اگر میں آپ کی نبوت کے زمانے میں زندہ رہا تو تمہاری مدد کروں گا[2] اس کے بعد ورقہ جلد ہی فوت ہو گئے۔

[1] صحیح بخاری حدیث:4957

[2] صحیح بخاری حدیث:6982، صحیح مسلم حدیث160

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ورقہ کے پاس سے پلٹ کر دوبارہ غار حرا تشریف لائے بقیہ مدت مکمل کی[1]۔ ایک دن آپ صبح حرا سے اتر کر مکہ روانہ ہوئے کہ جبریل امین علیہ السلام دوبارہ تشریف لائے۔ صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں چلا جارہا تھا کہ اچانک آسمان سے ایک آواز سنائی دی میں نے نگاہ اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو حِرا میں پہلی دفعہ میرے پاس آیا تھا زمین و آسمان کے درمیان ایک کرسی پر معلق بیٹھا ہے۔ میں اس سے ڈر گیا پھر گھر آکر کہا مجھے چادر اوڑھادو مجھے چادر اوڑھادو۔ جب چادر اوڑھادی گئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ O قُمْ فَأَنذِرْ O وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ O
وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ O وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ O

(سورۃ المدثر 74:1-5)

"اے چادر پوش اٹھ اور (لوگوں کو عذاب الٰہی سے) ڈرا اور اپنے رب کی بندگی بیان کر اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور گندگی سے الگ تھلگ کر"[2]۔

ان آیات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت شروع ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کا آغاز کیا اور وحی کی آمد بھی لگاتار آنے لگی۔

دعوت اسلام کا آغاز

(1 نبوت عمر مبارک 40سال 610ء)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کا کام خاموشی

اور رازداری سے سب سے پہلے اپنے گھر کے لوگوں اور دوست احباب سے

[1] صحیح بخاری باب التعبیر میں ہے کہ چند روز تک وحی کی بندش ہوئی (مولانا شبلی نعمانی: 1/193)

[2] صحیح بخاری حدیث: 4924/4926

شروع کیا۔ سب سے پہلے آپ ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چچازاد بھائی، آپ ﷺ کے یار غار حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعوت اسلام قبول کی ترتیب میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ ابنِ ہشام کے مطابق حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ہی ایمان لائے اسلام کی اشاعت شروع کر دی اور ان کی کوششوں سے حضرت عثمان غنیؓ بن عفان، حضرت عبد الرحمانؓ بن عوف، حضرت زبیرؓ بن عوام، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص (فاتح ایران) اور حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ ایمان لائے۔ یہ بزرگ اسلام کا ہر اول دستہ تھے۔

ان کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح۔ حضرت ابو سلمہؓ بن عبد الاسد ان کی بیوی حضرت ام سلمہؓ، حضرت ارقمؓ بن ابی الارقم، حضرت عثمانؓ بن مظعون اور ان کے دونوں بھائی، حضرت سعیدؓ بن زید اور ان کی اہلیہ (جو حضرت عمرؓ کی ہمشیرہ فاطمہؓ ولد بنت خطاب تھیں) حضرت خبابؓ بن الارت اور حضرت عبد اللہؓ ابنِ مسعود شامل ہیں اور دوسرے کئی افراد مسلمان ہوئے ان لوگوں کو ابنِ ہشام کے مطابق 40 افراد کی تعداد بتائی ہے۔ اور کہا جاتا ہے ان کی تعداد 133 تھی ان کو سابقین اولین (قدیم الاسلام کہا جاتا ہے)۔ خفیہ دعوت میں آپ اپنے ساتھیوں کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ میں مصروف رہے۔ انہی ایام میں وضو اور نماز (2 رکعت صبح اور 2 رکعت شام) کے ابتدائی احکام نازل ہوئے۔ ترجمہ:

"صبح اور شام اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو"

(المومن 55:40)

حضرت جبریلؑ نے آپ ﷺ کو وضو اور نماز کا طریقہ سکھایا۔

قرآن مجید کے اثرات

ابتدائی دور میں جو قرآن پاک نازل ہو رہا تھا وہ دعوت کے ابتدائی دور کی مناسب سے چھوٹے چھوٹے بولوں پر مشتمل ہوتا تھا جن کی زبان نہایت ہی عمدہ شریں اور انتہائی پُر اثر تھی یہ بول تیر و نشتر کی طرح دلوں میں اتر جاتے تھے ان سورتوں میں توحید اور آخرت کی حقیقت ثبوت کے ساتھ بیان کی جاتی تھیں۔ جو سنتا تھا وہ اثر قبول کرتا تھا اور اس کا جی چاہتا تھا کہ وہ ان بولوں کو بار بار دہرائے۔ جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ عمل پیرا رہے۔

1 نبوی سے 3 نبوی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رازداری کے ساتھ تبلیغ کی اس کے بعد علانیہ تبلیغ کا حکم ہوا۔

4 نبوت

(4 نبوت - عمر مبارک 43 سال - 613ء)

اسلام کی اعلانیہ تبلیغ کا حکم

4 نبوی کو اعلانیہ تبلیغ کا حکم اسی طرح آیا:

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ o

(الشعراء 26:214)

"اوراب آپ ﷺ اپنے نزدیک ترین رشتہ داروں کو (عذاب الٰہی سے) ڈرائیں"
اس حکم پر عمل کرتے ہوئے نبی ﷺ نے بنو ہاشم کو جمع کیا۔ ان کے ساتھ بنی مطلب بن عبد مناف کے لوگ بھی کل 45 افراد تھے۔ آپ نے ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اس کی وحدانیت کی شہادت دی۔ اس سے پہلے کہ حضور ﷺ اپنی بات کہہ پائے ابو لہب نے بولنا شروع کر دیا جو کچھ چاہو کہو مگر دین سے پھرنے کی بات نہ کرو۔ تمہیں جان لینا چاہیے کہ تمہاری قوم تمام عرب سے لڑائی مول نہیں لے سکتی اور تمہارا ہاتھ پکڑنے اور تمہیں روکنے کے سب سے زیادہ حق دار تمہارے اپنے خاندان کے لوگ ہیں۔ اس طرح ابو لہب نے مجلس کو خراب کر دیا۔ اس پر ابو طالب نے کہا میں تمہاری مسلسل حفاظت و اعانت کرتا رہوں گا البتہ میں اپنا دین چھوڑنے پر راضی نہیں۔

کوہ صفا

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ O

(الحجر 94:15)

"آپ کو جو حکم ملا ہے اسے کھول کر بیان کر دیجیے اور مشرکین سے رخ پھیر لیجیے"

یہ حکم ملنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کوہ صفا پر چڑھے اور یاصباحاہ (ہائے صبح!) قریش کی صدا لگائی۔ یہ سن کر قریش کے تمام سرکردہ لوگ آ گئے۔ جو نہ آ سکا اُس نے اپنا نمائندہ بھیج دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اُن سے خطاب فرمایا!

"تم لوگ یہ بتاؤ کہ اگر میں یہ خبر دُوں کہ پہاڑ کے عقب سے ایک لشکر آرہا ہے اور تم پر چھاپہ مارنا چاہتا ہے تو تم میری مانو گے؟" لوگوں نے کہا ہاں آپ نے ہمیشہ سچ بولا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا" خدا کی توحید اپنی رسالت اور یوم آخرت پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں اور ایک سخت عذاب الٰہی سے پہلے خبر دار کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں"اس کے بعد آپ ﷺ نے دعوت اسلام دی اس پر آپ ﷺ کے چچا ابو لہب نے کہا تو غارت ہو (معاذ اللہ) تو نے ہمیں اس لیے اکٹھا کیا تھا۔ اس پر سورہ لہب نازل ہوئی (111:30) ابو لہب کے اور اس کی بیوی اور اس کا مال سب غارت ہو جائیں۔[1]

نبوت کے اعلان کے بعد اگرچہ مکہ کے باسیوں تک اس نئی خبر کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔ وہ اپنی جگہ حیران و ششدر بھی تھے لیکن انہوں نے اس دعوت اور اس پر ایمان لانے والوں کی راہ ابھی نہ روکی تھی۔

بت پرستی کے خلاف واشگاف اعلان

اس کے بعد جب آپ ﷺ نے شرک اور بت پرستوں کا پردہ چاک کرنا شروع کر دیا۔ یہ وہ نقطۂ آغاز تھا جب حق و باطل کے درمیان ایک کشمکش شروع

[1] صحیح بخاری حدیث:4770، صحیح مسلم حدیث:208

ہو گئی۔ ابتدا اسے شروع ہونے والی یہ نوک جھونک آہستہ آہستہ زور پکڑتی رہی۔ گالی گلوچ تک بات پہنچی۔ جب اس پر بھی صبر کیا گیا اور مشرکین کے خلاف ان جیسی زبان استعمال نہیں کی گئی تو وہ اور چڑ گئے اور زور زبردستی شروع ہوئی۔

قریش ابو طالب کی خدمت میں

ابنِ اسحاق کے مطابق اِنہی حالات میں جب آزمائش کی بھٹی ابھی گرم ہو رہی تھی۔ قریش نے ابو طالب کے پاس جا کر شکایت کی کہ آپ کا بھتیجا ہمارے خداؤں کو بُرا بھَلا کہتا ہے، آباؤاجداد کے دین میں عیب نکالتا ہے، ہمیں احمق اور گمراہ قرار دیتا ہے لہٰذا آپ انہیں روکیں۔ جواب میں ابو طالب نے ان سے نرم بات کہی اور بھلے طریقے سے رخصت کر دیا۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ اپنی تبلیغ اسلام پر رواں دواں رہے۔

حاجیوں کے لیے قریش کے مشورے

موسم حج قریب آگیا تو قریش کو خطرہ لاحق ہوا کہ باہر سے آنے والے قبائل اس دعوت سے آگاہ ہو گئے تو مسئلہ بہت بڑھ جائے گا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ لوگوں سے کہیں تو کیا کہیں۔ الزام لگائیں تو کیا ہو۔ چنانچہ وہ سب ولید بن مغیرہ (جو عمر رسیدہ اور مرتبے کا آدمی تھا) کے پاس جمع ہوئے اور اس سے مشورے کے طالب ہوئے۔

ولید نے کہا کہ اس (محمد ﷺ) کے بارے میں تم سب ایک ہی رائے اختیار کر لو تاکہ طرح طرح کی باتیں نہ بنیں بلکہ سب کی زبان سے ایک ہی قسم کی بات نکلے۔ کسی نے کہا ہم کہیں گے وہ کاہن ہے۔ ولید نے کہا نہیں۔ بخدا وہ کاہن نہیں۔ ہم نے کاہنوں کو دیکھا ہے۔ اس شخص کے اندر نہ کاہنوں جیسی گنگناہٹ ہے اور نہ ان جیسی قیافہ گوئی اور تُک بندی۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ ہم کہیں گے کہ وہ پاگل ہے۔ ولید

نے کہا نہیں وہ پاگل بھی نہیں۔ پاگلوں کی کیفیات ہم نے دیکھی ہیں۔ لوگوں نے کہا تب ہم کہیں گے کہ وہ شاعر ہے۔ ولید نے کہا کہ وہ شاعر بھی نہیں۔ ہمیں شاعری کی ساری اصناف معلوم ہیں۔ لوگوں نے کہ ہم کہیں گے کہ وہ جادو گر ہے۔ ولید نے کہا یہ شخص جادو گر نہیں ہے۔ ہم نے جادو گروں کو بھی دیکھا ہے۔ لوگ عاجز آ گئے۔ انھوں نے کہا، آپ ہی بتا دیجیے ہم کیا کہیں۔ ولید نے کہا خدا کی قسم اس کی بات بڑی شیریں ہے۔ اس کی جڑ پائیدار ہے اور اس کی شاخ پھل دار، تم جو بات بھی کہو گے لوگ اسے باطل ہی سمجھیں گے البتہ اس کے بارے میں قریب ترین بات یہ کہہ سکتے ہو کہ ساحر ہے۔ ایسا کلام پیش کرتا ہے جو جادُو ہے۔ اس سے باپ بیٹے، بھائی بھائی، شوہر اور بیوی میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔اس پر تمام متفق ہوئے(اس معاملے پر سورہ مدثر کی 16 آیات 11 تا 26 نازل ہوئیں)۔

اس کے بعد انہوں نے حج کے زمانے میں ہر راستے پر کچھ لوگ بیٹھا دیئے اور نئے آنے والوں کو اس سحر سے خبر دار کرنے لگے۔ ابو لہب کا یہ حال تھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے رہتا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے یہ بھی پہنچ جاتا اور کہتا ان کی بات نہ ماننا یہ جھوٹا اور بددِین ہے[1] لیکن یہ تدبیر خود قریش پر الٹ ہو گئی۔ خود اِن ہی کے ذریعے پورے عرب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس نئی دعوت اسلام کی خبر پھیل گئی۔ لہٰذا حالات میں رفتہ رفتہ تشدد کا رنگ چڑھنا شروع ہوا۔ اس تشدد کا شکار آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہوئے لیکن عزت و شرف، عالی نسب اور کریمانہ اخلاق کی وجہ سے کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آسانی سے ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا دوسرے اہلِ ایمان اس تشدد کی لہر سے بری طرح متاثر ہوئے۔

[1] مسند احمد:3/492، 4/341، ابن ہشام:1/271

دعوت اسلامی کو روکنے کے مختلف انداز (ظلم وجوار)

4 نبوی کو جب پہلی بار اسلامی دعوت منظر عام پر آئی۔ تو مشرکین نے اسے دبانے کے لیے مختلف کاروائیاں اختیار کیں ۔ جس میں ہنسی اور مذاق اڑانا، تکذیب کرنا، کبھی آپ کو پاگل کہتے ، کبھی جادوگر اور جھوٹا کہتے۔ پروپگنڈہ کرنا، کبھی کہتے یہ (قرآن) تو آپ کو انسان سکھاتا ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ آپ ڈھیلے پڑ جائیں۔ (ان باتوں کا ذکر قرآن مجید کی مختلف سورۃ میں ہے)

"جب انہوں نے دیکھا یہ کاروائیاں موثر ثابت نہیں ہوئی تو انہوں نے یہ طے کیا کہ پیغمبر اسلام کی آیذا رسائی اور اسلام لانے والوں کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا جائے۔ سب سے پہلے مشرکین نے غلاموں اور نچلے طبقے سے مسلمان ہونے والوں پر کوڑوں کی بارش کی۔ بھوک پیاس سے دوچار کیا گیا تعذیب اور تشدد کے تمام معلوم اور رائج طریقے استعمال کیے گئے۔ حضرت بلالؓ جو مؤذن کے لقب سے مشہور ہیں۔ امیہ کے غلام تھے وہ اُن کو دوپہر کی سخت دھوپ میں تپتی ریت پر بھاری پتھر سینے پر دکھ دیتا کہ حرکت نہ کر پائیں اُن سے کہتا کہ اسلام سے باز آورنہ یوں ہی گھٹ گھٹ کر مر جائے گا۔ لیکن بلال برابر "احد احد" کہتے رہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے آزاد کرایا[1] اسی طرح خبابؓ بن الارت، حضرت عمارؓ حضرت یاسرؓ اور ان کے والدین اور اسی طرح کے دوسرے لوگ ظلم وجور کی اس کیفیت میں حوصلے اور صبر کے ساتھ رب کی بندگی پر موجود رہے۔ حضرت عمارؓ کی والدہ سمیہؓ کو ابو جھل نے برچھا مار کر شہید کر دیا۔ اس طرح انھیں راہِ خدا میں پہلی شہید ہونے کا اعزاز ملا۔

بعثت سے پہلے ابو لہب نے اپنے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کا نکاح نبی

[1] ابن ہشام: 1/317-318

ﷺ کی دو صاحبزادیوں رقیہ اور ام کلثوم سے کیا ہوا تھا آپ ﷺ کی بعثت کے بعد اس نے ان دونوں کو طلاق دلوادی۔

اسی طرح جب نبی ﷺ کے صاحبزادے عبد اللہ کا انتقال ہوا تو ابو لہب کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ وہ دوڑتا دوڑتا قریش کی محفل میں پہنچا اور انھیں یہ "خوش خبری" سنائی کہ آپ ابتر (نسل بریدہ) ہوگئے ہیں۔اس پر سورہ الکوثر نازل ہوئی۔ (108:30)

ابو لہب کی بیوی جو حرب بن امیہ کی بیٹی اور ابوسفیان کی بہن تھی وہ بھی آپ کی دشمنی میں کسی سے پیچھے نہ تھی۔ آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے ڈال دیا کرتی۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشرکین کا رویہ

حضرت عبد اللہ ابنِ مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے جب کہ ابو جہل اور اس کے رفقاء ایک طرف بیٹھے تھے کہ اتنے میں کسی نے کہا کہ کون ہے جو فلاں جگہ سے اونٹ کی اوجھڑی لائے اور جب محمد (ﷺ) سجدہ کریں تو ان کی پیٹھ پر ڈال دے۔ اس پر قوم کا بدبخت ترین آدمی عقبہ بن ابی معیط گیا اور اوجھڑی لاکر انتظار کرنے لگا۔ جب رسول اللہ ﷺ سجدے میں تشریف لے گئے تو اسے آپ ﷺ کی پیٹھ پر دونوں کندھوں کے درمیان ڈال دیا۔ میں سارا ماجرا دیکھ رہا تھا لیکن کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ کاش میرے اندر بچانے کی طاقت ہوتی۔ ابنِ مسعود کہتے ہیں اس کے بعد وہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہونے لگے۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ حالتِ سجدہ ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ حضرت فاطمہؓ نے آکر آپ ﷺ سے یہ بوجھ ہٹایا۔ اچھے اچھے قبائل کے اشراف جب ایمان سے بہرہ ور ہوئے تو

ان کے اہلِ قبیلہ اور اہلِ خانہ نے ان کا ناطقہ بند کر دیا۔ حضرت عثمانؓ بن عفّان کو ان کا چچا چٹائی میں لپیٹ کر نیچے سے دھواں دیتا۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے گھر والوں کو جب اسلام کی خبر ہوئی تو انہوں نے بیٹے کو خوب کوسا۔ یہاں تک کہ ان کی والدہ نے انھیں دوبارہ شرک کرنے پر مجبور کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ میں تمہاری ماں ہوں۔ میرا حکم ماننا تمہارا فرض ہے۔

اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی۔

"ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے لیکن اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم ہی نہیں تو ان کی اطاعت نہ کر۔"

(العنکبوت 8:29)

حضرت مصعب بن عمیرؓ بڑے ناز و نعم میں پلے تھے، خوشبوؤں میں بسنے والے یہ نوجوان جب ایمان لائے تو گھر والوں نے دانہ پانی بند کر دیا۔ یہاں تک کہ بدن پر لپیٹنے کے لیے بوریا تک نہ رہا لیکن جو ایمان دل میں داخل ہو چکا تھا اس کے مقابل ماں باپ کی محبت اور مال و دولت کی کثرت ہیچ ثابت ہوئی۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ مسجدِ حرام میں تشریف لے گئے۔ وہاں قریش کا مجمع تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اچانک کھڑے ہو کر تقریر شروع کر دی۔ لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف دعوت دی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اس طرح کسی نے علی الاعلان دعوت پیش کی ہو، مشرکین یہ تقریر سنتے ہی حضرت ابو بکرؓ پر ٹوٹ پڑے اور انھیں گرا کر پاؤں سے روندا۔ عتبہ بن ربیعہ نے ان کے منہ پر اتنے جوتے مارے کہ وہ سوج گیا۔ یہ حال دیکھ کر بنو تمیم آگے بڑھے اور ان

کو چھڑا کر لے گئے۔ انھیں یہ یقین تھا کہ یہ اب مر جائیں گے۔ اس لیے وہ دوبارہ حرم میں آئے اور کہا خدا کی قسم اگر ابو بکرؓ مر گئے تو ہم عتبہ کو جیتا نہ چھوڑیں گے۔ شام تک حضرت ابو بکرؓ بے ہوش رہے۔ جب ہوش آیا تو ان کا پہلا سوال یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے۔ اور جب آپ کو خیریت کی اطلاع ملی تو سکون کا سانس لیا اور اسی حال میں سہارا لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ غمگین ہوئے، ان کو بوسہ دیا، ان کی درخواست پر آپ ﷺ نے ان کی والدہ کے لیے خصوصی دُعا فرمائی۔ وہ مسلمان ہوئیں اور ابدی آگ سے بچ گئیں۔

ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ ایک روز صحابہ کرامؓ نے آپس میں کہا کہ کون ہے جو باآوازِ بلند قرآن کی تلاوت کرے گا تاکہ قریش سن سکیں۔ حضرت عبد اللہ ابنِ مسعودؓ تیار ہوئے۔ حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا یہ کام مجھے کرنے دو۔ اللہ میرا محافظ ہے۔ پھر وہ دن چڑھے حرم میں پہنچے جب کہ سردار انِ قریش موجود تھے۔ حضرت عبد اللہ ابنِ مسعودؓ نے مقامِ ابراہیمؑ پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے سورۃ رحمٰن کی تلاوت شروع کر دی۔ قریش اُن پر ٹوٹ پڑے۔ منہ پر مار مار کر ان کا منہ سجا دیا۔ اسی حالت میں اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور کہا کہ آج سے پہلے خدا کے یہ دشمن میرے لیے اتنے بے وزن نہ تھے۔ اگر تم کہو تو میں کل دوبارہ یہ کلام سناؤں گا سب نے کہا بس اتنا ہی کافی ہے[1]۔ انہی حالات میں حضرت ابو بکرؓ نے نو غلاموں اور لونڈیوں کو اُن کے آقاؤں سے خرید کر آزاد کیا اس لیے کہ یہ سب ایمان لا چکے تھے اور اس سبب سے ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ جب حضرت ابو بکرؓ ان غلاموں کی آزادی پر اپنا سرمایا صرف کر رہے تھے تو ان کے والد ابو قحافہ نے انھیں کہا کہ تم کیوں کمزور لوگوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہو؟ اگر یہ مال تم مضبوط لوگوں پر خرچ کرو تو وہ تمہارے دست

[1] ابن ہشام: 336/1

وبازو بن جائیں گے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ابا جان میں تو وہ اجر چاہتا ہوں جو اللہ کے
ہاں ہے۔

5 نبوت

(5 نبوت- عمر مبارک 44 سال- 613ء)

دارِ الارقم

5 نبوی میں ظلم و ستم کی اس بھٹی میں اہلِ اسلام کو ایک ایسی جائے قرار کی ضرورت تھی جہاں وہ مل کر بیٹھ سکیں، سکون سے دین کی تعلیمات پر غور و فکر کر سکیں، عملی طور پر تزکیہ اور تربیت کے مراحل طے کر سکیں۔ حضرت ارقمؓ کا مکان جو کوہِ صفا پر واقع تھا اسے مرکز اجتماع بنایا گیا لوگ وہاں جاتے، نماز پڑھتے، آپس میں ایک دوسرے کو صبر و ہمت کی تلقین کرتے، قرآن سیکھتے اور سکھاتے، نبی اکرم ﷺ بھی اپنے اوقات میں سے کچھ وقت اس تربیت گاہ کے لیے نکالتے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ اعلانیہ دعوت و تبلیغ کے مساعی میں مصروف رہتے۔ قرآن پاک کی ابتدائی سورتوں کی خصوصیت ہے کہ وہ اسلام کی ساری تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ کے مقصد بعثت کو پیش کرتی ہے۔

پہلی ہجرتِ حبشہ

(رجب 5 نبوی- عمر مبارک 44 سال- 614ء)

رجب 5 نبوی اپریل 614ء تک مکہ کے اندر اہلِ اسلام کا رہنا محال ہو گیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی ہدایت کی۔ آپ ﷺ جانتے تھے کہ نجاشی بادشاہ ایک عادل بادشاہ وہاں پر کسی پر ظلم نہیں ہو گا۔ کل 16 افراد (12 مردوں اور 4 خواتین) پر مشتمل قافلہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گیا۔ حضرت عثمانؓ بن عفان ان کے امیر تھے۔ ان کی اہلیہ اور حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ ان کے ہمراہ تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ

کی ہجرت کے بعد یہ اسلام کی راہ میں پہلی ہجرت ہے[1]۔ مشرکین نے پیچھا بھی کیا لیکن لاحاصل رہا۔ اہلِ ایمان بہ حفاظت حبشہ کے ساحل پر اُتر چکے تھے۔

مسلمانوں کے ساتھ مشرکین کا سجدہ

ہجرت حبشہ کے 2 ماہ بعد رمضان 5 نبوی کو ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ مسجد حرم میں تشریف لے گئے۔ وہاں قریش کا بہت بڑا مجمع تھا۔ تمام سردار موجود تھے۔ آپ ﷺ نے یکایک کھڑے ہو کر سورۃ نجم کی تلاوت شروع کر دی۔ مشرکین کے لیے یہ پہلا موقع تھا جب وہ براہِ راست آپ ﷺ سے قرآنِ پاک سن رہے تھے۔ سارے مجمع پر سکوت طاری ہو گیا۔ قرآن کے بیان کا زور اور صاحبِ قرآن کے لہجے کا اثر جمع ہوا تو گویا ساری مجلس پر اس شاہانہ کلام کی گرفت قائم ہو گئی۔ اسی سورۃ کے آخر میں آیتِ سجدہ پر آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو سارے سامعین بے اختیار سجدے میں گر پڑے سوائے امیہ بن خلف کے[2]۔ بعد میں جب انہیں اپنی اس حرکت کا احساس ہوا تو تلملانے لگے، ایک دوسرے کو کوسنا شروع کر دیا اور آخر اپنی خفت مٹانے کے لیے یہ جھوٹ گھڑا کہ محمد (ﷺ) نے دراصل ہماری دیوی دیوتاؤں کے بارے میں تعریفی آیات سنائیں۔ یہ واقعہ ایک مختلف انداز سے حبشہ میں مسلمانوں تک پہنچا اور وہ یہ سمجھے کہ شاید مشرکین مکہ اسلام لے آئے ہیں چناں چہ وہ ماہ شوال میں واپس مکہ کے لیے عازمِ سفر ہوئے۔ ابھی چند منزلیں دُور ہی تھے کہ ان پر حقیقتِ حال منکشف ہوئی۔ لہٰذا کچھ وہیں سے واپس ہوئے اور کچھ نے مکہ آ کر یہیں سکونت اختیار کر لی[3]۔

---

[1] زادالمعاد: 1/24، فتح الباری: 7/237

[2] صحیح بخاری حدیث: 1067

[3] ابن ہشام: 1/364، زادلمعاد: 1/24، 2/44

اہلِ مکہ پہلے ہی زخم خوردہ تھے۔ مہاجرین حبشہ کی واپسی نے انھیں موقع فراہم کر دیا، چنانچہ ظلم و تشدد کی تازہ لہر دوڑ گئی۔ یہاں تک کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو ایک بار پھر حبشہ کی طرف ہجرت کا مشورہ دیا۔

6 نبوت

(6 نبوت-عمر مبارک 45 سال-614ء)

دوسری ہجرت حبشہ

جمادالثانی 6 نبوی کو مہاجرین نے دوسری ہجرت حبشہ کی تو اس قافلے میں 83 مرد اور 18 خواتین شامل تھیں۔ مشرکین پہلے سے ہوشیار تھے لیکن مہاجرین نے زیادہ مستعدی اور ہمت کا مظاہرہ کیا۔ 6 نبوی میں یہ قافلہ بہ امن و عافیت حبشہ کے ساحل پر اتر گیا۔ اس ہجرت سے مشرکین میں کھلبلی مچ گئی۔ ہر گھر سے کوئی نہ کوئی فرد اس ہجرت میں شامل تھا۔ خود ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہؓ بھی مہاجرین میں تھیں۔

قریش مکہ دربار نجاشی میں

(6 نبوت-45 سال-615ء)

ادھر مشرکین مکہ کے 2 نمائندے عمروؓ بن عاص اور عبداللہؓ بن ربیعہ بیش بہا تحائف لے کر حبشہ پہنچے اور سب سے پہلے نجاشی کے دربار میں اثر ورسوخ رکھنے والے مذہبی پیشواؤں سے ملے، ان کو تحائف پیش کیے اور انھیں اپنا ہم نوا بنالیا۔ اس کے بعد وہ نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے اور اپنا مدعا رکھا۔ نجاشی نے مہاجرین کو دربار میں طلب کر لیا حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے اس وفد کے متکلم کی حیثیت سے نجاشی سے بات کی نجاشی نے پوچھا یہ تم کون سے نئے دین میں داخل ہوگئے ہو، جب کہ تم نے میرا دین بھی قبول نہ کیا، اس پر حضرت جعفرؓ نے نجاشی کے سامنے عرب کے اخلاقی اور معاشرتی حالات رکھے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور اس کے بعد میں آنے والی تبدیلی کا ذکر کیا اور ان مظالم کی طرف اشارہ کیا جو اہلیانِ اسلام پر مشرکین کی طرف ڈھائے جارہے تھے اور کہا ہم تیری مملکت میں اس لیے آئے ہیں کہ ہمیں

امید ہے کہ یہاں ہم پر ظلم نہ ہو گا۔ اس پر نجاشی نے کہا کہ وہ کلام جو تمھارے پاس ہے وہ ہمیں سناؤ۔ جواب میں حضرت جعفرؓ نے سورۃ مریم کی ابتدائی آیات تلاوت کیں۔ اس پر نجاشی اس قدر رویا کہ اس کی داڑھی تر ہو گئی، اسی وقت اس نے مشرکین کے وفد کو واپس بھیج دیا اور کہا کہ یہ لوگ جب تک چاہیں یہاں رہ سکتے ہیں۔

عمروؓ بن العاص نے کہا خدا کی قسم میں کل وہ بات پیش کروں گا کہ ان کی جڑ کٹ جائے گی۔ اگلے روز اس نے دربار میں حاضر ہو کر کہا اے بادشاہ یہ لوگ عیسیٰ ابنِ مریم کے بارے میں ایک بڑی خطرناک بات کہتے ہیں۔ نجاشی نے پھر مہاجرین کو طلب کیا۔ مہاجرین نے آپس کے مشورے سے اس بار بھی یہی طے کیا کہ حق ہی کہیں گے جب یہ لوگ دربار میں گئے اور نجاشی نے حضرت عیسیٰ ابنِ مریم کے متعلق دریافت کیا تو جعفرؓ بن ابی طالب نے انھیں بلا تامل کہا کہ "وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کی طرف سے ایک روح اور ایک کلمہ ہیں۔ جسے اللہ نے کنواری پاک دامن مریمؑ کی طرف القا کیا تھا۔ یہ سن کر نجاشی نے ایک تنکا زمین سے اٹھایا اور کہا بخدا حضرت عیسیٰ ابن مریم اس قول سے ایک تنکے کے برابر بھی نہ زیادہ تھے نہ کم" لہٰذا مشرکین کا یہ وفد ذلیل و نامراد واپس پلٹ گیا جب کہ مسلمان امن و سکون سے رہنے لگے [1]۔

حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام

ذیقعدہ 6 نبوی کو مکہ نے اپنے جگر گوشے آغوشِ اسلام میں ڈالنا شروع کر دیے۔ سب سے پہلے آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ اسلام لائے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے 3 سال بڑے تھے۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک روز کوہ صفا کے قریب حضور

[1] ابن ہشام: 1/334-338

ﷺ اور ابو جہل کا آمنا سامنا ہوا۔ ابو جہل نے آپ ﷺ کے ساتھ نہایت گستاخیاں کیں مگر آپ ﷺ نے اس کی کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ اتفاقاً یہ سارا معاملہ ایک لونڈی دیکھ رہی تھی۔ اسی اثنا میں حضرت حمزہؓ شکار سے واپس آرہے تھے کہ اس لونڈی نے راہ روک کر ان کو ساری بات بتادی۔ وہ سیدھے حرم میں داخل ہوئے اور ابو جہل کو اس زور سے اپنی کمان ماری کہ اس کا سر پھاڑ دیا اور کہا کہ میں بھی اس دین پر ہوں جس پر وہ ہیں۔ تجھ میں ہمت ہے تو وہ گالیاں ذرا مجھے بھی دے کر دیکھ[1]۔ اس کے بعد حضرت حمزہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

حضرت حمزہؓ کے اسلام قبول کرنے کے 3 دن بعد قریش کو ایک اور گہرا گھاؤ لگا۔ حضرت عمرؓ ایمان لاچکے تھے ان کی عمر 27 سال تھی۔

ابنِ اسحاق کے مطابق رسول اللہ ﷺ کا کام تمام کرنے کے ارادے سے وہ تلوار لے کر گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ راستے میں ان کو نعیم بن عبد اللہ مل گئے، انھوں نے پوچھا کدھر کا ارادہ ہے[2]، کہنے لگے میں محمد (ﷺ) کو قتل کر دینا چاہتا ہوں جس نے قریش میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ اُس نے کہا تم ذرا پہلے گھر والوں کی خبر لو! تمہاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ پلٹ کر بہن کے گھر پہنچے۔ وہاں حضرت خبابؓ موجود تھے۔ وہ انہیں قرآن کی تعلیم دے رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کی آمد پر حضرت خبابؓ گھر کے کسی حصے میں چھپ گئے جب کہ بہن نے صحیفے کو چھپالیا لیکن حضرت عمرؓ دروازے ہی میں قرآت سن چکے تھے۔ بولے یہ کیسی دھیمی دھیمی آواز تھی جو میں سن چکا ہوں۔ حضرت فاطمہؓ (بہن) حضرت سعیدؓ (بہنوئی) نے کہا کہ

[1] ابن ہشام: 1/ 291-292

[2] ابن ہشام: 1/ 346-348

کچھ نہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے ان کے اسلام کے بارے میں استفسار کیا اور جب جو اب ہاں میں ملا تو بہنوئی پر ٹوٹ پڑے۔ بہن بیچ میں آئیں تو انھیں بھی مارا یہاں تک کہ ان کے چہرے سے خون بہنے لگا اس پر حضرت عمرؓ شرمسار ہوئے اور بولے وہ کلام جو تم پڑھ رہے تھے ذرا مجھ کو بھی دیکھاؤ۔ بہن نے پہلے انہیں غسل کا کہا اور بعد میں سورۃ طٰہٰ پڑھنے کو دی۔ پڑھتے ہی اس کا اثر ہوا۔ کہا یہ تو نہایت عمدہ اور جلیل القدر کلام ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت خبابؓ اوٹ سے باہر آ گئے اور کہا اے عمر مجھے امید ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے بارے میں جو دعا کی تھی وہ پوری ہو گی۔ میں کل ہی آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اے اللہ ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کی قوت فرما۔ اس پر حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کا ارادہ ظاہر کیا۔ جب انھیں پتہ چلا کہ آپ ﷺ اہل ایمان کے ساتھ دارِ ارقم پر موجود ہیں تو تلوار سمیت وہیں پہنچے اور دروازے پر دستک دی۔ کسی نے دروازے سے جھانکا اور اندر جا کر اطلاع دی کہ عمر ہیں اور تلوار ہاتھ میں لیے کھڑے ہیں۔ حضرت حمزہؓ نے کہ آنے دو اگر نیک ارادے سے آئے تو ہم نیک سلوک کریں گے ورنہ انھیں کی تلوار سے ان کا کام تمام کر دیں گے۔ چنانچہ دروازہ کھولا گیا۔ وہ اندر داخل ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں ایمان لانے حاضر ہوا ہوں اس پر تکبیر کا نعرہ بلند ہوا جس کی گونج حرم میں سنائی دی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان ہے کہ جب حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تو ہم برابر طاقتور اور باعزت رہے[1] اور اسلام پردے سے باہر آیا، اس کی اعلانیہ دعوت دی گئی۔ ہم حلقے لگا کر بیت اللہ کے گرد بیٹھنے لگے۔ بیت اللہ کا طواف کرنے لگے۔

حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] صحیح بخاری حدیث:3684

"اے اللہ عمر بن خطاب اور ابو جہل بن ہشام میں سے جو شخص تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اس کے ذریعے سے اسلام کو قوت پہنچا اللہ نے یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت عمر مسلمان ہوئے۔"

قریش ابو طالب کے پاس

6 نبوت کے وسط کا زمانہ تھا کہ قریش کے سرداران ابو طالب کے پاس آئے اور گزارش کی کہ اپنے بھتیجے کو روکئے۔ لیکن آپ نے نہیں روکا تو آپ سے اور اُن سے ایسی جنگ چھیڑ دیں گے کہ ایک فریق کا صفایا ہو کر رہے گا۔ اس پر آپ ﷺ کو بلا کر قریش کی باتیں بتائی اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: چچا جان! خدا کی قسم! اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں کہ میں اس کام کو اس حد تک پہنچائے بغیر چھوڑ دوں کہ یا تو اللہ اسے غالب کر دے یا میں اس راہ میں فنا ہو جاؤں تو نہیں چھوڑ سکتا۔

قریش کی دھمکی کے باوجود قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنا کام کئے جا رہے ہیں تو وہ دوبارہ ولید بن مغیرہ کے لڑکے عمارہ کو ہمراہ لے کر ابو طالب کے پاس آئے اور عرض کیا: اے ابو طالب! یہ قریش کا سب سے خوبصورت نوجوان ہے آپ اسے اپنا لڑکا بنالیں یہ آپ کا ہو گا اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیں جس نے آپ کے آباء و اجداد کے دین کی مخالفت کی ہے۔ ہم اسے قتل کریں گے بس یہ ایک آدمی کے بدلے ایک آدمی کا حساب ہے۔ ابو طالب نے کہا خُدا کی قسم! کتنا بُرا سودا ہے۔ خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ انصاف کی بات نہیں تم جو چاہو کرو۔

نبی ﷺ کے قتل کی کوشش

ابنِ اسحاق کا بیان ہے کہ ابو جہل نے قریش کے لوگوں سے کہا تم نے دیکھ لیا

کہ محمد (ﷺ) ہمارے دین کی برائی کرنے ہمارے باپ دادا کو گمراہ کہنے ، ہماری عقلوں کو بے عقلی قرار دینے میں کس قدر بے باک ہیں۔ اب میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ کل میں ایک پتھر لے کر بیٹھوں گا اور جب وہ نماز میں سجدہ کریں گے تو ان کا سر کچل دوں گا۔ پھر بنی عبد مناف جو چاہیں کرلیں۔ دوسرے روز وہ اس انتظار میں بیٹھا رہا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ قریش کے لوگ بھی جمع ہوئے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب سجدے میں گئے تو ابو جہل پتھر لے کر آگے بڑھا مگر آپ ﷺ کے قریب پہنچ کر واپس پلٹ آیا۔ وہ سخت خوف زدہ تھا۔ رنگ اڑا ہوا۔ پتھر ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ لوگوں کے پوچھنے پر بتایا کہ جب میں آگے بڑھا تو میرے سامنے ایک زبردست اونٹ آگیا میں نے کبھی اتنے بڑے سر اور ایسی گردن والا اونٹ نہیں دیکھا۔ وہ مجھے چبا ڈالنے کے لیے تیار ہو گیا۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جبریلؑ تھے[1]۔

ابو طالب کی وارننگ

جب ہر طرف سازش کا ماحول تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے قتل کے منصوبے بن رہے تھے کہ ایک دن ابو طالب آپ ﷺ کے مکان پر تشریف لائے لیکن آپ ﷺ کو موجود نہ پایا۔ خدشہ ہوا کہ کہیں آپ ﷺ کو قتل نہ کر دیا گیا ہو۔ انھوں نے بنو ہاشم کے نوجوانوں کو اکٹھا کیا اور انھیں ہدایت کی کہ اپنے ساتھ تیز دھار خنجر رکھ لیں اور میرے ساتھ ساتھ حرم میں داخل ہوں۔ جس محفل میں ابو جہل ہو اس کا کوئی فرد جیتا نہ چھوڑیں۔ راستے میں زید بن حارثہ ملے اور رسول اللہ ﷺ کی خیریت کی اطلاع دی۔ ابو طالب اگلے روز سویرے سویرے تمام جوانوں کو لے کر پھر حرم میں داخل

[1] ابن ہشام: 1/ 298، 299

ہوئے اور قریش کو گزشتہ روز کی روداد سنا کر کہا کہ اگر تم نے محمد ﷺ کو قتل کیا تو ہم کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس واقعے پر قریش کو اپنی حماقت کا احساس ہونے لگا اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایسی سازشوں کا دروازہ وقتی طور پر بند ہو گیا۔

مصالحت کی براہِ راست کوششیں

جب قریش کو یہ احساس ہوا کہ دعوت دبائے نہیں دب رہی بلکہ اس کا اثر ونفوذ روز بروز بڑھ رہا ہے تو انھوں نے ایک بار پھر سر جوڑے، مشورہ کیا کہ اس صورت حال کا کیا تدارک کیا جائے۔ بالآخر عتبہ بن ربیعہ نے آپ ﷺ سے براہِ راست بات چیت کا ارادہ ظاہر کیا اور قریش کی منظوری کے بعد آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ بڑی اپنائیت سے کہا بھتیجے! ہمارے ہاں تم کو جو عزت حاصل تھی وہ تم خود جانتے ہو۔ نسب میں بھی تم ایک شریف گھرانے کے فرد ہو۔ تم اپنی قوم پر یہ کیا مصیبت لے آئے ہو؟ تم نے جماعت میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ ساری قوم کو بے وقوف ٹھہرایا ہے۔ میری بات سنو میں کچھ تجویزیں تمہارے سامنے رکھتا ہوں شاید کہ ان میں سے کسی کو تم قبول کر لو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہو میں سنوں گا۔ اس نے کہا بھتیجے یہ کام اگر تم نے مال دار ہونے کی غرض سے شروع کیا ہے تو ہم تمھیں اتنا مال دیں گے کہ تم سب سے زیادہ مال دار ہو جاؤ گے۔ اگر بڑائی، عزت اور بادشاہی چاہتے ہو تو ہم تمھیں اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں، کوئی فیصلہ تمھارے بغیر نہیں کریں گے، اور اگر تم پر کوئی جن ہے تو ہم مل کر تمھارا علاج کرا لیتے ہیں[1]۔ عتبہ یہ باتیں کرتا رہا اور حضور ﷺ خاموشی سے سنتے رہے۔ جب کہہ چکا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ اے

[1] ابن ہشام: 1/ 293،294

ابو الولید کیا سب کہہ چکے یا ابھی کچھ باقی ہے۔ اس نے کہا میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اب میری سنو۔ جواب میں آپ ﷺ نے سورۃ فصلت (41: 5-1) کی تلاوت شروع کر دی۔ وہ ہاتھ پیچھے زمین پر ٹیکے غور سے سنتا رہا۔ آیت سجدہ پر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور سر اٹھا کر کہا کہ یہی میرا جواب تھا۔ اب آپ جانیں اور آپ کا کام۔ عتبہ اٹھ کر چلا گیا۔ سردارانِ قریش دور ہی سے تاک گئے۔ بولے عتبہ کا چہرہ وہ نہیں جو لے کر گیا تھا۔ اس نے کہا بخدا، میں نے ایسا کلام سنا کہ کبھی اس سے پہلے نہ سنا تھا۔ خدا کی قسم نہ یہ شعر ہے نہ سحر ہے اے اہلِ قریش میری بات مانو اور اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ میں سمجھتا ہوں یہ کلام رنگ لا کر رہے گا۔ فرض کرو اگر عرب اس پر غالب آگئے تو اپنے بھائی کے خلاف ہاتھ اُٹھانے سے تم بچ جاؤ گے لیکن اگر وہ عرب پر غالب آگیا تو تمہاری ہی بادشاہی ہو گی۔ یہ سن کر سردارانِ قریش بول اٹھے ولید کے ابا تم پر بھی اس کا جادو چل گیا۔

7 نبوت

(7 نبوت - عمر مبارک 46 سال - 615ء)

شعبِ ابی طالب (گھاٹی) میں محصور ہونا

قریش نے محسوس کیا کہ اس روک ٹوک پر بھی اسلام کا دائرہ پھیلتا جا رہا ہے صرف 4 مہینے یا اس سے کم عرصے میں مشرکین کو 4 بڑے بڑے دھچکے لگ چکے تھے یعنی حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ جیسے لوگ ایمان لا چکے نجاشی نے مسلمانوں کو پناہ دی ان کی پیش کش کو مسترد کر دیا مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اس لیے انہوں نے یہ تدبیر سوچی کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان کو محصور (اقتصادی اور سماجی بائیکاٹ) کر کے تباہ کر دیا جائے۔ چنانچہ تمام قبائل نے ایک معاہدہ مرتب کیا۔

یکم محرم 7 نبوی مطابق 30 ستمبر 615ء میں سرداران قریش نے یہ معاہدہ مرتب کیا کہ بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کے ساتھ شادی بیاہ، خرید و فروخت اور میل جول کا مکمل بائیکاٹ ہو گا۔ اس وقت تک کہ یہ محمد (ﷺ) کو قتل کرنے کے لئے قریش کے حوالے نہ کر دیں[1]۔ یہ معاہدہ لکھ کر در کعبہ پر لٹکا دیا گیا۔

ان حالات میں ابو طالب نے بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کو شعب ابی طالب کی گھاٹی میں سمٹ آنے کا حکم دیا اور یہ عزم ظاہر کیا کہ وہ ہر حال میں اپنے بھتیجے کی حفاظت کریں گے۔ صرف ابو لہب خاندان سے کٹ کر مکہ میں ہی ٹھہرا رہا۔ معاشی اور معاشرتی مقاطعہ کا یہ دور 3 سال پر محیط ہے۔ اس دوران حالات سنگین سے سنگین تر ہوتے گئے۔ محصورین کی ایسی ناکہ بندی کی گئی کہ حالت فاقوں تک پہنچ گئی۔ اس دوران حالات ایسے ابتر ہوئے کہ محصورین کو درختوں کے پتے اور سوکھے چمڑے کھانے پڑے۔ بھوک سے بلکتے بچوں اور عورتوں کی چیخ و پکار گھاٹی سے باہر تک سنائی

[1] ابن ہشام: 1 / 375، سیرت النبی ﷺ شبلی نعمانی: ص 232

دیتی تھی۔ان سختیوں اور پابندیوں کے باوجود خصوصاً حج کے ایام میں جب پورے عرب سے لوگ بیت اللہ کے حج کے لیے آئے تو اللہ کے رسول ﷺ اس موقع پر حاجیوں کو اللہ کے دین کی دعوت دیتے۔

نوٹ: یہ حضرات 1 محرم 7 نبوی سے 1 محرم 10 نبوی تک گھاٹی میں محصور رہے۔

10 نبوت

(10 نبوت-عمر مبارک49سال-618ء)

ظالمانہ محاصرہ کا خاتمہ

ان حالات میں 3 سال گزر گئے۔ محرم 10 نبوی مطابق 29اگست618ءمیں یہ محاصرہ ختم کر دیا گیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ قریش میں شروع سے ایسے لوگ موجود تھے جو اس معاہدہ پر راضی نہ تھے، رفتہ رفتہ ان کی قوتِ برداشت جواب دیتی چلی گئی اور بالآخر انہوں نے مزاحمت کا فیصلہ کر لیا۔

ابو جہل جو وہیں کہیں موجود تھا لپک کر بولا تم غلط کہتے ہو، خدا کی قسم اسے نہیں پھاڑا جا سکتا اس پر زمعہ بن اسود نے کہا خدا کی قسم تم زیادہ غلط کہتے ہو۔ اس معاہدہ پر ہم راضی نہ تھے، ابوالبختری نے بھی تائید کی۔ ہشام بن عمرو، زبیر بن ابی اور مطعم بن عدی نے بھی تائید کی، یہ ماجرا دیکھ کر ابو طالب نے جو بیت اللہ آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی بشارت سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کیڑوں کے ذریعے معاہدہ تلف کر دیا ہے۔ قریش کو مخاطب کیا اور کہا کہ معاہدہ کی دستاویز دیکھ لو اگر وہ سلامت ہوئی تو جو چاہو کرنا اور اگر وہ تلف ہو چکی ہو تو پھر اس مقاطعہ سے باز آجاؤ۔

سب نے کہا آپ انصاف کی بات کرتے ہیں۔ مطعم بن عدی صحیفہ دیکھنے کے لیے اٹھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ واقعی کیڑوں نے اس کا صفایا کر دیا ہے۔

صرف **بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ** باقی رہ گیا اور جہاں جہاں اللہ کا نام تھا باقی بچہ ہے۔ اس کے بعد مقاطعہ ختم ہو گیا، بنو ہاشم اپنے گھروں کو لوٹ آئے لیکن مشرکین کا رویّہ بدستور وہی رہا[1]۔

---

[1] ابن ہشام:1/374-377، زادالمعاد:2/46

قریش کا آخری وفد ابو طالب کے پاس

ابن اسحاق کے مطابق شعبِ ابی طالب کی سختیوں کی وجہ سے ابو طالب بیمار پڑ گئے۔ اب ان کی عمر بھی 80 سال سے زیادہ ہو گئی تھی۔ تو قریش کو خیال گزرا کہ ابو طالب کی زندگی میں ہی محمد (ﷺ) کے ساتھ کوئی راہ نکال لینی چاہیے۔ چنانچہ قریش کے معزز ترین افراد کا ایک وفد جن میں سے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو جہل بن ہشام، اُمیّہ بن خلف، ابو سفیان بن حرب اور دیگر اشراف ابو طالب کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ تم اپنے بھتیجے سے ہمارے بارے میں وعدہ لو اور ہم سے ان کے بارے میں عہد لو تاکہ نہ وہ ہم سے اور ہمارے دین سے سروکار رکھیں اور نہ ہم ان سے اور ان کے دین سے کوئی تعرض کریں۔ ابو طالب نے جو اس معاملے پر پہلے ہی رنجیدہ اور پریشان تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو بلایا اور کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے یہ تمہاری قوم کے اشراف اس لیے جمع ہیں کہ تم سے پر امن بقائے باہمی کا معاہدہ کریں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے چچا بہتر ہے کہ ایک کلمہ یہ پڑھ لیں اس کے سبب سے تمام عرب کے بادشاہ ہو جائیں گے اور تمام عجم میں انہی کا دین پھیلے گا وہ کلمہ ہے لا اِلہ اِلا اللہ۔ اس پر تمام نے کہا اے محمد ﷺ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم نے سب خداؤں کا ایک خدا کر دیا۔ پس پھر آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ یہ تمہاری بات نہ مانے گا، چلو اور اپنے آبائی دین پر قائم رہو۔ (اس واقعہ کے بعد سورہ ص:38: 1-7 کی آیات نازل ہوئیں)۔

چچا ابو طالب کی وفات (غم کا سال)

(10 نبوت-619ء-49سال)

رجب 10 نبوی فروری 619 میں ابو طالب نے 80 سال کی عمر میں وفات

پائی ان کی وفات شعب ابی طالب کو محصوری کے 6 ماہ بعد ہوئی۔ 40 سال سے زیادہ عرصے تک آپ ﷺ کی حمایت و مدد کی صحیح بخاری میں حضرت مسیبؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا چچا جان آپ ہی یہ کلمہ پڑھ لیجیے تاکہ قیامت کے دن میں آپ کی شفاعت کر سکوں۔ ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ پہلے سے موجود تھے۔ ابو طالب نے کہا کہ فرزند اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ ابو طالب نے موت کے خوف سے یہ کلمہ کہا ہے تو میں ضرور کہہ لیتا[1]۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات

(10 نبوت-49سال-619ء)

رمضان 10 نبوی اپریل619 کو آپ ﷺ کی رفیقۂ اُم المومنین حضرت خدیجتہ الکبریٰ کا انتقال ہو گیا۔ جب ان کی عمر کا 65 واں برس چل رہا تھا۔ حضرت خدیجہؓ اس کارزارِ حیات میں آپ ﷺ کے لیے گراں قدر سرمایہ تھیں۔ انہوں نے ربع صدی تک نرم گرم حالات میں پامردی اور استقلال کا مظاہرہ کیا، اپنی جان اور مال سے آپ ﷺ کی خیر خواہی اور غمگساری کی یہی وہ حالات تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

" جس وقت لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا، وہ مجھ پر ایمان لائیں۔ جس وقت لوگوں نے مجھے جھٹلایا، انہوں نے میری تصدیق کی۔ جس وقت لوگوں نے مجھے محروم کیا۔ انہوں نے اپنے مال میں مجھے شریک کیا اور اللہ نے مجھے ان سے اولاد دی اور دوسری بیویوں سے کوئی اولاد نہ دی[2]۔"

رسول اللہ ﷺ اس سال کو عام الحزن (رنج و غم) کا سال فرمایا کرتے

[1] صحیح بخاری حدیث:1360

[2] مسند احمد:6/118

تھے۔ ان دونوں حادثات کے بعد ایک طرف تو جذباتی طور پر حضور اکرم ﷺ پر غم کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا تو دوسری طرف مکہ کے اندر آپ ﷺ کی پوزیشن بھی یکسر تبدیل ہوگئی۔ اب تک بنی ہاشم کی سربراہی جناب ابو طالب کے ہاتھ میں تھی۔ چناں چہ قریش آپ ﷺ کے خلاف براہِ راست کاروائی سے باز رہے لیکن اب یہ قیادت ابولہب کے ہاتھ آگئی جس کی اسلام دشمنی کسی سے پوشیدہ نہیں تھی۔ چناں چہ اب وہ ظاہری رکاوٹ بھی نہ رہی جس نے قریش کو رسول اللہ ﷺ پر ہاتھ اٹھانے سے روک رکھا تھا۔ ابنِ اسحاق نے عروہ بن زبیر کے حوالے سے یہ رویت نقل کی ہے کہ ایک روز قریش کے ایک احمق نے سرِ بازار رسول اللہ ﷺ کے سرِ مبارک پر مٹی ڈال دی۔ آپ ﷺ اسی حال میں گھر تشریف لائے۔ صاحبزادیوں میں سے کسی ایک نے آپ ﷺ کا سرِ مبارک دھویا اور روئے جارہی تھیں۔ ایسے میں رسول اللہ ﷺ نے انھیں تسلی دی فرمایا" رو نہیں بیٹی! اللہ تیرے باپ کے ساتھ ہے"[1]۔ اس سے پہلے جب بھی رسول اللہ ﷺ پر سخت وقت آیا، اپنی قوم نے آپ ﷺ کو پریشان کیا تو آپ ﷺ کی رفیقۂ حیات آپ ﷺ کی دِل داری کے لیے موجود ہوا کرتیں، آپ ﷺ کا غم ہلکا کرتیں۔ لیکن آج اُن سے بھی گھر خالی تھا۔ اس سال شوال 10 نبوی میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت سودہ جن کی عمر 55 سال تھی شادی کی تاکہ سفر طائف سے پہلے گھر اور بچوں کی دیکھ بھال ہوسکے۔

سفر طائف

شوال 10 نبوی[2] مئی 619 میں رسول اللہ ﷺ دعوت اسلام کی تبلیغ کے لیے طائف تشریف لے گئے۔ طائف مکہ کے جنوب میں 95 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک

[1] ابن ہشام:1/416-419

[2] سیر تسرورِ دوعالم ابوالاعلی مودودی:1/632

پہاڑی مقام ہے۔ حضرت زیدؓ بن حارث آپ ﷺ کے ساتھ تھے یہ مسافت آتے جاتے پیدل طے فرمائی تھی۔ مزدلفہ، عرفات، شداد اور وادی محرم کا راستہ اختیار کیا اور راستے میں ہر قبیلے کو دعوت اسلام دی۔ یہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے رؤساءِ طائف سے رابطہ قائم کیا خصوصاً بنو ثقیف کے تین سرداروں کے ساتھ جو آپس میں بھائی تھے ان کے والد کا نام عمرو بن عمیر ثقفی تھا۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے توحیدِ باری، رسالت اور آخرت کی تعلیمات رکھیں جس کے جواب میں ایک نے کہا:

"وہ کعبہ کا پردہ پھاڑے اگر اللہ نے تمہیں رسول بنایا ہو"

اور دوسرے نے کہا: "کیا تمہارے بغیر اللہ کو کوئی اور نظر نہیں آیا تیسرے نے کہا میں آپ سے ہر گز بات نہ کروں گا۔ اگر آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں تو پھر مجھے تمہاری بات رد کرنا میرے لیے بہت خلاف ادب ہے اور اگر آپ جھوٹے (**معاذاللہ**) ہیں تو یہ میری شان کے خلاف ہے کہ تم سے بات کروں"

بات یہیں پر نہیں ٹھہری بلکہ طائف کے اوباش لڑکوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگادیا جو مغلظات بکتے، شور شرابہ کرتے اور پتھروں سے مارتے جاتے۔ یہاں تک کہ آپ کی جوتیاں مبارک خون سے بھر گئیں۔ حضرت زیدؓ بن حاث ڈھال بن کر پتھر روکتے آخر کار آپ ﷺ نے ایک باغ میں جا کر پناہ لی[1]، ذرا دم لیا، سانسیں بحال ہوئیں تو اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے۔ دعا کے وہ الفاظ آج بھی سیرت کی کتابوں میں ہیں"

"بارالٰہی!
میں تجھ سے اپنی کم زوری و بے بسی پر
اور لوگوں کے نزدیک اپنی بے قدری کا شکوہ کرتا ہوں

[1] ابن ہشام:2/58

اے ارحم الراحمین!

تو کمزوروں کا رب ہے اور

تو ہی میرا بھی رب ہے

تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے؟

کیا کسی بے گانے کے جو میرے ساتھ تندہی سے پیش آئے؟

یا کسی دشمن کے جس کو تو نے میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے؟

لیکن! اگر مجھ پر تو ناراض نہیں، تو کوئی پروا نہیں

تیری عافیت میرے لیے زیادہ کشادہ ہے

میں تیرے اس نور کی پناہ چاہتا ہو

جس سے تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں

اور جس پر دنیا اور آخرت کے معاملات درست ہوئے کہ تو

مجھ پر تیری ناراضگی یا تیرا غصہ مجھ پر وار ہو

مجھے تیری رضا ہی چاہیے، یہاں تک کہ تو خوش ہو جائے۔

تیری ذات کے علاوہ میرے پاس نہ طاقت ہے نہ قوت"

جس باغ میں آپ نے پناہ لی تھی وہ ربیعہ کے بیٹوں کا تھا انہوں نے جذبہ قرابت میں اپنے عیسائی غلام عداس کے ذریعے انگور کا خوشہ بھیج دیا۔ عداس آپ ﷺ کے حسن سلوک سے مسلمان ہو گیا۔ اسی جگہ مسجد عداس تعمیر ہوئی۔

الغرض انہی نامساعد حالات میں آپ ﷺ نے دعوت توحید کا فریضہ سرانجام دے چکنے کے بعد واپسی کا قصد فرمایا۔ عرشِ عظیم کا مالک رب العالمین یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اپنے حبیب ﷺ کے لبوں سے نکلنے والی دعا بھی وہ سن چکا تھا۔ چنانچہ

جوں ہی رسول اللہ ﷺ قرن منازل کے مقام پر پہنچے (یہ مقام طائف سے 53 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے جہاں ریاض، یمن اور اطراف کے حجاج احرام باندھتے ہیں) جبریل امین ؑ تشریف لے آئے اور عرض کیا کہ اللہ رب العالمین نے پہاڑوں کے فرشتے کو ساتھ بھیجا ہے اگر آپ حکم فرمائیں تو میں دونوں پہاڑوں کے درمیان اہل طائف کو کچل دوں۔ رحمتِ دوعالم ﷺ نے فرمایا:

"میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے"[1]۔

جب یہ آسمانی مدد آئی تو آپ ﷺ کے دل سے غم کے بادل چھٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے طائف میں 10 دن قیام کیا۔

جنات کا قرآن سننا

ذی قعدہ 10 نبوت عمر مبارک 49 سال جون 619ء طائف سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ چند دن کے لیے وادی نخلہ میں ٹھہرے۔ اِسی دوران ایک رات جب آپ ﷺ نماز میں سورۃ رحمٰن کی تلاوت فرما رہے تھے، جنات کی ایک جماعت وہاں سے گزری فوراً پہچان گئے کہ یہ کلام الٰہی ہے۔ آپ ﷺ کو تو ان کی آمد اور سماعت کا احساس نہ ہوا بعد میں وحی کے ذریعے اس بارے اللہ رب العالمین نے آپ ﷺ کو یہ خبر پہنچائی۔ (سورۃ احقاف 46:29-32)

اس واقعہ سے ایک طرف تو آپ ﷺ کو خوش خبری دی گئی کہ آپ ﷺ کا دائرہ نبوت صرف بنی نوع انسان تک محدود نہیں بلکہ جنات بھی اس میں شامل ہیں۔ اس واقعہ نے آپ ﷺ کو تازہ دم اور ہشاش بشاش کر دیا اور آپ ﷺ نے ذی

[1] صحیح بخاری حدیث: 3231، صحیح مسلم حدیث: 1795

قعدہ 10 نبوی جون 619 کو مکہ واپس آنے کا قصد فرمالیا۔ آپ ﷺ حرا میں ٹھہر گئے آپ ﷺ نے اپنے قاصد کو اخنس بن شریق، سہیل بن عمرو اور مطعم بن عدی کے پاس بھجوایا تاکہ ان کی حمایت حاصل کی جاسکے۔ البتہ قریشی سردار مطعم بن عدی نے حمایت کا یقین دلایا، اور ہتھیار پہن کر اپنے بیٹوں کے ساتھ پہنچ گیا۔ بیت اللہ پہنچ کر اس کے بیٹوں نے حرم کے چاروں کونے سنبھال لیے وہ خود کھڑا رہا جب کہ آپ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف فرمایا۔ مشرکین کے لیے یہ صورتِ حال ناگہانی تھی۔

مطعم نے قریش میں اعلان کیا کہ اس نے (محمد ﷺ) کو پناہ دے رکھی ہے اور قریش نے اس پناہ کو منظور کیا[1]۔ نبی ﷺ کی ایک حکیمانہ تدبیر نے مشرکینِ مکہ کے کھلے ہوئے ہاتھ ایک بار پھر باندھ دیے۔ اب وہ بے بس تھے اگرچہ ان کے سینوں میں نفرت وعداوت کا طلاطم برپا تھا۔

وفودِ حج سے ملاقات

بیرونِ مکہ دعوت اوراسلام کا جو سلسلہ طائف سے شروع ہوا تھا وہ جاری رہا، خصوصاً حج کا موسم شروع ہو چکا تھا۔ چنانچہ آنے والے وفود سے ملاقاتوں میں تیزی آگئی۔ ابنِ اسحاق ربیعہ بن عباد سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے انھیں بتایا کہ میں ابھی نوجوان تھا اور اپنے باپ کے ساتھ مِنٰی کے میدان میں خیمہ زن تھا۔ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ ہر قبیلہ میں قیام گاہ پر تشریف لے جاتے ہیں اور وہاں کھڑے ہو کر ان کو دعوتِ توحید دیتے ہیں۔ ان کے پیچھے پیچھے ایک بھینگا شخص تھا جس کا چہرہ بڑا چمک دار تھا اس نے عدن کا بنا ہوا جبہ پہنا ہوا تھا جب رسول اللہ ﷺ وعظ و تلقین سے فارغ ہوتے وہ زور سے کہتا اے بنی فلاں یہ شخص تمھیں اس

[1] ابن ہشام: 1/381، زاد المعاد: 2/46-47

بات کی دعوت دیتا ہے کہ تم اپنے آباؤاجداد کے خداؤں کی بندگی چھوڑ دو۔ یہ تمھیں بدعت اور جھوٹ کی طرف بلاتا ہے اس کی بات نہ ماننا۔ عباد کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے پوچھا یہ کون تھا۔۔۔؟ بولے ابو لہب تھا۔

شق القمر (چاند کے دو ٹکڑے ہونا)

شق القمر کے معجزہ کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔ غالباً حج کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ سے ایک دفعہ کفار مکہ کے ایک گروہ نے معجزہ طلب کیا کہ آخر کوئی نشانی بھی ہے جس سے ہم جان سکیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب سے درخواست کی کہ انہیں کوئی نشانی دکھلا دیں۔ چنانچہ اللہ نے نشانی دکھلائی کہ آپ نے چاند کی طرف اشارہ فرمایا" چاند پھٹ کے دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا سامنے پہاڑ کے مشرق کی طرف اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کی مغرب کی طرف نظر آیا پھر دونوں ٹکڑے باہم جڑ گئے اس وقت آپ ﷺ منیٰ میں تشریف فرما تھے آپ نے لوگوں سے فرمایا دیکھو اور گواہ رہنا[1]۔ کفار یہ نشانی دیکھ کر بولے کہ یہ جادو ہے باہر سے مسافر آئیں گے تو ان سے پوچھیں گے مسافروں نے باہر سے آکر شہادت دی کہ وہ بھی یہ منظر دیکھ چکے ہیں۔ لیکن ایمان نہیں لائے۔

[1] صحیح بخاری حدیث:4864

11 نبوت

(11 نبوت-عمر مبارک 50 سال-619ء)

اسراء و معراج النبی ﷺ

"پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک سیر کرائی، تاکہ ہم اپنی نشانیاں اس کو دیکھائیں"

(بنی اسرائیل 1:17)

راجح و مقبول بات یہی ہے کہ یہ واقعہ سفر طائف (شوال 10 نبوی) کے بعد 27 رجب 11 نبوی 9 مارچ 620ء جب آپ ﷺ کی عمر مبارک 50 سال کی تھی میں پیش آیا (سورۃ اسراء[1] و بنی اسرائیل :17 اور سورۃ نجم :53 میں اس واقعہ کو بیان کیا گیا ہے)۔ اسراء زمینی سفر اور معراج سے مراد آسمانی سفر ہے۔

27 رجب کی رات آپ ﷺ بیت اللہ کے پاس حطیم (حجر) میں لیٹے ہوئے تھے کہ جبریل امین آئے اور آپ ﷺ کو لے کر حرم سے باہر تشریف لائے تو سفید براق (خچر) منتظر تھا جس پر سوار ہو کر آپ ﷺ مسجدِ حرام سے مسجد الاقصیٰ (بیت المقدس) تشریف لے گئے (مکہ سے بیت المقدس کا فاصلہ 1300 کلو میٹر ہے)۔ وہاں انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کا استقبال کیا اور آپ ﷺ کی امامت میں نماز ادا کی یہ گویا آپ ﷺ کی نبوت اور امامت کی تصدیق تھی[2]۔ پھر آپ ﷺ کو اسی رات بیت المقدس سے ساتوں آسمان پر لے جایا گیا۔ مختلف طبقات آسمانی پر مختلف انبیاء سے ملاقاتیں ہو گئیں پہلے آسمان پر ابو البشر حضرت آدمؑ دوسرے آسمان پر حضرت یحیٰ بن

---

[1] اسراء سے زمینی صفر اور معراج سے مراد آسمانی سفر ہے۔

[2] مسند احمد:4/208، صحیح مسلم حدیث:172، ابن ہشام:1/467

زکریاؑ اور حضرت عیسیٰؑ تیسرے آسمان پر حضرت یوسفؑ چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ، پانچویں پر حضرت ہارون اور چھٹے پر حضرت موسیٰؑ اور جب کہ ساتویں آسمان پر اپنے جد امجد جناب سیدنا ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی وہ اپنی پشت بیت المعمور سے لگائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید[1]۔ بیت المعمور کو دیکھا جو آسمان والوں کا قبلہ ہے جس میں ہر روز 70 ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں پھر کبھی داخل نہیں ہوتے جو مسجد حرام کے قبلہ کے بالکل اوپر ہے پھر آپ ﷺ کو بلند مقام "سدرۃ المنتہیٰ" تک لے جایا گیا[2]۔ سدرہ (بیری کا درخت جس کے پتے ہاتھی کے کان جیسے تھے) اس پر بہت سے رنگ چھائے ہوئے تھے جو انوار ربانی کی تجلی گاہ تھی اور اس کی کیفیت بیان میں شمار نہیں ہو سکتی۔ یہ وہ مقام ہے جہاں عالم بالا کے احکامات جاری اور وصول ہوتے ہیں ۔ اس کے ساتھ جنت الماویٰ ہے۔ پھر یہاں ساتوں آسمان کی بلندی پر جبریل امینؑ کو آپ ﷺ نے دوبار اصل شکل میں دیکھا ان کے 600 پر تھے وہ بلندی سے لٹک کر آپ ﷺ کے اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندہ پر جو بھیجا (سورۃ نجم:53) اور اللہ کی طرف سے روزانہ 50 وقت کی نمازیں فرض کی گئیں۔ آپ ﷺ کو جنت اور جہنم بھی دکھائی گئی۔ اس طرح آپ ﷺ نے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ واپسی پر چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ کے مشورے پر (کہ تمہاری امت اتنی طاقت نہیں رکھتی) رب کے دربار میں حاضری پر نمازوں کی تخفیف کی بار بار درخواست کر کے 5 تک محدود کر دیا گیا۔ گویا ادا

[1] صحیح مسلم حدیث:163
[2] صحیح بخاری حدیث:3207

تو 5 نمازیں کرنا ہیں لیکن ثواب 50 نمازوں کا برقرار رہے گا[1]۔ اسی رات آپ ﷺ مسجد الحرام میں واپس تشریف لائے۔

صبح یہ خبر مکہ میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ لوگ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس پہنچے اور سوچا کہ اگر یہ بھی اسلام سے پھر جائیں تو اِس تحریک سے جان ہی نکل جائے گی۔ انھوں نے یہ قصہ سُنا تو کہا کہ اگر واقعی محمد ﷺ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے تو یہ کوئی حیرت کی بات نہیں[2]۔ ضرور سچ ہو گا۔ میں تو روز سنتا ہوں کہ آسمان سے ان کے پاس پیغام آتے ہیں اور میں ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ اس پر ان کا لقب صدیق پڑ گیا پھر حضرت ابو بکرؓ حرم تشریف لائیے۔ مجمع موجود تھا۔ پھر کفار نے رسول اللہ ﷺ سے بیت المقدس سے متعلق سوالات شروع کر دیے۔ سب کو معلوم تھا کہ آپ ﷺ کبھی وہاں نہیں گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو روشن کر دیا۔ آپ ﷺ نے ایک ایک تفصیل بتائی[3] جس سے مشرکین کو خاصی ضرب لگی۔ اِس لیے کہ وہاں بکثرت لوگ ایسے تھے جو بیت المقدس کا دورہ کر چکے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ ساتھ وہ بھی آپ ﷺ کے بیان کی تصدیق کرتے جا رہے تھے۔ اب لوگ آپ سے مزید ثبوت مانگنے لگ گئے۔ چنانچہ آپ نے راستے کے قافلوں کا حال سنایا۔ ایک اونٹ کے گم ہو جانے اور ایک جگہ پانی پینے کی بات بتائی۔ جب یہ قافلے مکہ پہنچے تو ان تمام باتوں کی تصدیق ہو گئی[4]۔ اس طرح ان کی زبانیں بند ہو گئیں لیکن دل پھر بھی نہ مانے۔

---

[1] صحیح بخاری حدیث:3887، صحیح مسلم حدیث:162

[2] ابن ہشام:1/399

[3] صحیح بخاری حدیث:3886

[4] ابن ہشام:1/402

حضرت عائشہؓ سے نکاح

شوال 11 نبوی کو آپ ﷺ کا نکاح حضرت عائشہؓ سے ہوا اس وقت حضرت عائشہ کی عمر 6 سال تھی۔[1]

یثرب میں اسلام کی ابتداء

ذی الحجہ 11 نبوی جولائی 620 کو اطراف و اکنافِ عرب سے حجاج کے قافلے مکہ پہنچے تو اس بار اُن میں یثرب (مدینہ) کی چند سعادت مند روحیں بھی شامل تھیں۔ یثرب میں یہود بھی کثرت سے آباد تھے لہٰذا وہ وحی، آسمانی کتب اور انبیاء سے متعلق گفت و شنید سنتے رہتے تھے کہ ایک نبی معبوث ہونے والا ہے۔

معراج سے واپسی پر آپ ﷺ حج کے زمانے میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ کو ہمراہ لے کر رات کو تبلیغ اسلام کے لئے باہر نکلے تو اسی دوران عُقبہ کے پاس کچھ لوگوں کو باہم گفتگو کرتے سنا آپ ﷺ سیدھا ان کی طرف رخ کیا۔ یہ مدینہ کے 6 اصحاب تھے۔ آپ ﷺ کی تبلیغ پر انہوں نے بہ خوشی اسلام قبول کر لیا۔ یہ سب قبیلہ خزرج (یثرب) سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ 6 اصحاب درج ذیل ہیں:

1۔ اسعدؓ بن زرارہ 2۔ عوفؓ بن حارثؓ بن رفاء 3۔ رافعؓ بن مالک بن عجلان

4۔ قطبہؓ بن عامر بن حدیدہ 5۔ عقبہؓ بن عامر بن نابی 6۔ جابرؓ بن عبد اللہ بن رئاب

یہ لوگ اس عزم کے ساتھ رخصت ہوئے کہ اب اپنے علاقے میں اسلام کی دعوت پھیلائیں گے اور آئندہ حج کے زمانے میں حاضر ہو کر اپنی کارکردگی کی رپورٹ پیش کریں گے[2]۔ عقبہ منیٰ میں جمرات کے قریب واقع ہے جہاں آج کل مسجد عقبہ بنی ہوئی ہے۔

---

[1] صحیح بخاری حدیث: 3894

[2] ابن ہشام: 1/428، 430

12 نبوت

(12 نبوت-عمر مبارک 51 سال-620ء)

بیعت عقبہ اولیٰ

اگلے سال ذی الحجہ 12 نبوی جولائی 621ء کو حج کے موقع پر 12 افراد کا وفد حضور ﷺ سے منیٰ میں عقبہ کے مقام پر ملاقات ہوئی ان میں 10 خزرج سے اور 2 اوس سے تھے۔ ان میں سے 5 افراد گزشتہ سال بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو چکے تھے جب کہ 7 افراد نئے تھے۔ ان 12 افراد سے آپ ﷺ نے عقبہ کی گھاٹی میں بیعت لی۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ (جو شریک بیعت تھے) کے حوالے سے بیعت کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

"یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، چوری نہ کریں گے، زنا نہ کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے، کسی پر بہتان نہ گھڑیں گے اور یہ کہ کسی بھی نیکی کے کام میں رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہ کریں گے"۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم نے اس عہد کو وفا کیا تو تمہارے لیے جنت ہے۔ اگر تم نے ممنوع کاموں میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور پکڑے گئے تو تم کو سزا دی جائے گی اور وہ کفارہ ہے اور اگر تم پر پردہ پڑ گیا تو قیامت کے دن تمہارا معاملہ اللہ کے حوالے ہے چاہے سزا دے، چاہے معاف کرے[1]۔

اس حدیث کے مختلف اجزا بخاری، مسلم اور مسند احمد میں ہیں۔ اس بیعت کے بعد ان حضرات کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو بھیج دیا گیا تا کہ وہ ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کر سکیں انہوں نے حضرت اسعد بن زارہؓ کے گھر قیام کیا تا کہ یثرب

[1] صحیح بخاری حدیث:3892، صحیح مسلم:1709

کے تمام قبائل میں اسلام کی دعوت کی اشاعت کا اہتمام کر سکیں۔ ایک سال کی بھرپور محنت اور جدوجہد کے بعد وہ موسمِ حج میں کامیابی کی بشارتیں لیے ہوئے مکہ واپس آئے[1]۔

[1] زادالمعاد:2/51، ابن ہشام:1/435،438

13 نبوت

(13 نبوت - عمر مبارک 52 سال - 621ء)

بیعت عقبہ ثانیہ

ذی الحجہ 13 نبوی جون 622ء کو 75 مرد وزن کا قافلہ جس میں 2 خواتین شامل تھیں۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ساتھ فریضہ حج کے لئے مکہ آئے 12 ذالحجہ کو یہ قافلہ عقبہ کی گھاٹی منیٰ میں رات کے تیسرے پہر رسول اللہ ﷺ کا منتظر تھا۔ آپ ﷺ پہنچے ساتھ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) بھی تھے۔ گفت و شنید شروع ہوئی اور آپ کو یثرب آنے کی دعوت دی۔ حضرت عباسؓ نے آگے بڑھ کر معاملہ کی نزاکت اور اہمیت پر اظہارِ خیال کیا۔ اوس اور خزرج کے نو مسلموں سے خطاب کرتے ہوئے انھیں بتایا کہ محمد ﷺ مکہ میں اپنے خاندان اور قبیلے کے حصار میں ہیں۔ تند و تیز مخالفت کے باوجود مشرکینِ مکہ آپ کی زندگی اور عزت کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے۔ اگر تم لوگ ایسی ہی حفاظت اور ایسا ہی حصار ان کو فراہم کر سکتے ہو تو ٹھیک ورنہ یہیں بہتر ہیں۔ (اس میں اسحاق کے مطابق 11 اوس، 62 خزرج اور 2 عورتیں تھیں۔)

انصار میں سے حضرت اسعد بن زرارہؓ نے بھی معاملے کی نزاکت پر گفتگو کی اور ایک بار پھر اوس و خزرج کے نو مسلمین کو آگاہ کیا کہ وہ کوئی آسان معاملہ ہاتھ میں نہیں لے رہے۔ ان کے خلاف عرب و عجم کی تلواریں کھینچ سکتی ہیں۔ اس پر انصار نے کہا کہ وہ ہر قسم کے نتائج کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ اس کے بعد تمام انصار نے عزم و ہمت کے ساتھ بیعت کی [1]۔ مختلف روایات میں بیعت کے جو نکات وارد ہوئے وہ یہ

[1] ابن ہشام: 1/440، 441

تھے:

1۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے

2۔ چستی اور سستی ہر حال میں بات سنو گے اور مانو گے

3۔ تنگی و خوش حالی میں خرچ کرنا

4۔ بھلائی کا حکم دینا، برائی سے روکنا

5۔ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ گھبرانا

6۔ اور (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) جب میں تمہارے پاس آجاؤں تو میری مدد کروگے اور جس چیز سے اپنی جان اور اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہو اس سے میری بھی حفاظت کروگے تو تمہارے لیے جنت ہے۔

بیعت کے بعد اثنائے گفتگو انصار میں سے ایک صاحب نے یہ خدشہ بھی پیش کیا کہ اپنی قوم پر غلبہ پاجانے کے بعد آپ کہیں واپس تو نہیں آجائیں گے اس حال میں کہ ہمیں تنہا چھوڑ جائیں اس پر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا (نہیں) بلکہ آپ لوگوں کا خون میرا خون ہے اور آپ لوگوں کی بربادی میری بربادی ہے۔ میں آپ سے ہوں اور آپ مجھ سے ہیں۔ جس سے آپ جنگ کریں گے اس سے میں جنگ کروں گا اور جس سے آپ صلح کریں گے اس سے میں صلح کروں گا[1]۔ دوسری بیعت عقبہ میں 2 عورتیں بھی شامل تھیں ان میں ایک نسیبہ بنت کعب (ام عمارہؓ) تھیں جو قبیلہ نجار سے تھی جبکہ دوسری اسماء بنت عمرو بن عدی (ام منیعؓ) قبیلہ بنو سلمہ سے تھی۔

بارہ نقیب

بیعت مکمل ہو چکی تو آپ ﷺ نے اوس اور خزرج کے لیے 12 نقیب مقرر

[1] مسند احمد: 3/322

فرمائے۔ ان میں خزرج کے لیے 9 اور اوس کے لیے 3 نقیب ٹھہرے۔ آپ ﷺ نے انھیں اپنی قوم کے جملہ معاملات کا کفیل ٹھہرایا اور انھیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی مانند قرار دیا[1]۔ ہجرت مدینہ کی راہ اس طرح یہیں سے ہموار ہوئی۔

[1] ابن ہشام: 1/ 443-4

1 ہجری

اہم واقعات

(1ھ-622ء-عمر مبارک 53 سال)

یکم قمری ماہ	عیسوی تاریخ	واقعات
یکم محرم	جمعہ 16 جولائی 622ء	تبلیغ اسلام
صفر	اتوار 15 اگست	گھر سے غار ثور 27 صفر
ربیع الاول (53 سال مکمل)	پیر 13 ستمبر	رسول اللہ ﷺ کی مدینہ کی طرف روانگی (پیر) قبا میں تشریف آوری (سوموار 8 ربیع الاول) مسجد قبا کی تعمیر پہلی نماز جمعہ پڑھائی مدینہ آمد (12 ربیع الاول) مسجد نبوی کی تعمیر
ربیع الثانی	بدھ 13 اکتوبر	2 رکعت نماز ظہر، عصر و عشاء میں ضافہ
جمادی الاول	جمعرات 11 نومبر	اذان کی ابتداء
جمادی الثانی	ہفتہ 11 دسمبر	مواخات (بھائی چارہ)
رجب	اتوار 9 جنوری 623ء	میثاق مدینہ
شعبان	منگل 8 فروری	دفاعی جنگ کی اجازت کا پہلا حکم
رمضان	بدھ 9 مارچ	پہلا سریہ حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب بجانب سیف البحر
شوال	جمعہ 8 اپریل	حضرت عائشہ کی رخصتی سریہ حضرت عبیدہؓ بن حارث بجانب رابغ
ذیقعدہ	ہفتہ 7 مئی	سریہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بجانب خرار
ذی الحجہ	پیر 6 جون	عبد اللہ بن سلام (یہودی عالم اور ابو قیس بن ابی انس (عیسائی راہب) کا قبول اسلام

ہجرت کی تیاری

(13 نبوت-622ء-عمر مبارک 52 سال)

صحیح بخاری کے مطابق قبل از ہجرت آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ میں مکہ سے دار الہجراہ (ایک پُر باغ و بہار مقام ہے) جاتا ہوں خیال تھا کہ وہ یمامہ یا ہجراہ ہوگا لیکن وہ شہر مدینہ نکلا[1]۔

بیعتِ عقبہ ثانیہ کے بعد آپ ﷺ کی اجازت سے مسلمانوں نے مدینہ کی طرف ہجرت شروع کی سب سے پہلے ابو سلمہ بن عبد الاسد نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی۔ عموماً لوگ چھپ کر نکلتے تاکہ ان کے عزیز رشتہ دار یا سردار انِ قریش راہ میں حائل نہ ہو سکیں۔ البتہ حضرت عمرؓ نے علی الاعلان ہجرت کی اور اپنے ساتھ 20 صحابہ کا قافلہ لے کر نکلے لیکن کسی کو راہ روکنے کی ہمت نہ ہو سکی[2]۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھی ہجرت کا قصد کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ مجھے بھی جانے کی اجازت مل جائے گی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے وفورِ شوق سے سفر کی تیاریاں شروع کر دیں۔ دو اونٹنیاں اس مقصد کے لیے مختص کر دی گئیں اور ان کے لیے خوراک کا خاص انتظام ہونے لگا۔ ان کے علاوہ حضرت علیؓ، حضرت صہیبؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ بھی ابھی تک مکہ میں تھے۔ یا وہ مسلمان جو اپنی کم زوری اور تنگ دستی کے باعث ہجرت کی سکت نہ رکھتے تھے۔

قریش مکہ کی پارلیمنٹ کا اجلاس

جمعرات 26 صفر[3] بمطابق 9 ستمبر 622 (اسلامی کلینڈر کے مطابق سن کا

---

[1] صحیح بخاری:3622

[2] صحیح بخاری:3925

[3] رحمۃ اللعالمین:1/95

آغاز محرم کے مہینے سے ہوتا ہے اس لیے صفر کا یہ مہینہ سن 14 نبوی کا ہوگا ورنہ سن 13 نبوت سے :الرحیق المختوم) اسلام میں سنہ ہجری کا استعمال خلافت حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں جمعرات 30 جمادی الثانی 17 ہجری 16 جولائی 638ء سے شروع ہوا۔ حضرت علیؓ کے مشورہ سے سنہ کا شمار کا واقعہ ہجرت نبویہ سے کیا گیا اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے مشورہ سے محرم ماہ مقرر کیا گیا۔ اس طرح 1 ھ یکم محرم 54 عام الفیل بمطابق 16 جولائی 622ء کہا جاتا ہے۔ سرداران مکہ کا اجلاس دارالندوہ میں ہوا۔ کسی نے کہا محمد (ﷺ) کو جانے دیں۔ ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ کسی نے کہا انھیں قید کر دیا جائے لیکن شیطان ان کی آراء کو رد کرتا رہا یہاں تک کہ ابو جہل کھڑا ہوا اور اس نے تجویز پیش کی کہ قریش کے سارے قبیلوں سے ایک ایک نوجوان منتخب کیا جائے اور وہ سب مل کر یک بار گی محمد (ﷺ) کو رات کی تاریکی میں قتل کر دیں۔ بنی عبد مناف میں یہ سکت نہیں کہ وہ سارے قریش کی لڑائی مول لے۔ اس لیے وہ دیت پر راضی ہو جائیں گے جو انھیں دے دی جائے گی۔ شیطان اس پر خوش ہوا اور سب نے اس رائے پر فیصلہ دے دیا۔

"دوسری طرف اللہ تعالیٰ اپنی تدبیر فرماتا تھا اور اللہ تعالیٰ ہی کی تدبیر بہتر ہوتی ہے۔"

(الانفال 30:8)

اس سازش کو بروئے عمل لانے کے لیے تیاریاں شروع ہو گئیں۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ کے ذریعے آپ ﷺ کو قریش کی سازش کی خبر دی اور ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی اور ہدایت کی کہ آج رات اپنے بستر پر نہ سوئیں۔ دوپہر کے وقت آپ ﷺ حضرت ابو بکرؓ کے گھر تشریف لائے اور ان کے ساتھ ہجرت کا پروگرام طے کیا۔ واپس آکر آپ ﷺ معمولات میں مصروف رہے۔

گھر سے غار ثور تک

رسول اللہ ﷺ 27 صفر بمطابق 09-10 ستمبر 622ء کی درمیانی رات اپنے مکان سے نکل کر حضرت ابو بکرؓ کے گھر تشریف لائے۔ قریش کے نوجوان تاک میں تھے۔ انھوں نے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنی سبز حضری چادر مبارک دے کر اپنے بستر پر سلا دیا۔ قریش یہ سمجھے کہ آپ ﷺ آرام فرمارہے ہیں آپ ﷺ باہر تشریف لائے۔ محاصرین کے چہروں پر ایک مٹھی مٹی ڈالی اور سورۃ یٰسین کی یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے ان کے درمیان سے گزر گئے:

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝ (یٰسین 9:36)

"ہم نے ان کے آگے رکاوٹ کھڑی کر دی اور ان کے پیچھے رکاوٹ کھڑی کر دی پس ہم نے انھیں ڈھانک لیا اور وہ دیکھ نہیں رہے ہیں"

اللہ تعالیٰ نے کفار کی بصارت سلب کر دی اور وہ آپ ﷺ کے جانے کا احساس بھی نہ کر سکے۔ صبح جب حضرت علیؓ اٹھے تو قریش کے حواس خطا ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق پوچھ گچھ کی لیکن وار خطا ہو چکا تھا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جلدی جلدی ان کی تیاریاں شروع کر دیں اور کچھ توشہ (دو تین دن کے لیے) ایک تھیلے میں رکھ دیا۔ اسماء بنت ابو بکرؓ اس کا منہ باندھنے کے لیے اپنے نطاق جس کو عورتیں کمر سے لپیٹتی ہیں پھاڑ کر کے دو ٹکڑے کر دیئے اور اس تھیلے کا منہ باندھا اس روز سے اس خاتون کا لقب ذات النطاقین (دو پٹکوں والی) ہو گیا[1]۔ پھر رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے

[1] صحیح بخاری حدیث: 3905

ہمراہ یمن کی طرف رخ کیا اور طلوع فجر سے قبل 5 کلو میٹر دور غارِ ثور جس کی بلندی 700 میٹر ہے میں پناہ لی۔ غار کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ داخل ہوئے اور غار کو صاف کیا۔ غار کے کئی سوراخ کپڑوں سے بند کر دیے۔ جو بچ گئے ان پر اپنے پاؤں رکھ لیے۔ رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے تو آپ ﷺ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زانو پر سر رکھ کر آرام فرمایا۔ سانپ نے حضرت ابو بکر کی ایڑی پر ڈس لیا۔ تکلیف کے باعث ان کی آنکھوں سے آنسو نکلے۔ جو نبی ﷺ کے چہرہ انور پر گرے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا ہوا۔ انھوں نے تکلیف کا سبب بتایا۔ آپ نے لعاب دہن لگایا اور تکلیف ختم ہو گئی۔ ادھر قریش کی تلاش شروع ہوئی۔ اور انہوں نے 100 اونٹوں کے انعام کا اعلان کیا مگر ناکام ہوئے۔

اس غار میں آپ ﷺ 3 رات (جمعہ، ہفتہ اور اتوار) قیام پذیر رہے۔ قریش کے لوگ غار کے دہانے تک پہنچ گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی عقلوں کو ماؤف کر دیا اور وہ آپ ﷺ کو نہ پا سکے۔ حضرت ابو بکرؓ کی پریشانی کو دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا:

"ابو بکر! ایسے دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔ غم نہ کرو، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے"[1]

رسول اللہ ﷺ کی مدینہ روانگی

پیر یکم ربیع الاول کی چاند رات بمطابق 13 ستمبر 622ء کو غار ثور سے مدینہ روانگی ہوئی۔ عبد اللہ بن اریقط لیثی جو ابھی کفر پر ہی تھا اجرت پر ان کو مدینہ سے لے جانے کے وعدہ پر حسبِ وعدہ دو اونٹنیاں لے آیا[2]۔ حضرت ابو بکرؓ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہؓ بھی ہمراہ تھے۔ 4 افراد پر مشتمل یہ قافلہ پہلے جنوب کی جانب یمن کے

[1] صحیح بخاری حدیث: 3653، سورۃ التوبہ 9:40

[2] صحیح بخاری حدیث: 2138

رُخ پر چلا اور پھر ساحل سمندر کا رُخ کر کے شمال کی سمت ایسے راستے پر چل پڑا جس پر عموماً قافلے نہ جاتے تھے۔

دوسرے دن اسی راہ میں تقریباً 130 کلو میٹر پر آپ ﷺ کا گزر اُم معبد خزاعیہ کے خیمے کے قریب سے ہوا۔ اس نے میزبانی سے معذوری ظاہر کی۔ اور کہا کہ اس وقت گھر پر قابلِ خوردونوش کوئی چیز نہیں۔ ہاں البتہ خیمے کے ایک طرف لاغر سی بکری تھی جس کے تھن خشک تھے۔ اور کمزوری کی وجہ سے ریوڑ سے رُک گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اُم معبد سے اجازت لے کر اسے دوہا تو اس نے اس قدر دودھ دیا کہ ایک بڑا سا برتن بھر گیا۔ آپ نے اُمِ معبد کو پلایا جب وہ آسودہ ہو گئی تو اپنے ساتھیوں کو پلایا اور خود پیا اور دوبارہ دوھ کر برتن بھر دیا اور اسے ان کے پاس چھوڑ کر روانہ ہو گئے۔ اس کا شوہر آیا تو دودھ دیکھ کر حیران ہوا۔ دریافت کیا تو اُم معبد نے پوری بات بتلائی اور نبی ﷺ کا سراپا بیان کیا اور گفتگو اور عادات و اطوار تک پر جامع تبصرہ کیا۔ ابو معبد بول اٹھا یہ تو واللہ صاحبِ قریش ہے۔ میرا اِرادہ ہے کہ آپ ﷺ کا ساتھ اختیار کروں اور کوئی راستہ ملا تو ایسا ضرور کروں گا" بعد میں دونوں میاں بیوی نے اسلام قبول کیا۔

تیسرے روز جب قدیہ کے علاقے سے آگے بڑھے تو سراقہ بن مالک سے سامنا ہوا۔ تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ قریش نے آپ ﷺ کی گرفتاری پر 100 اونٹوں کے انعام کا اعلان کر دیا تھا۔ یہ منادی سراقہ بن مالک کے کانوں میں پڑی تو وہ بھی اس لالچ میں گھر سے نکلا۔ وہ گھوڑے پر سوار آپ کے قافلے تک پہنچ گیا لیکن جب قریب پہنچا تو گھوڑا پھسل گیا اور سراقہ نیچے گر گیا۔ اس نے اُٹھ کر تیروں سے فال نکالا جو ناپسندیدہ نکلا لیکن بُرے فال کی پرواہ کیے بغیر وہ سوار ہوا اور آگے بڑھتا گیا۔ یہاں

تک کہ بالکل قریب پہنچ گیا اور آپ ﷺ کی قرآت سننے لگا۔ آپ متوجہ نہ تھے لیکن حضرت ابو بکر صدیقؓ بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہے تھے۔ یکایک سراقہ کا گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ اس پر سراقہ نے پھر فال نکالی۔ جو دوبارہ ناپسندیدہ نکل آئی۔ اس پر آپ ﷺ کا رعب طاری ہو گیا۔ چنانچہ اب اس نے امان کی پکار لگائی۔ قافلہ ٹھہر گیا۔ یہ قریب پہنچا اور ساری سرگزشت بیان کی اور اپنے لیے امان کا طالب ہوا۔ آپ ﷺ نے عامر بن فہیرہ سے کہا کہ ان کو پروانہ امن لکھ دو۔ انہوں نے ایک چمڑے پر لکھ دیا۔ پھر سراقہ واپس ہوا اور جو کوئی تلاش میں سرگرداں ملا اس سے کہا ادھر کی کھوج خبر لے چکا ہوں اور یوں تلاش کرنے والوں کو واپس کر دیا[1]۔ اس طرح راستے میں سردار بریدہ اسلمی 70 افراد سمیت وہیں مسلمان ہو گئے۔

قُبا میں تشریف آوری

پیر 8 ربیع الاول 1 ہجری بمطابق 20 ستمبر 622ء[2]، 53 سال کی عمر مبارک اور 13 سال نبوی مکمل ہوئی، اس کے بعد آپ ﷺ قبا میں داخل ہوئے۔ قُبا مدینہ سے 5 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے حضرت عروۃ بن زبیر کا بیان ہے کہ مدینہ میں آپ کا شدت سے انتظار ہو رہا تھا۔ لوگ روز صبح ہی صبح حرہ کی طرف راہ تکتے رہتے اور جب دھوپ کی تمازت برداشت سے باہر ہو جاتی تو اپنے اپنے گھروں کو چل پڑتے۔ ایک روز طویل انتظار کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس جا چکے تھے۔ ایک یہودی ٹیلے پر کسی کام کے لیے چڑھا۔ اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ سفید کپڑوں میں ملبوس چلے آرہے ہیں۔ اس نے بے خود ہو کر پکار لگائی۔ عرب کے لوگو یہ رہا تمہارا نصیب جس کا تم انتظار کر رہے تھے۔

---

[1] صحیح بخاری حدیث: 3906

[2] سیرت النبی ﷺ مولانا شبلی نعمانیؒ: 1/262 بمطابق قمری تقویم، رحمۃ اللعالمین: 1/169 (23 ستمبر بمطابق 10 تشری 438 یہود)

یہ سنتے ہی مسلمان رسول اللہ ﷺ کے استقبال کے لیے دوڑ پڑے۔ گلی کوچوں میں جشن کا سماں پیدا ہو گیا۔ یہیں آپ ﷺ نے بنو عمرو بن عوف میں کلثومؓ بن ہدم کے گھر قیام کیا انصار ہر طرف سے جوق در جوق آتے اور جوش عقیدت کے ساتھ سلام عرض کرتے۔ قبا میں آپ ﷺ کا قیام 4 دن رہا[1]۔ یہاں آپ ﷺ نے مسجد کی بنیاد رکھی جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔ آپ ﷺ نے اس میں نماز پڑھی۔ حضرت علی نے تین دن مکہ میں قیام کیا لوگوں کی امانتیں جو رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں ان کے سپرد کیں اور قبا میں آپ ﷺ سے آملے۔ پانچویں دن بروز جمعہ قبا سے نکلے اور راستے میں بنو سالم بن عوف کی آبادی میں جمعہ کا وقت آ گیا جمعہ کی نماز یہیں ادا فرمائی نماز سے پہلے خطبہ دیا۔ جہاں اب مسجد ہے جس میں 100 آدمی شریک تھے اس کے بعد آپ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے[2]۔

مدینہ میں آمد

12 ربیع الاول 1 ہجری بمطابق 24 ستمبر 622ء کو رسول اللہ ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے تو عورتیں اور بچے چھتوں پر چڑھ کر آپ ﷺ کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بے قرار تھے۔ گھر اور گلی کوچے حمد اور تسبیح سے گونج رہے تھے۔ سب ہی کی زبان پر یہ کلمات تھے:

طلع البدر علینا — من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا — مادعا اللہ داع

ایھا المبعوث فینا — جئت بالا مرِ المطاع

"ہم پر مدینہ کے اطرف سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا۔ جب تک اللہ کو

[1] ابن کثیر: 220، رحمۃ العالمین: 1/ 66

[2] صحیح بخاری حدیث: 3911، ابن ہشام: 1/ 404

پکارنے والا پکارے ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے۔ اے ہم میں بھیجے گئے نبی ﷺ آپ ﷺ واجب الاطاعت دین لے کر آئے ہیں"۔

رسول اللہ ﷺ کی سواری انصار کے جس محلے سے گزرتی اہلِ محلّہ یہ خواہش پیش کرتے کہ آپ ﷺ ان کے ہاں قیام کریں مگر آپ ﷺ فرماتے کہ اونٹنی کی راہ چھوڑ دو۔ یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ چنانچہ اونٹنی جب اس مقام پر پہنچی جہاں آج مسجد نبوی ہے وہاں بیٹھ گئی [1]۔ آپ ﷺ نیچے تشریف لائے۔ یہ آپ ﷺ کے ننہیال والوں یعنی بنو نجار کا محلہ تھا۔ اس پر لوگوں نے آپ ﷺ کو اپنے اپنے گھر لے جانے پر اصرار کیا لیکن حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے جلدی سے آپ کا کجاوہ اٹھایا اور گھر لے گئے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا آدمی اپنے کجاوے کے ساتھ ہے [2]۔ اس دن سے اس شہر کا نام مدینہ منورہ پڑ گیا۔ 7 ماہ آپ ﷺ حضرت ابو ایوب کے گھر قیام کیا۔

مسجد نبوی کی تعمیر

مدینہ پہنچنے کے بعد آپ ﷺ کا سب سے پہلا عمل یہ تھا کہ آپ ﷺ نے مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ جہاں آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی وہ دو یتیم بچوں کی جگہ تھی۔ وہ ان سے خرید لی گئی اور پھر مسجد کی تعمیر شروع کر دی گئی۔ آپ ﷺ نے بذاتِ خود تعمیراتی کام میں حصہ لیا اور پوری سرگرمی کی نگرانی فرمائی۔ دروازے کے دونوں بازوں پتھر کے بنائے کچی اینٹوں اور گارے سے دیوریں اٹھائی گئیں۔ کھجور کے تنوں کو ستون کے طور پر استعمال کیا گیا جب کہ کھجور کے تنوں اور شاخوں سے چھت بنائی گئی۔ زمین پر کنکریاں اور ریت بچھادی گئی۔ مسجد کی دیوار 170 فٹ تقریباً 52 میٹر

[1] ابن کثیر: 216، 217

[2] صحیح بخاری حدیث: 3911، ابن کثیر: 216، 217

لمبی تھی اس کی چوڑائی 150 فٹ تقریباً 45 میٹر، چھت کی اونچائی 12 فٹ تقریباً 4 میٹر تھی۔[1] اس کے ساتھ ہی ایک چبوترہ بھی بنایا گیا جو صفہ کے نام پر مشہور ہوا۔ یہاں بے گھر مہاجرین اور طالب علم رہنے لگے۔ مسجد کے بازوں میں ام المومنین کے دو حجرے بھی بنائے گئے اسی وقت حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ نکاح میں آچکی تھیں ہجرت کے 6 ماہ بعد رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے اہل و عیال نے مدینہ ہجرت کی۔ حضرت عائشہؓ کی شوال 1 ہجری میں رخصتی ہوئی[2]۔

اذان کی ابتداء

اوائل ہجرت میں اذان بھی شروع ہوئی۔ مسجد کی تعمیر کے ساتھ باقاعدہ نماز باجماعت کا سلسلہ شروع ہوا تو یہ مسئلہ درپیش آیا کہ کس طرح اہلِ ایمان کو نماز کی طرف متوجہ کیا جائے۔ مشاورت میں مختلف آرا سامنے آئیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیوں نہ کسی شخص کی ذمہ داری لگائی جائے جو یہ منادی کرے کہ الصلوٰۃ الجامعہ (نماز جمع کرنے والی ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے اس رائے کو پسند فرمایا۔ اگلے روز عبد اللہ بن زیدؓ انصاری اور حضرت عمرؓ نے خواب میں اذان کے کلمات سنے اور آکر آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ کے پاس بھی وہی آگئی۔ (فتح الباری)

پھر حکم دیا کہ حضرت بلالؓ کو یہ کلمات سکھائے جائیں اور وہ بلند آواز سے ان کی پکار لگائیں۔ کیونکہ ان کی آواز زیادہ بلند ہے جب حضرت عمرؓ نے یہ آواز سنی تو مسجد کی طرف لپکے اور فرمایا میں نے بھی اسی طرح (خواب میں) دیکھا ہے۔ اس طرح اذان اسلام کا ایک شعار بن گئی۔[3]

---

[1] سنہری سیرت عبد المالک مجاہد:146

[2] زاد المعاد:2/56

[3] جامع الترمذی حدیث:1891، سنن ابی داؤد:499

مسلمانوں میں بھائی چارگی (مواخات)

مدینہ پہنچ کر اہلِ اسلام کو سب سے پہلے ایک بہت بڑا معاشرتی چیلنج در پیش ہوا۔ مہاجرین کی ایک بڑی تعداد اپنا آبائی گھر اور کاروبار چھوڑ کر مدینہ آ پہنچی تھی۔ اور اب ان کے لیے بنیادی انسانی ضروریات تک کی فراہمی مشکل تھی۔ دوسری طرف مدینہ کے لوگوں کی معاشی حالت بھی اتنی بلند نہ تھی کہ وہ محض معاشی قوت کے بل پر اس بوجھ کو برداشت کر سکیں۔

چنانچہ یہ صورت حال اس نوزائیدہ اسلامی ریاست کے لیے خطرناک ہو سکتی تھی۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے کمالِ تدبر سے اس مسئلہ کو ایسا حل فرمایا کہ فوراً ہی اُس کے مثبت اور خوش گوار نتائج بر آمد ہونا شروع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے مہاجرین و انصار کو مسجد نبوی میں جمع کیا اور ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنا دیا اس طرح مواخات اور بھائی چارہ قائم ہو گیا[1]۔ یہ کل 90 آدمی تھے ہر ایک نے بھائی کو اپنے گھر یا اپنی زمین میں جگہ دی اپنے مال و دولت میں حصہ دیا اپنے کھیت بانٹ دیئے اور اپنے کاروبار میں شریک کیا۔ ادھر مہاجرین بھی بے کار بیٹھنے اور بوجھ بننے کے لیے تیار نہ تھے۔ چنانچہ مواخات کے باوجود جلد از جلد اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے اور خود اپنی معیشت سنبھالنے کے لیے تگ و دو کرنے لگ گئے۔

حضرت سعد بن ربیعؓ بڑے مال دار انصاری صحابی تھے۔ اُنھوں نے اپنے مہاجر بھائی عبد الرحمان بن عوفؓ سے کہا میرا مال آدھا تقسیم کر لو، میری دو بیویاں ہیں، جو تمھیں پسند ہو میں اُسے طلاق دے دیتا ہوں۔ عدت کے بعد تم شادی کر لینا۔

عبد الرحمان بن عوفؓ نے جواب دیا کہ اللہ آپ کے اہل اور مال میں برکت

[1] صحیح بخاری:394

دے۔ مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ بازار کہاں ہے۔ انہوں نے راستہ سمجھا دیا۔ جب وہ واپس آئے تو اُن کے پاس پنیر اور گھی تھا۔ چند دن بعد انہوں نے مال بھی کمایا اور انصاری عورت سے شادی بھی کر لی۔

میثاق مدینہ

(رجب 1 ہجری بمطابق جنوری 623ء)

رسول ﷺ کی مدینہ آمد سے مدینہ کی آبادی بنیادی طور پر 3 حصوں میں بٹ گئی۔ ایک وہ لوگ جو مسلمان تھے۔ چاہے مہاجر ہوں یا انصار۔ دوسرے وہ جو شرک پر قائم تھے یعنی مشرکین اور تیسرے یہود۔

مدینہ کا نظم و نسق بہتر بنانے کے لیے، نیز دفاع کو قوی اور مستحکم کرنے کے لیے آپ ﷺ نے ان تینوں گروہوں کو ایک معاہدہ عمرانی میں باندھ دیا[1]۔اس معاہدے کی رُو سے چند اہم نکات یہ تھے۔

1. ہر گروپ کو مذہبی آزادی ہو گی۔
2. جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے گا۔
3. جو دیت اور فدیہ کے لیے اصول مرتب کیے گئے۔ وہ اسی طرح رائج رہیں گے۔
4. مدینہ پر کوئی حملہ ہو گا تو تمام فریق تعاون کریں گے۔
5. مظلوم کی مدد و نصرت کی جائے گی۔
6. اندرونی اور بیرونی خطرات سے نمٹنے کے لیے عہد و پیمان لیا گیا۔ اس معاہدے کی رو سے تمام گروہوں نے محمد رسول ﷺ کو ریاست کا سربراہ

[1] ابن ہشام:502-504

تسلیم کرلیا۔

مواخات اور میثاقِ مدینہ جیسے اقدامات سے فوری نوعیت کے مسائل حل ہو گئے اوراب رسول ﷺ اس جانب سے مطمئن ہوکر دوسری جانب متوجہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے سامنے دو بڑے چیلنج تھے۔ ایک دعوتِ اسلامی کا فروغ و اشاعت اور دوسرے قریش کی فتنہ انگیزیوں کا بروقت تدارک اور حفظ ماتقدم کی تدابیر۔

قریش کی فتنہ انگیزیاں

مشرکین مکہ کو بہت دکھ ہوا تھا کہ مسلمانوں نے ان کی گرفت سے نکل کر مدینہ میں ایک پُرامن شہر میں سکونت اختیار کرلی ہے۔ اہلِ ایمان کو مدینہ سے اکھیڑنے اور بے یارومددگار کرنے کے لیے قریشِ مکہ نے چہار جانب سے سازش کا جال بچھایا۔ سب سے پہلے تو انھوں نے مشرکینِ مدینہ سے رابطہ قائم کیا اور انھیں لکھا کہ مسلمانوں سے لڑکر انھیں یثرب سے نکال باہر کرو اور اگر ایسا نہ کیا تو قریش مکہ تمھارے جوانوں کو قتل کردیں گے اور عورتوں کو قیدی بنالیں گے۔

اس خط سے مشرکین میں کچھ ہل چل پیدا ہوئی لیکن رسول اللہ ﷺ کے بروقت رابطے اور وعظ و نصیحت سے یہ معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا[1]۔ دوسری طرف انھوں نے یہود سے ساز باز کرنا شروع کردی اور انھیں مسلمانوں کے خلاف ورغلانا شروع کردیا لیکن میثاقِ مدینہ کا عہد چوں کہ ابھی تازہ تھا لہٰذا قریش کی یہ چال بھی نہ چل سکی۔ تیسری طرف قریش نے یثرب کے دو بڑے قبیلوں اوس اور خزرج کے باہمی اختلافات کو ہوا دینے کی کوششیں بھی کیں تاکہ ان کا اتحاد پارہ پارہ کیا جاسکے لیکن

[1] سنن ابی داؤد:304

اسلام کی آمد سے وحدت کا جو رشتہ قائم ہو چکا تھا اسے یہ جونک بھی نہ لگا سکے۔ چوتھی طرف انھوں نے براہِ راست انصار کے سرداروں کو آڑے ہاتھوں لیا۔ جب اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذؓ عمرہ کے لیے مکہ گئے تو صفوان بن امیہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ ابو جہل سے ٹاکرا ہو گیا۔ اس نے حضرت سعدؓ کو دھمکیاں دیں کہ تم مکہ میں امن کے ساتھ گھوم رہے ہو۔ جب کہ اپنے یہاں بے دینوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ سنو اگر تم صفوان کے ساتھ نہ ہوتے تو گھر سلامت نہ جاسکتے[1]۔ گویا یہ مسلمانوں کو مسجد حرام سے روکنے کا اعلان تھا۔ سعد بن معاذؓ نے بھی برابر کا جواب دیا۔ بولے میرے قابو میں وہ چیز ہے جس کو تم شدت سے محسوس کرو گے میں مدینہ سے گزرنے والی تمہاری تجارتی شاہراہ بند کر دوں گا۔

دفاعی جنگ کی اجازت کا پہلا حکم

ماہِ شعبان 1 ہجری میں دفاعی جنگ کی اجازت کا حکم ملا (الحج22:39-40)
مکہ مکرمہ میں اہلِ ایمان پر ہر طرح سے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے لیکن اللہ رب العالمین کی طرف سے یہی حکم تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو۔ اب وہ وقت آگیا کہ اہلِ ایمان کو پہلے پہل اپنی مدافعت (اذنِ قتال) میں اور پھر غلبۂ دینِ کے لیے جہاد کی اجازت دی گئی۔

جنگ کی اجازت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں بیٹھ کر قریش کی فتنہ انگیزیوں کا سدِباب کرنے کے لیے ایک ہمہ جہتی پلان تیار کیا۔ جس کے بنیادی طور پر 2 اہداف تھے۔

پہلا مرحلہ یہ تھا کہ قریش کی تجارتی شاہرہ پر فیصلہ کن ضرب لگانے کے لیے

[1] صحیح بخاری حدیث:3632

اردگرد کے قبائل سے حلیفانہ معاہدے کیے جائیں اور دوستانہ مراسم استوار کیے جائیں۔

دوسرا مرحلہ یہ تھا کہ قریش کی تجارتی شاہراہ پر مسلسل پہرہ دیا جائے اور جوں ہی کسی قافلے کی آمد کی خبر ملے اس کا تعاقب کیا جائے اور رکاوٹ ڈالی جائے تا کہ اسلام دشمنی سے باز رہے۔

ان دونوں اہداف کو حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں کی عسکری مہمات کا سلسلہ عملاً شروع کیا گیا طلایہ گردی کی شکل میں فوجی دستے گشت کریں گے اس طرح غزوات اور سرایا کا سلسلہ شروع ہوا واضح ہو کہ غزوہ وہ فوجی مہم ہے جس میں رسول اللہ ﷺ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے ہوں خواہ جنگ ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ جبکہ سریہ وہ فوجی مہم ہے جس میں آپ خود تشریف نہ لے گئے ہوں اور کسی صحابی کو سالار بنا دیا کرتے تھے۔ سرایا سریہ کی جمع ہے ان سرایا اور غزوات کا مقصد مشرکین مکہ کی اقتصادی کاربندی کر کے مسلمانوں کی نئی طاقت کی دھاک بیٹھائی جائے۔

سریہ سیف البحر

(رمضان 1 ہجری-مارچ 623ء-عمر مبارک 53 سال)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب کی کمان میں 30 مہاجرین کا ایک گروپ ساحلِ سمندر کی طرف روانہ کیا۔ قریش کا تجارتی قافلہ ابو جہل کی قیادت میں 300 مشرکین کے ساتھ جا رہا ہے۔ قبیلہ جہینہ کے علاقے میں عیص (ساحل سمندر) کے مقام پر دونوں دستوں کا آمنا سامنا ہوا اور قریب تھا کہ لڑائی چھڑ جاتی کہ قبیلے کے سردار مجدی بن عمرو نے فریقین کے درمیان جنگ رکوا دی اور مسلمان بغیر کسی جنگ کے واپس گئے۔ اس سے قریش کو یہ پیغام مل گیا کہ ان کی تجارت مسلمانوں

کی زد میں ہے۔ جب کہ مسلمانوں نے اس مہم سے یہ تجربہ حاصل کیا کہ جب تک اردگرد کے قبائل مسلمانوں کے حلیف نہ بن جائیں وہ قریش پر ہاتھ نہیں ڈال سکیں گے۔ یہ پہلا سریہ تھا اس کا جھنڈا سفید تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے باندھا تھا اور اس کے علم دار حضرت ابو مرثد کناز تھے۔

سریہ رابغ

(شوال 1 ہجری - اپریل 623ء - عمر مبارک 53 سال)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبیدہؓ بن حارث کی کمان میں 60 مہاجرین کو روانہ کیا۔ وادی رابغ کے پاس ابوسفیان 200 جنگ جُو سواروں کے ساتھ موجود تھا۔ فریقین کا آمنا سامنا ہوا فریقین نے ایک دوسرے پر تیر چلائے لیکن جنگ کی نوبت نہ آئی۔ مدینہ سے اس کا فاصلہ 200 کلو میٹر ہے۔

سریہ خرار

(ذی قعدہ - 1 ہجری - مئی 623ء - عمر مبارک 53 سال)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقّاصؓ کی کمان میں 20 مہاجرین کے ساتھ رابغ کے قریب خرار تک روانہ کیا لیکن کسی سے سامنا نہ ہوا۔ قافلہ ایک دن پہلے جا چکا تھا۔ حضرت سعدؓ نے تقریباً 17 سال کی عمر میں پہلی وحی کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔

متفرق واقعات

حضرت کلثوم بن ہدم کی وفات رسول اللہ جب قبا میں تشریف لائے تو انہیں کے گھر قیام کیا حضرت اسعد بن زرارہؓ کی وفات۔ یہ ان 6 افراد ہیں شامل تھے جو سب سے پہلے آپ کے ہاتھ میں بیعت کی تھی۔

2ہجری

اہم واقعات

(2ھ-54سال-623ء)

یکم قمری ماہ	عیسوی تاریخ	واقعات
محرم 2ھ	منگل 5 جولائی 623ء	تبلیغ اسلام
صفر	جمعرات 4 اگست	غزوہ ابواء/ودان (پہلا غزوہ)
ربیع الاول (54 سال)	جمعہ 2 ستمبر	غزوہ بواط غزوہ سفوان
ربیع الثانی	اتوار 2 اکتوبر	تبلیغ اسلام
جمادی الاول	پیر 31 اکتوبر	غزوہ ذی العیشرہ
جمادالثانی	بدھ 30 نومبر	تبلیغ اسلام
رجب	جمعرات 29 دسمبر	سریہ عبداللہ بن جحشؓ بجانب نخلہ
شعبان	ہفتہ 28 جنوری 624	تحویل قبلہ (فروری) جہاد کا حکم رمضان کے روزے، زکوٰۃ اور عید الفطر کے احکام کا حکم
رمضان	اتوار 27 فروری	غزوہ بدر (17 رمضان منگل 2ھ 13 مارچ 624ء) سیدہ رقیہؓ دختر رسول ﷺ زوجہ حضرت عثمانؓ کی وفات
شوال	منگل 27 مارچ	یکم شوال عید الفطر کی نماز باجماعت ادا فرمائی۔ غزوہ بنو سلیم، غزوہ بنو قینقاع (15 شوال منگل 10 اپریل 24ء)
ذیقعدہ	جمعرات 26 اپریل	تبلیغ اسلام
ذی الحجہ	جمعہ 25 مئی	غزوہ سویق (5 ذولحجہ 29 مئی) عید الاضحیٰ (10 ذولحجہ 3 جون 24ء) حضرت فاطمہؓ کی حضرت علیؓ کے ساتھ شادی۔

غزوہ ابواء (ودان)

(صفر 2ہجری-اگست 623ء-عمر مبارک 53سال)

70 مہاجرین کے ہمراہ آپ ﷺ بذاتِ خود باہر نکلے اور ابواء تک تشریف لے گئے لیکن قافلہ جا چکا تھا۔اس سفر میں آپ نے بنو ضمرہ کے سردار عمرو بن مخشی سے امن اور تعاون کا معاہدہ کیا۔یہ اس لحاظ سے پہلی مہم تھی جس میں رسول اللہ ﷺ بذاتِ خود تشریف لے گئے۔اس سفر میں آپ ﷺ 15 دن مدینہ سے باہر رہے۔

غزوہ بواط

(ربیع الاول-2ہجری-ستمبر 623ء-عمر مبارک 54سال)

اس کے اگلے ہی ماہ ربیع الاول میں آپ ﷺ 200 مہاجرین کے ساتھ بواط تک تشریف لے گئے وہاں کسی سے سامنا نہ ہوا۔قافلے میں امیہ بن حلف بھی موجود تھا لیکن قافلہ پہلے ہی گزر گیا تھا۔بواط کے لوگوں کو بھی شریک معاہدہ کر لیا۔

غزوہ سفوان

اسی ماہ کرز بن جابر فہری نے مدینہ کی چراگاہ پر مکہ کی طرف سے پہلا چھاپہ مارا اور کچھ مویشی ہانک کر لے گیا رسول اللہ نے 70 مہاجرین کے ساتھ اس کا تعاقب کیا اور بدر کے اطراف تک تشریف لے گئے لیکن کرز نکل بھاگا۔

غزوہ ذی العشیرہ

(جمادی الاول 2ہجری-نومبر 623ء-عمر مبارک 54سال)

200 مہاجرین کے ساتھ قریش کے ایک قافلے کے تعاقب میں آپ ﷺ ذی العشیرہ تک نکلے قافلہ تو نکل گیا لیکن آپ نے اس مہم میں بنو مدلج کے ساتھ

باہمی جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کر لیا۔ یہ مدینہ سے تقریباً 130 کلو میٹر ہے بعد میں آپ ﷺ اس قافلے کے لیے دوبارہ نکلے تھے جو غزوہ بدر کا سبب بنا۔

سریہ نخلہ (عبداللہ بن جحش)

(رجب 2 ہجری - جنوری 624ء - عمر مبارک 54 سال)

اس مہم میں رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جَحش کو 12 مہاجرین کے ہمراہ وادی نخلہ روانہ کیا۔ نخلہ طائف اور مکہ کے درمیان ہے لیلۃ الجن والا واقعہ بھی یہاں ہوا تھا۔ طویل مسافت کے بعد نخلہ میں نزول فرمایا۔ وہاں سے قریش کا قافلہ گزرا۔ صحابہؓ نے باہم مشورہ کیا۔ مشکل یہ تھی کہ وہ رجب کی آخری تاریخ تھی جو کہ حرمت کا مہینہ ہے اور اگر ایک رات کا انتظار کیا جائے تو قافلہ حدودِ حرم میں داخل ہو جائے گا مشورہ کیا چنانچہ طے یہی پایا کہ دھاوا بول دیا جائے۔ ایک شخص عمرو بن حضرمی مارا گیا 2 گرفتار ہوئے۔ چنانچہ یہ دستہ 2 قیدیوں اور سامانِ تجارت لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے رجب میں قافلے پر چھاپہ مارنے پر صحابہ سے باز پرس کی اور قیدیوں اور سامانِ تجارت کے بارے میں توقف فرمایا۔ ادھر مشرکین نے پروپیگنڈے کا طوفان کھڑا کر دیا کہ مسلمان حرام مہینوں کو پامال کر رہے ہیں۔ اس پر قرآنِ پاک کی آیات اتریں۔

"لوگ آپ سے حرام مہینے میں لڑائی سے متعلق پوچھتے ہیں آپ کہہ دیں۔ اس میں جنگ کرنا بڑا گناہ ہے۔ اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجدِ حرام سے روکنا اور اس کے باشندوں کو وہاں سے نکالنا یہ سب اللہ کے نزدیک بڑے جرائم ہیں اور فتنہ قتل سے بڑھ کر ہے"۔ (البقرۃ 2:217)

آپ نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور مقتول کا فدیہ ادا کر دیا۔ رمضان 1 ہجری

سے لے کر رجب 2ہجری تک 11ماہ میں آپ ﷺ نے کل 8 معرکے کیئے جن میں سے 4 میں آپ ﷺ بذاتِ خود شریک رہے۔ جس سے ایک طرف قریش پر آپ ﷺ کے سریع الحرکت ہونے کا رعب پڑ گیا اور وہ اپنی تجارت کے بارے میں فکر مند ہونے لگے۔ ساتھ ہی آپ ﷺ نے آس پاس کے قبائل کو امان اور جنگ نہ کرنے کے عہد میں باندھ لیا۔ گویا اب مدینہ کے ارد گرد بھی آپ قریش پر ہاتھ ڈال سکتے تھے۔ کوئی درمیان میں آنے والا نہ تھا۔

تحویل قبلہ

(شعبان 2ہجری بمطابق فروری 624ء- عمر مبارک 54سال)

شعبان 2ہجری فروری 624ء ہجرت کے تقریباً17ماہ کے بعد بوقت نماز ظہر تحویل قبلہ کا حکم آگیا کہ بیت المقدس کی بجائے اللہ کے سب سے پہلے گھر بیت اللہ کو قبلہ بنا دیا گیا۔

"فرمایا اپنا منہ (نماز کے وقت) مسجد الحرام بیت اللہ کی طرف پھیر دو"۔(البقرۃ2:150)

اس طرح نماز کا رخ عین شمال سے جنوب منتقل ہو گیا۔ اس سے بعض یہود جو ایمان تو لائے تھے لیکن ابھی ایمان جڑ نہ پکڑ سکا تھا وہ علیحدہ ہو گئے اور اہل، ایمان کی صفیں ایسے ضعیف الاعتقاد لوگوں سے پاک ہو گئیں۔

جہاد کی فرضیت کا حکم

(شعبان 2ہجری- فروری 624ء- عمر مبارک 54سال)

غزوہ بدر سے پہلے شعبان 2ہجری میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد کی فرضیت کا حکم نازل ہو گیا فرمایا:

"اللہ کی راہ میں ان سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور حد سے آگے

نہ بڑھو یقیناً اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور انھیں جہاں پاؤ قتل کرو اور جہاں سے انھوں نے تمھیں نکالا ہے وہاں سے تم بھی انھیں نکال دو اور فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے اور ان سے مسجد حرام کے پاس قتال نہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ تم سے مسجد حرام میں قتال کریں۔ پس اگر وہ وہاں قتال کریں تو تم (وہاں بھی) انھیں قتل کرو۔ کافروں کی جزا ایسی ہی ہے۔ پس اگر وہ باز آجائیں تو بے شک اللہ غفور الرحیم ہے۔ اور ان سے لڑائی کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین اللہ کے لیے ہو جائے پس اگر وہ باز آجائیں تو کوئی زیادتی نہ کی جائے سوائے ظالموں پر"۔ (البقرۃ2:190-193)

ان احکامات سے اہلِ ایمان کی فرحت و نشاط میں اضافہ ہوا۔ ان کے بندھے ہوئے ہاتھ کھل گئے اور دینِ حق کی سربلندی کے لیے انھیں اقدامی کارروائیوں کی اجازت مل گئی۔

غزوہ بدر

(17 رمضان 2 ہجری بمطابق 13 مارچ 624ء عمر مبارک 54 سال)

"اور بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد بدر میں کی تھی حالانکہ تم بالکل کمزور تھے تو اللہ سے ڈرو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔" (آل عمران 3:123)

بدر ایک گاؤں کا نام ہے جو مدینے کے جنوب مغرب میں 159 کلو میٹر کے فاصلے پر دشوار گزار پہاڑوں کے قریب واقع ہے ملک شام سے آنے والے تجارتی قافلے اسی مقام پر ٹھہرا کرتے تھے۔ قریش نے آپ ﷺ کی ہجرت کے ساتھ ہی مدینہ پر حملے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ یہاں تک کہ قریش کو واقعی اس بات کا احساس ہو چلا کہ ان کی شہ رگ مسلمانوں کے قابو میں ہے۔ ہوا یوں کہ ابو سفیان ایک بہت بڑا تجارتی کارواں لے کر مکہ سے نکلا۔ جس میں اہل مکہ کی بڑی دولت تھی۔ ایک ہزار اونٹوں پر مشتمل یہ قافلہ جس پر کم از کم 50 ہزار دینار کی مالیت کا سامان لے کر جا رہا تھا جب کہ اس کی حفاظت کے لیے صرف 40 آدمی تھے یہ ایک زرّیں موقع تھا۔ اگر یہ قافلہ مسلمانوں کے ہاتھ بطور غنیمت لگ جاتا تو قریش کی معیشت ڈوب جاتی۔ آپ ﷺ نے 200 مہاجرین کے ساتھ ذولعشیرہ کے مقام تک اس کا تعاقب کیا مگر وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن یہ قافلہ جب شام سے واپس چلا تو ابو سفیان نے حفظِ ماتقدم کے طور پر مکہ پیغام بھیجا کہ وہ قافلے کو بچانے کے لیے دوڑیں۔

اہلِ مکہ کی تیاری

ابو سفیان نے سابقہ تجربات کی بنیاد پر شام سے واپسی پر اہلِ مکہ کو خبر دار کرنے کے لیے ایک آدمی کو اُجرت دے کر مکے بھیجا۔ وہ نہایت تیزی سے سفر کر تا مکہ آیا اور اہلِ مکہ کو آواز دی۔

اے قریش تمہارا قافلہ، اس کی خبر لو، ابو سفیان جو مال لارہا ہے اس پر محمد ﷺ اور اس کے ساتھی دھاوا بولنے جارہے ہیں۔ اسی خبر سے مکہ میں ہر طرف غیظ و غضب برپا ہو گیا۔ نخلہ میں حضرت عبداللہ بن جحش کے واقعہ میں قریشی سردار عمرو بن خضری کے اتفاقیہ قتل نے جوش انتقام بھی تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے 1300 افراد جن کے پاس 100 گھوڑے اور 600 زرہیں اور بکثرت اونٹ تھے مدینہ پر چڑھائی کے لیے روانہ ہوئے۔

راستے میں مکہ سے 183 کلومیٹر کے فاصلے پر مقام جحفہ پر ابو جہل کو ابو سفیان کا یہ پیغام موصول ہوا کہ قافلہ اہلِ مدینہ کی زد سے بچ نکلا ہے لہٰذا واپس چلے جاؤ۔ یہ پیغام سن کر مکی لشکر میں یہ آمادگی پیدا ہوئی کہ واپس جایا جائے لیکن ابو جہل نے سب کو ڈانٹ دیا اور بولا کہ ہم ضرور میدانِ بدر میں اتریں گے۔ 3 روز قیام کریں گے۔ شراب پئیں گے۔ جشن منائیں گے لونڈیاں گانے گائیں گی۔ ہم اونٹ ذبح کریں گے۔ اور سارا عرب ہمارے سفر کا حال سنے گا۔ اور اس طرح ہمیشہ کے لیے اُن پر ہماری دھاک بیٹھ جائے گی۔ اس کے برعکس اخنس بن شریق نے یہی مشورہ دیا کہ واپس چلے چلو۔ جب کوئی نہ مانا تو وہ اپنے قبیلے بنوزہرہ کے 300 آدمیوں کو لے کر واپس ہو گیا۔ لیکن 1 ہزار لشکر نے اپنا سفر جاری رکھا۔ بدر کے قریب پہنچ کر پہاڑ کے پیچھے میدان میں پڑاؤ ڈال دیا۔

اسلامی لشکر کی تیاری

قافلے کی واپسی کی اطلاع پر آپ ﷺ 12 رمضان مبارک 2 ہجری کو روانگی کے لیے تیار ہوئے تو آپ کے ہمراہ 313 اصحاب باہر نکلے جس میں 60 مہاجرین اور باقی انصار تھے۔ اس غزوے میں اہلِ ایمان کوئی خاص تیاری نہ کر سکے کیونکہ لڑنے

کی نیت سے نہیں گئے تھے بلکہ قافلے کو تلاش کرنے کے لیے نکلے تھے[1]۔ صرف 2 گھوڑے اور 70 اونٹ ہمراہ تھے۔

مدینہ میں نماز اور دیگر انتظامات کے لیے حضرت عبد اللہ ابنِ مکتومؓ کو مامور کیا لیکن جب رسول اللہ ﷺ مقامِ روحا پر پہنچے تو حضرت ابو لبابہؓ کو مدینہ کا منتظم بنا کر واپس بھیج دیا۔ فوج کا جائزہ لیا اور حضرت عبد اللہ بن عمر وغیرہ کو نابالغ قرار دے کر واپس کر دیا۔ ان میں مہاجرین کی تعداد 60 تھی[2] باقی انصار تھے۔

اسلامی مجلس شوریٰ کا اجلاس

دوسری طرف آپ اپنے صحابہؓ کے ساتھ تجارتی قافلے کو تلاش کرنے نکلے جنگ کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ جب آپ ﷺ وادی ذفران سے گزر رہے تھے کہ آپ کو لشکر مکہ کے خروج کی خبریں پہنچیں تو آپ ﷺ نے اس صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لیے مہاجرین و انصار کی شوریٰ طلب کی اور ان کے سامنے قافلے کے بچ نکلنے اور مشرکینِ مکہ کی تیاریوں اور خروج کا ذکر کیا اور مشورہ طلب کیا۔ پچھلی مہمات کو مد نظر رکھتے ہوئے اکثر لوگوں کی نظریں قافلے پر ٹھہری ہوئی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ قافلہ ایک آسان شکار ہے جسے حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن جب انہیں بتایا گیا کہ مکہ سے ایک لشکر، جرار قافلے کی حفاظت کے لیے نکل چکا ہے تو وہ تذبذب میں مبتلا ہو گئے اس موقع پر یہ لوگ لشکر سے ٹکر لینے کے لیے تیار نہ تھے۔

لیکن جہاں تک قائدین صحابہؓ کا تعلق تھا تو وہ سب موقع شناس تھے چنانچہ ان سب کی رائے یہ تھی کہ فیصلہ کن معرکہ کا وقت آن پہنچا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھایا جائے اور دشمن پر کاری ضرب لگائی جائے۔ حضرت ابو بکرؓ کھڑے ہوئے اور عمدہ گفتگو

[1] صحیح بخاری حدیث: 3951

[2] صحیح بخاری حدیث: 3956، سیرت النبی ﷺ، علامہ شبلی نعمانی

کی۔ حضرت عمرؓ نے بھی اچھی بات کہی۔ اس کے بعد حضرت مقدادؓ کھڑے ہوئے اور کہا یارسول اللہ ﷺ خدا کی قسم ہم آپ سے وہ بات نہیں کریں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کی تھی کہ۔

"تم اور تمہارا رب جاؤ اور لڑو ہم یہیں بیٹھے ہیں!" (المائدہ 24:5)

بلکہ ہم یہ کہیں گے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے پروردگار چلیں اور لڑیں اور ہم بھی اپ کے ساتھ لڑیں گے۔ آپ ﷺ نے دعا دی لیکن یہ تینوں اصحاب چوں کہ مہاجرین سے تعلق رکھتے تھے لہٰذا آپ ﷺ نے روئے سخن انصار کی طرف کیا اور فرمایا "لوگو! مجھے مشورہ دو"۔ اس پر انصار کے رئیس حضرت سعدؓ بن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کی ہم تو آپ ﷺ پر ایمان لائے ہیں۔ آپ ﷺ کی تصدیق کی ہے اور یہ گواہی دی ہے کہ آپ ﷺ جو کچھ لے کر آئے ہیں سب حق ہے۔ اگر آپ ﷺ ہمیں ساتھ لے کر اس سمندر میں کودنا چاہیں تو ہم اس میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ کود پڑیں گے۔

حضرت سعدؓ کی یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا "چلو اور خوش خوش چلو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دو گروہوں (قریش کا تجارتی قافلہ یا لشکر قریش سے جنگ) میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے[1] واللہ اس وقت گویا میں قوم کی قتل گاہیں دیکھ رہا ہوں"۔ اس کے بعد آپ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے اور دشمن کے قریب ترین چشمہ پر 16 رمضان مبارک کو نزول فرمایا:

اسی رات بارش برسی اور خوب برسی۔ یہ بارش کفار کے لیے زحمت اور اہلِ ایمان کے رحمت بن کر اتری اور مسلمانوں نے جا بجا پانی کو روک کر چھوٹے حوض بنائے تا کہ وضو اور غسل کے کام آئیں اس قدرتی احسان کا خدا نے قرآن مجید میں ذکر کیا۔

[1] صحیح مسلم حدیث: 1779، سورۃ انفال 7:8

لڑائی کا آغاز

منگل 17 رمضان 2ھ بمطابق 13 مارچ 624ء کی صبح جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے آپ ﷺ نے صفیں درست فرمائیں اور حکم دیا کہ جب دشمن آگے بڑھے تو اس وقت تک لڑائی شروع نہ کرنا جب تک کہ میرا حکم نہ ہو۔ پھر نشانہ لگا کر تیر چلانا اور تیر بچانے کی کوشش کرنا[1] اور جب تک بالکل قریب نہ آجائیں تلوار نکال کر ان پر وار نہ کرنا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ یہاں تک کہ گریہ وزاری کی وجہ سے آپ ﷺ کی چادر مبارک آپ ﷺ کے کندھوں سے گر گئی۔ حضرت ابو بکرؓ نے چادر درست کی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بس کیجئے۔ آپ نے جی بھر کر دعا کرلی ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ میں ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا۔ (الانفال 8:9)

میدان جنگ میں مسلمانوں کے 313 مجاہدین کے مقابلے میں مشرکین کے تین گنا بڑے لشکر سے مقابلہ تھا۔ لڑائی کا آغاز یوں ہوا کہ سب سے پہلے عامر حضری جس کے بھائی کے خون کا دعویٰ تھا۔ آگے بڑھا اور حضرت عمرؓ کے غلام سے مارا گیا اس کے بعد قریش کے 3 بہترین سوار عتبہ بن ربیعہ اور اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید آگے بڑھے اور مسلمانوں کو مقابلے کی دعوت دی۔ مقابلے میں انصار کے تین جوان نکلے مشرکین نے کہا ہم اپنے چچیرے بھائیوں سے مقابلہ کریں گے۔ پھر مقابلے میں عبیدہؓ بن حارث، حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ آگے بڑھے۔ حضرت حمزہؓ نے عتبہ اور حضرت علیؓ نے ولید کو جلد ہی قتل کر دیا البتہ حضرت عبیدہؓ، شیبہ کے مقابلے میں زخمی

[1] صحیح بخاری حدیث:3984

ہوئے۔ اتنے میں حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ شیبہ پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر کے حضرت عبیدہؓ کو اٹھا کر لشکر گاہ کی طرف لے آئے[1]۔(حضرت عبیدہؓ راستے میں انہی زخموں کی تاب نہ لا کر شہید ہو گئے)

اس کے بعد عام لڑائی شروع ہوئی۔ قریش مکہ آگے بڑھے۔ مسلمانوں نے انھیں اپنے تیروں پر لیا اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھپکی آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور فرمایا۔ ابو بکرؓ خوش ہو جاؤ تمھارے پاس اللہ کی مدد آگئی ہے۔ فرشتے اور جبرئیلؑ ہیں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے آگے آگے چل رہے ہیں[2]۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے۔

پھر آپ نے ایک مٹھی مٹی (خاک) لی اور مشرکین کے چہروں پر دے ماری۔ اللہ کی قدرت کوئی مشرک نہ بچا کہ جس کی آنکھوں اور ناک میں یہ مٹی نہ گئی ہو۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود آگے بڑھ کر لشکر کی قیادت سنبھال لی۔ اہل ایمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اندر پا کر مسرور ہوئے اور انتہائی جذبے سے لڑتے ہوئے اللہ کی مدد کے ساتھ مشرکین کی گردنیں کاٹنے لگے۔

ابو جہل کا قتل

اسی دوران دو انصاری جوانوں نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ سے ابو جہل کی بابت پوچھا یہ عفراء کے دونوں بیٹے مُعَوِّذؓ اور معاذؓ تھے[3]۔ حضرت عبد الرحمٰنؓ نے اشارے سے انھیں ابو جہل دکھا دیا۔ وہ دونوں جوان مثلِ برق اس سمت بڑھے اور آناً

[1] صحیح بخاری حدیث:2965

[2] صحیح بخاری حدیث:3995

[3] صحیح بخاری:3962

فاناًابو جہل پر حملہ آور ہو گئے اور دشمن خدا کو قتل کر دیا۔

(معوذؓ اسی غزوہ میں شہید ہو گئے جب کہ معاذؓ حضرت عثمانؓ کے دور تک زندہ رہے) معرکہ ختم ہوا تو حضرت عبد اللہ بن مسعود نے اسے تلاش کر کے اس کا سر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا آپ ﷺ نے فرمایا یہی اس امت کا فرعون تھا[1]۔اس موقع پر 14 مسلمان شہید ہوئے۔ جن میں 6 مہاجرین اور 8 انصار شامل تھے۔ ان سب کو میدانِ بدر میں دفن کر دیا گیا۔اس طرح پورے عرب میں مسلمانوں کی قوت اور طاقت کی دھاک بیٹھ جاتی ہے۔

مشرکین کے 70 آدمی مارے گئے جن میں 24 نامور سردار بھی تھے اور 70 گرفتار ہوئے[2]۔ مقتولینِ مکّہ کو ایک ناپاک کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔رسول اللہ ﷺ نے 3 روز تک بدر میں قیام کیا اور پھر مدینہ کی طرف چل پڑے۔

یوم الفرقان (حق و باطل کا فیصلہ)

اسلامی تاریخ میں غزوہ بدر اور قرآن کی اصطلاح میں یوم الفرقان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس معرکہ میں باپ نے بیٹے سے بھائی اپنے بھائی سے قربت دار نے اپنے قریب ترین لوگوں سے جنگ کی۔

مال غنیمت

رسول اللہ ﷺ فاتحِ بدر کی حیثیت سے مدینہ کے لیے چل پڑے۔ آپ ﷺ کے ساتھ مالِ غنیمت اور قیدی بھی تھے۔ راستے میں ہی غنیمت کے احکام (سورہ الانفال) نازل ہوئے۔ آپ ﷺ نے خمس (پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے) نکال کر بقیہ مال مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔

---

[1] صحیح بخاری حدیث:3962،3964

[2] صحیح بخاری حدیث:3986

قیدیوں سے حسن سلوک

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ نے قیدیوں کے بارے میں مشورہ کیا۔ حضرت ابو بکرؓ کی رائے تھی کہ ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ عین ممکن ہے کہ یہ ایمان لائیں اور ان کی نسلیں مسلمان بنیں۔ جب کہ حضرت عمرؓ کی رائے تھی انھیں قتل کر دیں۔ چونکہ سورۃ محمد کی آیات میں قیدیوں کو فدیہ کے بدلے یا بطور احسان دیا کرنے کا عندیہ تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا: "ان قیدیوں میں سے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کا فدیہ یہ قراد دیا گیا کہ وہ ہر ایک 10 مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں اور بعض کو احسان کیا گیا اور بغیر فدیہ رہا کر دیا[1]۔ قیدیوں میں آپ کے داماد ابو العاصؓ بھی تھے۔ انہوں نے (سیدہ زینبؓ زوجہ ابو العاصؓ) مکہ سے فدیے میں جو مال بھیجا اس میں ایک ہار بھی تھا۔ جو حضرت خدیجہؓ نے انہیں جہیز میں دیا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ پر رقعت طاری ہو گئی اور آپ ﷺ نے صحابہ کی مرضی سے ہار واپس کر دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ابو العاصؓ سے وعدہ لیا کہ وہ مکہ جا کر سیدہ زینبؓ کو مدینہ بھیج دیں گے۔ انہوں نے سیدہ زینب کو مدینہ بھجوا دیا۔

غزوہ بنو سلیم

غزوہ بنو سلیم (غزوہ کدر) شوال 2 ہجری کو ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ بنو سلیم اور بنو عطفان کی ایک بھاری جمیعت مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہے۔ آپ ﷺ مقابلے میں نکلے لیکن آپ ﷺ کی آمد کا سن کر وہ لوگ منتشر ہو گئے تھے۔

آپ ﷺ کے قتل کی سازش عمیر بن وہب جمحی اور صفوان بن امیہ نے کی عمیر مدینہ

[1] تاریخ عمر بن الخطاب ابن جوزی:36

آیااور پکڑا گیا جب آپ ﷺ نے اسے اس کی مکہ کی سازش کا بتلایا وہ ایمان لے آیا۔

غزوہ بنو قینقاع

(شوال 2ہجری- اپریل 624ء- عمر مبارک 54سال)

اطرافِ مدینہ میں تین یہودی قبائل مدت دراز سے بس رہے تھے اور یہ مدینہ کی معاشرت میں رچ بس چکے تھے اور انھیں اسی ماحول کا حصہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ تینوں قبائل بنو قینقاع ،بنو نضیر اور بنو قریظہ کے نام سے مشہور تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو پہلے ہی مرحلہ پر انصار و مہاجرین کے ساتھ ساتھ یہود کی طرف بھی توجہ فرمائی اور انھیں ایک دفاعی معاہدے کا پابند کر دیا۔ لیکن یہود نے اس معاہدے پر کبھی بھی دل سے عمل کیا نہ ہی اسے تسلیم کیا۔

بدر سے واپسی کے بعد یہودی آبادی بنو قینقاع جو بنو خزاعہ کے حلیف تھے کی شرارتوں کا سلسلہ بڑھ گیا۔ ایک روز مدینہ کے بازار میں ایک یہودی کی دکان میں ایک مسلم عورت کو چھیڑا جس پر قریب ہی موجود ایک مسلم اور یہودی کا جھگڑا ہو گیا۔ جس سے ایک مسلمان اور ایک یہودی مارا گیا اور بازار میں ہنگامہ ہو گیا[1]۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے بنو قینقاع کا محاصرہ کر لیا۔ 15 دن کے بعد انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور انھیں شام کی طرف جلا وطن کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے خمس نکالنے کے بعد مال فئے مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔ (مال غنیمت لڑائی / لشکر کشی کے بعد حاصل کیا جاتا ہے جبکہ مال فئے اس کو کہتے ہیں جو لشکر کشی کے بغیر حاصل ہو)۔

[1] سیرت ابن ہشام:2/47، زاد المعاد:2/9217

غزوہ سویق

(ذی الحجہ 2 ہجری - جون 624ء - عمر مبارک 54 سال)

ابو جہل کے قتل کے بعد مکہ کا نیا قائد ابو سفیان مسلمانوں کے خلاف تھا۔ 200 چھاپہ ماروں کے ساتھ مدینہ سے 20 کلو میٹر دور میں عریض کے مقام پر حملہ آور ہوا۔ کھجور کے کچھ درخت کاٹے اور دو آدمیوں کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے بذات خود تعاقب کیا لیکن وہ بھاگ گیا۔ البتہ بھاگتے ہوئے اپنے سِتو (سویق) چھوڑ گیا۔ اسی لیے اس مہم کو غزوہ سویق کہا جاتا ہے۔ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کی شادی شوال 2ھ اپریل 624ء میں ہوئی۔

متفرق واقعات

حضرت عمیر بن عدیؓ نے رمضان 2 ہجری کو گستاخ رسول ﷺ عصماء بنت مروان کو قتل کیا یہ عورت اپنے شعروں کے ذریعے اسلام میں عیب لگاتی اور رسول اللہ ﷺ کو ایذاء پہنچاتی تھی۔

حضرت سالم بن عمیرؓ نے شوال 2 ہجری کو گستاخ رسول ابو عفک یہودی کو قتل کیا۔ یہ بھی شعروں کے ذریعے اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف لوگوں کو اکساتا تھا۔

3ہجری

اہم واقعات

(3ھ-55سال-624ء)

یکم قمری ماہ	عیسوی تاریخ	واقعات
محرم 3ھ	اتوار 24جون 624	غزوہ ذی الامر (غطفان)
صفر	منگل 24جولائی	تبلیغ اسلام
(55) ربیع الاول	بدھ 22اگست	سریہ محمد بن مسلمہؓ (کعب بن اشرف کا قتل) 14ربیع الاول
ربیع الثانی	جمعہ 21 ستمبر	غزوہ بحران
جماد الاول	ہفتہ 20اکتوبر	تبلیغ اسلام
جمادی الثانی	پیر 19نومبر	سریہ زیدؓ بن حارث بجانب قردہ حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ کی شادی حضرت عثمانؓ کے ساتھ
رجب	منگل 18دسمبر	تبلیغ اسلام
شعبان	جمعرات 17 جنوری 625ء	حضرت حفصہؓ سے شادی
رمضان	جمعہ 15 فروری	حضرت زینبؓ بنت خزیمہ سے شادی، 3ماہ بعد وفات
شوال	اتوار 17مارچ	غزوہ احد 7شوال بروز ہفتہ 23مارچ 625ء غزوہ حمراء الاسد (8شوال بروز اتوار)
ذیقعدہ	پیر 15اپریل	تبلیغ اسلام
ذی الحجہ	بدھ 15 مئی	تبلیغ اسلام
متفرق واقعات		وراثت کا قانون اسی سال نازل ہوا سود خوری کی ابتدائی نصیحت حضرت امام حسنؓ کی ولادت اتوار 16 شوال یکم اپریل 625ء یتیموں کے حقوق کے متعلق ہدایات

غزوہ ذی الامر (غطفان)

محرم 3 ہجری میں رسول اللہ ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ بنو ثعلبہ اور محارب کی بہت بڑی جمعیت مدینہ پر حملہ کی تیاری کر رہی ہے۔ آپ 450 ﷺ کی نفری لے کر روزانہ ہوئے۔ لیکن دشمن آپ ﷺ کی آمد کا سن پر بکھر گئے اس طرح آپ نے عربوں پر رعب ودبدبہ قائم کیا اور آئندہ وہ منصوبہ بندی سے باز رہے۔

سریہ محمد بن مسلمہؓ ربیع الاول 3 ہجری کو کعب بن اشرف کو قتل کیا یہودیوں میں وہ شخص تھا جسے اسلام اور اہل اسلام سے سخت عداوت اور جلن تھی۔

غزوہ بحران ربیع الثانی 3 ہجری کو پیش آیا۔ رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا کہ بنو سلیم جمعیت اکٹھی کر رہے ہیں۔ آپ 300 صحابہ کہ ساتھ نکلے جب بحران پہنچے تو دشمن منتشر ہو چکا تھا۔

سریہ زید بن حارث (قردہ)

(جمادی الثانی 3 ہجری بمطابق نومبر 624ء)

قریش نے مدینہ کے قریب سے گزرنے والی شاہراہ ترک کر کے بالکل مخالف سمت میں عراق کے راستے شام کے لیے ایک تجارتی قافلہ روانہ کیا۔ ان کے خیال میں یہ راستہ دُور اور دشوار تو تھا لیکن محفوظ تھا۔ اس کی قیادت صفوان بن امیہ کر رہا تھا لیکن قریش حیران رہ گئے جب حضرت زید بن حارثؓ کے ایک تیز رفتار دستہ نے قافلے پر قردہ کے مقام پر یلغار کر دی قافلے کے سب لوگ بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ قافلہ کے مالِ غنیمت پر قبضہ کر لیا گیا۔

غزوہ اُحد

(ہفتہ 7 شوال 3 ہجری بمطابق 23 مارچ 625ء عمر مبارک 55 سال)

"اور تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور غالب تم ہو گے اگر تم پورے مومن رہے"

(آل عمران 3:139)

مدینہ کے شمال میں 7 کلو میٹر دور احد کے پہاڑ کے پہلو میں یہ جنگ پیش آئی۔

مکی لشکر کی تیاری

اہل مکہ معرکہ بدر میں شکست و ہزیمیت کی وجہ سے غیظ و غضب سے بھرے ہوئے تھے ان کے سرداروں نے فیصلہ کیا کہ مسلمانوں سے ایک فیصلہ کن جنگ لڑی جائے۔ اس کی تیاری کے لئے انہوں نے ابو سفیان کے قافلے کا سارا مال وقف کر دیا۔ لشکر منظّم کرنے کی ذمہ داری ابو سفیان کے ذمے رہی اور اس میں ابو سفیان سے بڑھ کر اس کی بیوی نے کردار ادا کیا۔ 3 ہزار کا لشکرِ جرار تیار ہوا۔ 3 ہزار اونٹ 2 سو گھوڑے اور 7 سو زرہیں تھیں۔ اس لشکر کی اہم بات اس میں 15 خواتین کی شمولیت تھی جو ابو سفیان کی بیوی ہند کی قیادت میں سرگرمِ عمل تھیں۔ اس بھرپور تیاری کے بعد مکی لشکر نے مدینہ کا رخ کیا اور احد کے پہاڑ کے پاس 6 شوال کو پڑاؤ ڈالا۔

مجلس شوریٰ کا اجلاس

رسول اللہ ﷺ کو لشکر کی آمد سے کچھ دن پہلے اطلاعات مل چکی تھیں۔ چنانچہ آپ نے مجلسِ شوریٰ طلب فرمائی اور اُن کے سامنے قریش کی ساری اطلاعات رکھ دیں اور ساتھ ہی یہ عندیہ بھی دیا کہ مدینہ کے اندر رہ کر مقابلہ کیا جائے تو بہتر ہو گا رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی نے بھی اتفاق کیا لیکن جوانوں نے پر جوش بات کہی۔ خصوصا جو لوگ بدر کے معرکے سے محروم رہے تھے ان کے دلوں کی کسک

انہیں باہر نکل کر مقابلہ کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ مدینہ کے باہر جا کر مقابلہ ہو گا۔

اسلامی لشکر کی روانگی

اسلامی لشکر ایک ہزار مردانِ جنگی پر مشتمل تھا جن میں 100 زرہ پوش اور 50 شہسوار تھے اور کہا جاتا ہے کہ شہسوار کوئی بھی نہ تھا جمعہ کا دن تھا۔ نماز عصر کے بعد اپ ﷺ نے کوہ احد کا رخ کیا مقام شیخین پر آپ ﷺ نے لشکر کا معائنہ کیا جو کم عمر اور نا قابل جنگ نظر آئے تو انہیں واپس کر دیا مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں وہیں رات گزاری فجر سے پہلے کوچ کیا اور شوط نامی مقام پر فجر کی نماز پڑھی۔ بعد از فجر جب دوبارہ چلے تو عبد اللہ بن ابی نے یہ بہانہ بنا کر کہ اس کی رائے کو اہمیت نہیں دی گئی بغاوت کر دی اور اپنے 3 سو ساتھیوں سمیت واپس مدینہ کی طرف پلٹ گیا۔ اب باقی 7 سو کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے رسول اللہ ﷺ نے دشمن کو مغرب کی جانب چھوڑا اور انتہائی مشرق میں اُحد پہاڑ کے سرے پر جب اُحد کی بلندیاں آپ کی پشت پر تھیں پڑاؤ کیا اس طرح دشمن کا لشکر مسلمانوں اور مدینہ کے درمیان میں حائل ہو گیا۔

یہیں آپ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن جُبیر انصاریؓ کی کمان میں 50 تیر اندازوں کو ایک چھوٹی سے پہاڑی (جبل رماۃ) جو کہ اسلامی لشکر سے 150 میٹر پر واقع تھی۔ پر مامور کیا تا کہ مسلمانوں کی پشت کی حفاظت کریں اور حکم دیا کہ "اگر ہم غالب آ گئے تب بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا"[1]۔

جنگ کا آغاز

ہفتہ 7 شوال 3 ہجری[2] کو دونوں لشکر قریب آئے تو مشرکین کے علمبر دار

[1] صحیح بخاری حدیث: 4043، ابن ہشام: 2/ 65-66، ابن ہشام: 2/ 45

[2] الرحیق المختوم: ص 349

اور قریش کے سب سے بہادر شخص طلحہ بن ابی طلحہ عبدری نے مسلمانوں کو للکارا اور مقابلے کی دعوت دی۔ وہ اونٹ پر سوار تھا۔ جواب میں حضرت زبیر بن عوامؓ بجلی کی طرح آگے بڑھے اور چشم زدن میں اسے قتل کر کے رکھ دیا۔ اس پر نبی ﷺ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت ابو دجانہؓ وغیرہ دشمنوں میں جا گھسے اور صفوں کی صفیں صاف کر دیں۔ پہلے ہی ہلّے میں میدان پر مسلمانوں کی گرفت قائم ہو گئی۔ ان کے قدم جم گئے جب کہ مشرکین کے قدم اکھڑنے لگے۔ بھاگنا شروع کر دیا اسی بھاگ دوڑ کے دوران وحشی بن حرب نے تاک کر حضرت حمزہؓ کو نیزہ مارا جو اُن کے ناف کے نیچے لگا اور ان کی سرین کے پار ہو گیا اور گر گئے۔ اور ان کی شہادت واقع ہو گئی۔ حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی بن حرب جو کہ جبیر بن مطعم کا غلام تھا بیان کرتا ہے کہ جبیر بن مطعم نے مجھ سے کہا "اگر تم محمد ﷺ کے چچا حمزہؓ کو میرے چچا کے بدلے قتل کر دو تو تم آزاد ہو"۔ اس پر میں نے تاک کر نشانہ لگایا اور قتل کیا۔ بہر حال مشرکین مرد اور عورتیں بھاگ رہے تھے جب کہ مسلمان ان کا تعاقب کر رہے تھے۔

تیر اندازوں کی خوفناک غلطی

اس موقع پر تیر اندازوں نے دیکھا کہ میدانِ جنگ مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا ہے، فتح مل چکی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا مقام چھوڑ دیا اور مالِ غنیمت سمیٹنے میں مصروف ہو گئے اسی چکر میں 50 میں سے 40 آدمی پہاڑ سے نیچے اتر آئے۔ جب کہ باقی 9 اپنے قائد عبداللہ بن جُبیر انصاریؓ کی قیادت میں اپنے مورچے پر ڈٹے رہے ۔خالد بن ولیدؓ (جو اُس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے) دُور کھڑے میدانِ جنگ کا نظارہ دیکھ رہے تھے جیسے ہی انھیں احساس ہوا کہ مسلمان اہم مورچہ چھوڑ چکے ہیں وہ

اپنے 200 سواروں کے ساتھ تیزی سے آگے بڑھا اور 3 کلو میٹر چکر کاٹ کر پہاڑی درے سے نمودار ہوا۔ عبد اللہ بن جبیرؓ اپنے 9 ساتھیوں کے ساتھ مزاحمت کے لیے موجود تھے لیکن جلد ہی یہ مزاحمت دم توڑ گئی اور یہ سب کے سب 10 آدمی شہید ہو گئے۔ اس طرح مسلمان آگے اور پیچھے سے مشرکوں کے بیچ میں آچکے تھے۔ آپ ﷺ نے پہاڑ کے پیچھے سے خالد کو نمودار ہوتے دیکھا تو نہایت بلند آواز سے پکارا کہ اللہ کے بندو! میری طرف آؤ لیکن مشرکین قریب تھے اور مسلمان دُور چنانچہ اس آواز پر پہلے مشرکین آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ پر حملہ کر دیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے ہمراہ صرف 9 اصحاب تھے 7 انصاری اور 2 مہاجر۔

رسول اللہ ﷺ کے گرد شدید حملہ

شدید حملے سے بچاؤ کے لیے انہی 9 اَصحاب نے آپ ﷺ کے گرد گھیرا بنا لیا اور آپ ﷺ اور دشمن کے بیچ میں آہنی دیوار بن گئے۔ یہاں تک کہ 7 انصاری صحابہؓ شہید ہو گئے۔ لیکن دشمن کو آپ ﷺ تک نہ آنے دیا۔ اب صرف 2 مہاجر صحابی طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم رہ گئے۔ مشرکین نے اپنا حملہ رسول اللہ ﷺ پر مرکوز کر دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کو ایک پتھر لگا اور آپ ﷺ پہلو کے بل گر گئے۔ آپ ﷺ کا نچلا داہنا رباعی دانت ٹوٹ گیا، نچلا ہونٹ اور پیشانی زخمی ہو گئی اور خود سر مبارک ٹوٹ گئی تھی۔ جس کی کڑیاں رخسار مبارک میں گس گئیں اور کندھے پر تلوار کی ایک سخت ضرب لگی جس کی تکلیف ایک مہینے سے زیادہ عرصے محسوس ہوتی رہی[1]۔ اِدھر حضرت طلحہؓ آپ ﷺ کے سامنے ڈھال بنے کھڑے اپنے ہاتھوں اور جسم پر تیروں اور تلواروں کے زخم برداشت کرتے رہے۔

[1] صحیح بخاری حدیث: 4075، 4060، ابن ہشام: 2/45

دوسری طرف حضرت سعدؓ بن ابی وقاص مسلسل تیر چلا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے تمام تیر سعدؓ کے لیے بکھیر دیے کیوں کہ وہ بہترین نشانہ باز تھے اور ایک تاریخی جملہ کہا جو اس سے پہلے اور بعد میں کبھی آپ ﷺ کی زبان مبارک پر نہ آیا[1]۔

"تیر چلاؤ سعد! تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں" اسی اثناء میں حضرت ابو بکر صدیقؓ اور ابو عبیدہؓ بن جراح بھی پہنچ گئے اور پھر مسلمان آہستہ آہستہ سمٹ کر آپ ﷺ کی طرف آنے لگ گئے اور کفار کے حملے کا زور ٹوٹ گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی افواہ

اسی دوران حضرت مصعب بن عمیرؓ پر دباؤ بڑھ گیا۔ ان کے ہاتھ میں علَم تھا۔ مشرکین نے ان پر حملہ کیا اور ہاتھ کاٹ دیا تو علَم دوسرے ہاتھ میں لے لیا۔ جب دوسرا بھی کٹ گیا تو بازو میں لے کر سینے سے لگا دیا لیکن گرنے نہ دیا۔ اسی حالت میں شہید کر دیے گئے۔ اسی دوران حضرت مصعبؓ شہید ہوئے جو حضور ﷺ کے ہم شکل تھے اس بناء پر آپ ﷺ کی شہادت کا شور مچ گیا۔ اس سے ایک طرف مومنین میں غم اور بددِلی پھیل گئی تو دوسری طرف مشرکین کا بھی زور ٹوٹ گیا اور ان کے خیال میں ان کا مقصد پورا ہو گیا[2]۔

مسلمان بددِلی کا شکار ہوئے تو کچھ نے ہتھیار پھینک دیے اور کہا کہ اب لڑائی کا کیا فائدہ۔ کچھ مدینہ کی طرف چل دیے اور کچھ جوش میں آکر شہادت کی تمنا لیے دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ اتنے میں حضرت کعبؓ بن مالک کی نظر رسول اللہ ﷺ پر پڑی تو انہوں نے نعرہ لگایا مسلمانو! خوش ہو جاؤ یہ ہیں اللہ کے رسول۔ مسلمان سمٹنا شروع ہو گئے اور ہوتے ہوتے رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئے اور مشرکین کے نرغے

---

[1] صحیح بخاری حدیث:4050

[2] ابن ہشام:2/80-83، زاد المعاد:2/97

سے نکل کر مسلمانوں نے پہاڑی کی گھاٹی میں سکون لیا۔ اس دوران مشرکین کو جرات نہ ہوئی کہ وہ آگے بڑھ سکیں البتہ میدانِ جنگ میں پڑی شہدا کی لاشوں پر انھوں نے اپنا غصہ نکالنا شروع کر دیا۔ ابوسفیان کی بیوی ہند نے حضرت حمزہؓ کی لاش کا مثلہ بنایا اور کلیجہ نکال کر چبایا[1]۔

اُدھر جب کچھ اطمینان ہوا تو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمۃ الزہرہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے زخموں کو دھویا اور صاف کیا۔ محمد بن مسلمہؓ میٹھا پانی لے کر آئے۔ اپ ﷺ نے نوش فرمایا اور انھیں دُعا دی۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ختمہ جنگ پر کچھ مومن عورتیں میدان جہاد میں آ پہنچیں جن میں حضرت عائشہ حضرت اُم سلیم، حضرت ام سلیط، حضرت ایمن رضی اللہ عنہما وغیرہ تھیں۔ جو مشکیزے سے پانی زخمیوں کے منہ میں انڈیل رہی تھیں[2]۔

ابوسفیان کی گفتگو

جب مشرکین واپسی کے لیے تیار ہوئے تو ابوسفیان گھاٹی کی طرف بڑھا اور باآواز بلند بولا "کیا تم میں محمد ﷺ ہیں؟ کسی نے کوئی جواب نہ دیا اس نے پھر کہا کیا تم میں ابو قحافہ کے بیٹے ابو بکرؓ ہیں؟ کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے پھر کہا کہ تم میں عمرؓ بن خطاب ہیں کسی نے جواب نہ دیا۔ انھیں رسول اللہ ﷺ نے جواب دینے سے منع کر رکھا تھا۔ اب ابوسفیان نے کہا اچھا چلو۔ اب ان تینوں سے تو فرصت ہوئی۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ بے قابو ہوگئے۔ بولے " او اللہ کے دشمن جن کا تُو نے نام لیا وہ سب زندہ ہیں اور ابھی اللہ نے تیری رسوائی کا سامان باقی رکھا ہے"۔ ابوسفیان آئندہ سال بدر کے مقام پر لڑنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔ مشرکین اونٹوں پر سوار ہوئے اور گھوڑوں کو

---

[1] ابن ہشام: 2/90

[2] صحیح بخاری: 2881، ابن ہشام: 1/403، 2/58

ساتھ باندھ لیا۔ گویا ان کا قصد مکہ تھا۔ اللہ نے اُن کے دل مدینہ سے پھیر دیے تھے۔ دوسری طرف مسلمان زخمیوں اور شہداء کی خبر گیری کرنے لگے۔ شہداء کو جمع کیا گیا اور ان کی تدفین کی گئی۔

اس معرکے میں 70 مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا اور کہا جاتا ہے کہ 37 مشرکین واصل جہنم ہوئے۔ اس کے بعد زخموں سے چُور اور تھکا ماندہ لشکر مدینہ کی طرف چل پڑا۔ شام کو مدینہ پہنچا اور رات بھر پہرہ بھی دیا۔ اس طرح تیر اندازوں نے جو غلطی اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کی تھی اس کی بھاری قیمت چکانی پڑی۔

غزوہ حمراء الاسد

دوسری صبح یعنی اتوار 8 شوال 3 ہجری ہوئی تو آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ دشمن کے تعاقب کے لیے چلنا ہے اور صرف وہی چل سکتا ہے۔ جو اُحد میں شریک تھا۔ ادھر مشرکین کو مقام روحا (14 کلو میٹر) پر اپنی غلطی کا احساس ہوا اور واپس پلٹ کر مدینہ پر حملہ کی تیاری کرنے لگے لیکن جب انھیں رسول اللہ ﷺ کے تعاقب کی خبر ملی تو ان کے عزائم ٹوٹ گئے اور انہوں نے واپسی کی راہ لی۔ غزوہ احد اس معرکے سے متعلق سورہ آل عمران میں 60 آیات نازل ہوئی جس سے معرکے کے نشیب و فراز کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ 3 دن بعد آپ ﷺ مدینہ واپس آئے۔ حمراء الاسد مدینہ سے 14 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع تھا۔

4ہجری

اہم واقعات

(4ھ-56سال-625ء)

یکم قمری ماہ	عیسوی تاریخ	واقعات
محرم4ھ	جمعرات 13جون625ء	سریہ ابو سلمہ ابو سلمہ مخزومیؓ(3جون) سریہ عبداللہ بن انیسؓ(5محرم)
صفر	ہفتہ13جولائی	رجیع کا حادثہ بئر معونہ کا المیہ
(56)ربیع الاول	اتوار11اگست	غزوہ بنو نضیر
ربیع الثانی	منگل10ستمبر	تبلیغ اسلام
جمادی الاول	بدھ9اکتوبر	غزوہ نجد
جمادی الثانی	جمعہ8نومبر	تبلیغ اسلام
رجب	ہفتہ7دسمبر	تبلیغ اسلام
شعبان	پیر6جنوری626ء	غزوہ بدر(دوم)
رمضان	منگل4فروری	تبلیغ اسلام
شوال	جمعرات6مارچ	ام سلمہؓ کی مشرف زوجیت
ذیقعدہ	جمعہ4اپریل	تبلیغ اسلام
ذی الحجہ	اتوار4مئی	تبلیغ اسلام
متفرق واقعات		حرمت شراب کا حکم حضرت حسینؓ کی ولادت شعبان میں ہوئی

سریہ ابو سلمہ

یکم محرم 4 ہجری کو جب یہ اطلاح ملی کہ بنو اسد مسلمانوں پر حملہ کرنے کیے ایک بڑی جمعیت جمع کر رہا ہے تو آپ ﷺ نے حضرت ابو سلمہؓ کو 150 افراد کی کمان دے کر بنو اسد کی جانب روانہ کیا۔ اسلامی لشکر کی خبر پا کر سب فرار ہو گئے۔ مال غنیمت ہاتھ میں آیا۔

سریہ عبد اللہؓ بن انیس

اسی ماہ کو یہ خبر ملی کہ خالد بن سفیان ہذلی مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے فوج جمع کر رہا ہے رسول اللہ نے حضرت عبد اللہ بن انیسؓ کو اس کے خلاف کاروائی کرنے کے لیے روانہ کیا۔ حضرت عبد اللہ 18 دن بعد واپسی پر رسول اللہ ﷺ کو کامیابی کی خبر سنائی تو آپ ﷺ نے ایک لاٹھی عطا کی اور فرمایا تم جنت میں اس کے ساتھ ٹیک لگاؤ گے۔ (زاد المعاد: 2/109)

رجیع کا حادثہ

ماہ صفر 4 ہجری (جولائی 625ء) میں عضل اور قارہ (قبائل) کے کچھ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کی بابت دریافت کیا اور درخواست کی کہ کچھ صحابہؓ کو دین سکھانے کے لیے ہماری طرف روانہ فرمائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عاصمؓ بن ثابت کی امارت میں 10 صحابہؓ کو روانہ کیا۔ رجیع کے مقام پر ان کے ساتھ غداری کی گئی۔ دھوکے سے ان کو گھیر لیا گیا عضل اور قارہ کے لوگوں نے بنو لحیان کے 100 تیر اندازوں کو ان صحابہ پر حملہ کا حکم دیا۔ 8 کو شہید کر دیا گیا اور باقی دو صحاب یعنی خبیبؓ بن عدی اور زیدؓ بن دثنہ کو مکہ جا کر فروخت کر دیا گیا۔ یہ دونوں اصحاب مکہ میں مشرکین کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ان دونوں صحابہؓ نے بدر کے روز اہل

مکہ کے سرداروں کو قتل کیا تھا[1]۔

بئر معونہ کا المیہ

حادثہ رجیع کے بعد یہ واقعہ بھی اسی ماہ پیش آیا۔ نجد سے ابوبراء عامر بن مالک خدمتِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے قبول تو نہ کیا لیکن آمادگی ظاہر کی اور اپنے قبیلے میں دعوت و تبلیغ کے لیے افراد کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ابوبراء کی پناہ میں قرائے صحابہ میں سے 70 مبلغین کو فریضۂ تبلیغ کے لیے اس کے ہمراہ بھیج دیا اور حضرت منذر بن عمروؓ کو امیر بنا دیا۔ معونہ کے کنویں پر ان سے غداری کی گئی اور سب کے سب شہید کر دیے گئے[2]۔ صرف حضرت کعبؓ بن زید اور حضرت عمروؓ بن امیّہ ضمری بچ رہے۔ حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری واپسی پر وادی قناۃ کے سرے پر واقع مقام قرقرہ میں ایک درخت کے سائے میں اترے۔ وہاں بنو کلاب کے 2 آدمی بھی آکر اتر رہے جب وہ سو گئے تو حضرت عمروؓ نے ان دونوں کا صفایا کر دیا اس خیال سے کہ بدلہ لے رہے ہیں حالانکہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے امان کا عہد تھا۔ حضرت عمروؓ نے اپنی اس کاروائی کی خبر آپ ﷺ کو دی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے ایسے 2 آدمیوں کو قتل کیا جن کی دیت لازماً ادا کرنی ہے اور یہی غزوہ بنو نضیر کا سبب بنا۔

غزوہ بنی نضیر

(ربیع الاول 4 ہجری بمطابق اگست 625ء- عمر مبارک 56 سال)

آپ ﷺ 2 مقتولین کی دیت کے مسئلے پر گفتگو کے لیے بنو نضیر (مسجد قبا کے قریب) تشریف لے گئے۔ جنہیں حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ نے غلطی سے قتل

[1] صحیح بخاری حدیث:4086

[2] صحیح بخاری حدیث:4088

کر دیا تھا۔ انہوں نے خوب آؤ بھگت کی۔ بٹھایا لیکن جب یہ علیحدہ ہوئے تو ان پر شیطان سوار ہو گیا۔ اپنا ایک آدمی مامور کیا جو چھت پر چڑھ کر آپ ﷺ پر بھاری پتھر گرا دے۔ حضرت جبریلِ امینؑ نے آپ ﷺ کو ان کے مذموم منصوبے کی اطلاع دی آپ ﷺ وہاں سے اٹھ آئے۔ صحابہ کرامؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہو لیے۔ مدینہ پہنچ کر آپ ﷺ نے بنو نضیر کو مدینہ خالی کرنے کے لیے 10 دن کا نوٹس دے دیا۔ وہ جانے کی تیاری کر رہے تھے کہ عبد اللہ بن اُبی پہنچ گیا اور انہیں کہا ڈٹ جاؤ میں 2 ہزار مردانِ حرب کے ساتھ تمہارے قلعوں میں داخل ہو جاؤں گا اور تمہارا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا یہ دیکھ کر بنو نضیر کی جان میں جان آئی اور انہوں نے کہلا بھیجا کہ ہمارا تو جانے کا کوئی ارادہ نہیں۔ آپ ﷺ نے جو کچھ کرنا ہے کر لیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے صدائے تکبیر بلند کی۔ صحابہؓ نے بھی پیروی کی۔ مدینہ کا انتظام حضرت عبد اللہؓ ابنِ مکتوم کے سپرد کیا۔ جھنڈا حضرت علیؓ کے سپرد کیا اور بنو نضیر کا محاصرہ کر لیا۔ بنو نضیر نے قلعہ بند ہو کر ابتدائی مزاحمت کی لیکن جب محاصرہ طول پکڑ گیا تو کچھ کھجور کے باغات کو جو ان کے لیے سپر کا کام دے رہے تھے کاٹے اور آگ لگائی گئی[1]۔ عبد اللہ بن اُبی اور قریظہ میں سے کوئی بھی مدد کو نہ آیا تو اس شرط پر صلح کر لی کہ اور وہ ہتھیاروں کے سوا اپنے سازو سامان کے ساتھ مدینہ سے جلا وطن ہو جائیں گے۔ اس طرح انہوں نے اپنے ہی ہاتھوں اپنے گھروں کو اکھاڑا اور خیبر کی طرف منتقل ہو گئے۔ 15 دن تک محاصرہ رہا رسول اللہ ﷺ نے شرط کے مطابق بنو نضیر کے ہتھیار زمین، گھر اور باغات اپنے قبضے میں لے لئے۔ ہتھیار میں 50 خُود، 50 زرہیں اور 340 تلواریں تھیں[2]۔ قرآن پاک (سورۃ حشر 59) میں یہود کی جلا وطنی کا نقشہ کھینچتے ہوئے منافقین کا طرز عمل کا ذکر کیا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری حدیث: 4031

[2] ابن ہشام: 2/190، 192

غزوہ بدر دوم

(شعبان 4 ہجری بمطابق جنوری 626ء - عمر مبارک 56 سال)

بیان کیا جاچکا ہے کہ ابو سفیان نے اُحد کے موقع پر بدر کی لڑائی کا وعدہ کیا تھا چنانچہ شعبان 4 ہجری میں رسول اللہ ﷺ 1500 صحابہ کے ہمراہ بدر پہنچ گئے۔ دوسری طرف ابو سفیان بھی مکہ سے لگ بھگ 2 ہزار کی نفری اور 50 شہسوار لے کر چل پڑا لیکن بددلی کا شکار تھا۔ چنانچہ خشک سالی اور خراب موسم کا بہانہ بنا کر راستے ہی سے واپس ہو گیا۔ آپ ﷺ نے 8 دن تک دشمن کا انتظار کیا۔ چنانچہ مسلمان بامراد و کامران واپس آئے اور آس پاس کے قبائل پر اہلِ اسلام کی دھاک بیٹھ گئی۔[1]

[1] الرحیق المختوم: ص 118، ابن ہشام: 3/61

5 ہجری

اہم واقعات

(5ھ-57سال-626ء)

یکم قمری ماہ	عیسوی تاریخ	واقعات
محرم 5ھ	پیر 2 جون 626	تبلیغ اسلام
صفر	بدھ 2 جولائی	تبلیغ اسلام
(57) ربیع الاول	جمعرات 31 جولائی	غزوہ دومتہ الجندل (25 ربیع الاول اتوار 24 اگست)
ربیع الثانی	ہفتہ 30 اگست	حضرت سلمان فارسیؓ کا قبولِ اسلام
جماد الاول	اتوار 28 ستمبر	تبلیغ اسلام
جماد الثانی	منگل 28 اکتوبر	تبلیغ اسلام
رجب	بدھ 26 نومبر	تبلیغ اسلام
شعبان	جمعہ 26 دسمبر	تبلیغ اسلام
رمضان	ہفتہ 24 جنوری 627	تبلیغ اسلام
شوال	پیر 23 فروری	غزوہ احزاب (غزوہ خندق) 8 ذیقعدہ 15 مارچ
ذیقعدہ	منگل 24 مارچ	غزوہ بنو قریظہ (25 ذیقعدہ 15 اپریل) حضرت زینبؓ بنت جحش سے شادی
ذی الحجہ	جمعرات 23 اپریل	سریہ عبد اللہؓ بن عتیک بجانب خیبر ابو رافع ابی الحقیق کا قتل
متفرق واقعات		زانی کی سزا 100 کوڑے اسی سال نازل ہوئی۔ حد قذف نازل ہوئی، حجاب کے احکام، تیمم کا نزول منہ بولے بیٹے کی بیوی سے شادی جائز رسم ہوئی۔

غزوہ دومتہ الجندل

غزوہ دومتہ الجندل 25ربیع الاول 5 ہجری بمطابق اتوار24 اگست 626ء میں پیش آیا۔ اس غزوہ میں لڑائی نہیں ہوئی رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر ملی کہ دومتہ الجندل میں ایک بہت بڑا لشکر مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے جمع ہو رہا ہے۔ آپ ﷺ 1 ہزار مسلمان لے کر نکلے جب دومتہ الجندل (800 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے) کے قریب پہنچے تو دشمن تتر بتر ہو گیا۔ دشمن پر رعب دبدبہ پڑا۔ آئندہ کے لیے باز آئے (طبقات بن سعد:2/ 63،62)

غزوہ احزاب (جنگ خندق)

(21شوال 5 ہجری بمطابق 15 مارچ627ء- عمر مبارک57سال)

بنو نصیر مدینے سے نکل کر خیبر پہنچے یہاں انہوں نے اسلام کے خلاف ایک بڑی سازش شروع کی۔ مکر و فریب کا یہ منصوبہ لے کر خیبر کے یہودیوں کا ایک نمائندہ وفد قریشِ مکہ سے ملاقات کرنے گیا اور انھیں مسلمانوں کے خلاف فیصلہ کُن معرکے پر تیار کیا۔ پھر یہی وفد بنو غطفان اور دوسرے قبائل کی طرف بھی گیا۔ اس طرح مقررہ وقت پر پورا عرب مدینہ کی سمت اُمڈ آیا۔ مشرکینِ مکّہ کی تعداد 4 ہزار تھی جن کی کمان ابو سفیان کے پاس تھی۔ بنو غطفان اور دیگر قبائل کی تعداد 6 ہزار تھی۔ غرض سب ملا کر 10 ہزار کی بھاری فوج مدینہ کی سمت روانہ ہوئی۔

اسلامی لشکر کی تیاری

یہود کی اس حرکت اور سازش کا بر وقت علم رسول اللہ ﷺ کو ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سلسلے میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے اہلِ فارس کے جنگی نظائر کی بنیاد پر خندق (گڑھا) کھودنے کا مشورہ دیا جسے پسند کیا گیا۔ مدینہ

کے مشرق، مغرب اور جنوب تین اطراف میں مکانات لاوے کی چٹانیں پہاڑ اور باغات ہیں۔ اس لیے صرف شمال (شامی رخ) کی جانب سے لشکر مدینہ میں داخل ہو سکتا ہے شمال کی جانب سے آنے والے راستے میں سب سے تنگ مقام شیخان منتخب کر کے وہاں خندق کھودنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ لشکر کفار مدینہ کے اندر نہ آسکے۔ آپ ﷺ نے ہر 10 آدمی کے گروہ کو 10 گز (9 میٹر) خندق کھودنے پر مامور کیا۔ خندق کی چوڑائی اتنی رکھی گئی کہ انسان یا گھوڑا چھلانگ لگا کر پار نہ کر سکے اور انسان از خود باہر نہ نکل سکے۔ 6 دن کے اندر 3 ہزار متبرک ہاتھوں سے خندق تیار ہو گئی۔[1]

خندق کی کھدائی میں بعض اوقات سخت مواقع بھی آئے۔ خوراک کی کمی کے باعث بھوک شدت اختیار کر گئی۔ ابو طلحہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بھوک کی بات کی اور اپنے شکم کھول کر ایک ایک پتھر دکھایا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا شکم کھول کر 2 پتھر دِکھائے[2] لیکن اس کے باوجود مسلمان، ایمان عزم اور توکّل کی بنیاد پر کام کرتے رہے۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ کی بہن اپنے والد اور ماموں کے لیے 2 مٹھی بھر کھجور لے کر آئیں اور رسول اللہ ﷺ کے پاس گزریں تو آپ ﷺ نے ان سے وہ کھجوریں لے کر کپڑے کے اوپر بکھیر کر سارے اہل خندق کو دعوت دے دی سب کھا کھا کر چلے گئے مگر کھجوریں تھیں کہ کپڑے کے کناروں سے باہر گرتی جا رہی تھیں[3]۔ رسول اللہ ﷺ بذات خود تمام مراحل میں شریک رہے بلکہ جہاں مشکل پیش آتی صحابہ کی نگاہیں آپ ﷺ کو تلاش کرتیں۔ حضرت جابرؓ اور ان کے ساتھیوں کے حصے میں ایک سخت چٹان آگئی۔ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا۔ آپ ﷺ نے

---

[1] الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جلد 2، صفحات 50-51، ابو الاعلیٰ مودودی: 1186/2

[2] جامع الترمذی حدیث: 2371

[3] سیرت ابن ہشام: 218/2

کدال ماری وہ بھر بھری ریت کی مانند ہو گئی۔ اسی طرح حضرت براءؓ کے ساتھیوں کو سخت چٹان کا سامنا ہوا آپ نے اتر کر بسم اللہ کہا اور کدال ماری ایک ٹکڑا کٹ گیا اور ایک چنگاری نکلی آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ اکبر مجھے ملک شام کی کنجیاں دی گئیں اور اِس وقت میں اُس کے سرخ محل دیکھ رہا ہوں"۔[1]

اس کے بعد آپ نے دو ضربیں لگائیں اور ہر ضرب پر فارس اور یمن کی فتح کی خوش خبری سنائی اور پوری چٹان کٹ گئی۔ اس طرح مقررہ پروگرام کے مطابق خندق تیار ہو گئی۔ بہر حال رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پر ابن ام مکتومؓ کو امیر مقرر کیا، عورتوں اور بچوں کو گڑھیں میں محفوظ کیا اور 3 ہزار کا اسلامی لشکر لے کر نکل پڑے۔

لشکروں کا آمنا سامنا

کفار کے لشکر نے 2 حصوں میں تقسیم ہو کر مدینے پر 2 اطراف سے حملہ کیا یہ حملہ انتہائی شدید تھا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"جبکہ دشمن تمہارے اوپر (مشرق) سے اور تمہارے نیچے (مغرب) سے چڑھ آئے اور جب پھر گئی آنکھیں اور دل حلق میں آگئے اور تم اللہ کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس وقت مومنین کو آزمایا گیا اور انھیں شدت سے جھنجھوڑا گیا۔"

(سورۃ احزاب 33:10 تا 11)

البتہ اہلِ ایمان اس پر ثابت قدم رہے۔ ان کے ایمان اور توکل میں اضافہ ہوا۔ جب 10 ہزار کا لشکر کفار مدینہ کے پاس مسلمانوں کے قریب پہنچا اور انہوں نے خندق دیکھی تو بھونچکارہ گئے اور غصے سے خندق کے ارد گرد چکر لگانے لگ گئے بہر حال

[1] صحیح بخاری حدیث: 4101، مسند احمد: 4/303

اس لشکر کے مقابلے کے لیے 3 ہزار مسلمان مشرق کی دوسری طرف کوہ سلع کی پشت پر تیار بیٹھے تھے (اس جگہ پر ذباب مسجد تعمیر ہوئی) اور مشرکین پر تیر برساتے رہتے تھے اور وہ ہر بار پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو جاتے۔ مجبوراً انھیں محاصرہ کرنا پڑا حالاں کہ وہ اس کے لیے تیار ہو کر نہ آئے تھے۔ وہ تو اسے چند دنوں کا کھیل سمجھ رہے تھے۔ جشنِ فتح منائیں گے اور دو چار روز ٹھہر کر واپس آجائیں گے۔ اب وہ روزانہ دن میں نکلتے اور خندق عبور کرنے کی کوشش کرتے لیکن مسلمان تیروں کی باڑ سے انھیں بھگا دیتے۔ اسی حالت میں کئی دفعہ مسلمانوں کی کئی نمازیں بھی فوت ہوئیں۔ جو سورج غروب ہونے کے بعد ادا کی گئیں [1]۔ حالات ابھی تک قابو میں تھے۔

یہود کی مزید سازش

بنو نضیر سردار حیی بن احطب، بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس آیا اور اسے معاہدے توڑنے پر قائل کر لیا۔ بنو قریظہ کے باغات و مکانات مدینہ کے جنوب میں تھے جب کہ سارا مدنی لشکر شمال میں دشمن سے برسرپیکار تھا۔ چنانچہ بڑی خطرناک صورتِ حال پیدا ہو گئی اور مدینہ ایک نفسیاتی خوف کی لپیٹ میں آگیا۔ حالات کی تصدیق کے لیے رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہؓ اور چند دیگر انصار کو بنو قریظہ کی طرف بھیجا انہوں نے واپس آکر بتایا کہ بنو قریظہ بدعہدی کر چکے ہیں [2]۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کا شدید رنج ہوا۔

دشمن میں پھوٹ پڑی

آپ ﷺ نے چادر مبارک منہ پر ڈال دی اور لیٹ گئے۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھے اور مسلمانوں کو فتح و نصرت کی خوش خبری دی۔ قبیلہ غطفان کے نو مسلم

[1] صحیح بخاری حدیث: 596

[2] صحیح بخاری: ابن ہشام: 2/220-221

نعیمؓ بن مسعود اشجعی خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ میرے ایمان سے ابھی میرا قبیلہ بے خبر ہے میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا ان کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرو۔ نعیم بنو قریظہ پہنچ گئے اور ان سے اس قسم کی گفتگو کی جس سے گویا ان کی ہمدردی اور قرابت جھلکتی ہو۔ پھر کہا کہ دیکھو قریشِ مکہ اور بنو غطفان کا داؤ لگا تو مدینہ پر حملہ کردیں گے اور نہ لگا تو واپس چلے جائیں گے لیکن تم نے تو یہاں ہی رہنا ہے۔ اس لیے اپنی حفاظت کا انتظام تم خود ہی کرلو۔ اگر تم قریش کی مدد کرنا چاہتے ہو تو بہتر یہی ہے کہ ان کے چند افراد بطور یرغمال اپنے پاس رکھ لو تاکہ قریش تمہیں چھوڑ کر بھاگنے کی پوزیشن میں نہ ہوں۔ انہوں نے کہا آپ نے درست رائے دی ہے۔ نعیم وہاں سے اٹھے اور سیدھے قریش کے پاس پہنچ گئے وہاں انھیں اپنی قربت یاد دلائی اور پھر ایک اہم خبر کا انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ بنو قریظہ اپنے کیے پر نادم ہیں اور محمد (ﷺ) سے دوبارہ بات بنانا چاہتے ہیں چنانچہ انہوں نے طے کیا ہے کہ وہ تم سے چند افراد کا مطالبہ کریں گے جنہیں وہ یرغمال بنالیں۔ بعد میں انہیں محمد (ﷺ) کے حوالے کرکے اپنا ریکارڈ صاف کرلیں گے۔ قریش کے کان کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے بنو قریظہ کو کہلا بھیجا کہ بہت محاصرہ ہوگیا آج کی رات حملہ کرتے ہیں۔ بنو قریظہ نے جواب دیا آج ہفتہ کا دن ہے آج تو معاف ہی رکھیں اور ہم حملہ میں اس وقت شریک ہوں گے جب آپ اپنے کچھ نوجوان ہمارے پاس بطور یرغمال رکھیں گے۔ قریش نے کہا واللہ نعیم نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ انہوں نے پیغام بھیجا کہ غلاموں کی بات تو رہنے ہی دیں اور ہم تو آج ہی حملہ کریں گے۔ بنو قریظہ کو بھی قریش کی مفاد پرستی کا احساس ہوگیا اور یوں ان کے درمیان پھوٹ پڑگی[1]۔ اُسی رات اللہ تعالیٰ نے سخت آندھی بھیجی جس نے مشرکین کے خیمے

---

[1] مسند احمد: 3/3

اور چولہے الٹ دیئے سردی بڑھ گئی اور مشرکین تقریباً ایک ماہ بعد بد دِل ہو کر واپس چل پڑے۔ اس بنا پر قرآن مجید میں ارشاد ہوا۔

"اے مومنو! خدا کے اس احسان کو یاد کرو جب تم پر فوجیں آپڑیں تو ہم نے ان پر سخت آندھی اور فوجیں روانہ کیں جو تم کو نظر نہیں آئی تھیں۔"

(الاحزاب 9:33)

صبح جب مسلمان بیدار ہوئے تو دیکھا کہ میدان صاف ہے اور دشمن واپس جاچکا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا اب قریش تم پر چڑھائی نہیں کریں گے بلکہ تم ان پر حملہ کرو گے [1]۔ اس معرکے میں سعد بن معاذ جو قبیلہ اوس کے سردار تھے تیر لگنے سے زخمی ہوئے تھے۔ یہ غزوہ شوال 5 ہجری میں شروع ہوا اور انتہا ایک مہینے بعد ذی قعدہ میں ہوئی ذی قعدہ کے ختم ہونے میں 7 دن رہتے تھے اور بدھ کا دن تھا۔ [2]

غزوہ بنو قریظہ

(23 ذیقعدہ 5 ہجری بمطابق بدھ 18 اپریل 627ء- عمر مبارک 57 سال)

رسول اللہ ﷺ صحابہؓ کے ساتھ غزوہ خندق سے واپس تشریف لائے۔ اسی روز ظہر کے وقت رسول اللہ ﷺ نے ہتھیار رکھ دیے اور حضرت اُم سلمہؓ کے مکان میں غسل فرمارہے تھے کہ جبرائیل امینؑ تشریف لائے اور فرمایا کیا آپ ﷺ نے ہتھیار رکھ دیے ہیں حالاں کہ فرشتوں نے ہتھیار نہیں رکھے اور میں بھی قریش کا تعاقب کر کے بس واپس چلا آرہا ہوں۔ اٹھیے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ بنو قریظہ کا رخ کیجیے۔ میں آگے آگے جارہا ہوں ان کے قلعوں میں زلزلہ برپا کر دوں گا اور ان کے

[1] صحیح بخاری:4110

[2] الرحیق المختوم

دلوں میں رعب اور دہشت ڈال دوں گا[1]۔

رسول اللہ ﷺ نے منادی کرادی کہ جو شخص سمع و طاعت پر قائم ہے وہ عصر کی نماز بنو قریظہ میں ادا کرے۔ مدینہ کا انتظام حضرت اُم مکتوم کو سونپا اور جنگ کا جھنڈا دے کر حضرت علیؓ کو آگے روانہ کیا۔ غرض مسلمان مختلف گروہوں میں بنو قریظہ پہنچنے لگے۔ راستہ میں عصر کا وقت نکلا جارہا کچھ صحابہ نے کہا عصر پڑھ لیں۔ ایک گروہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے چوں کہ حکم دیا کہ عصر بنو قریظہ میں ادا کرو لہٰذا ہم تو وہیں پہنچ کر پڑھیں گے۔ دوسرے گروہ راستے میں عصر پڑھ لی۔ بعد میں جب معاملہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا یعنی دونوں کا عمل برقرار رکھا۔

بنو قریظہ کا محاصرہ

بہر کیف اسلامی لشکر نے بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے بنو قریظہ کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ انہوں نے میدان میں نکلنے کی جرات نہ کی ان حالات میں بنو قریظہ کے پاس ہتھیار ڈالنے کے علاوہ کوئی راستہ نہ تھا اس لیے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ حضرت ابو لبابہؓ کو ہمارے پاس بھیجیں ہم ان سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں کیا یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم ہتھیار ڈال دیں۔ انہوں نے فرمایا" ہاں "لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ کیا یعنی تم ذبح کر دیئے جاؤ گے۔ حضرت ابو لبابہؓ کو فوراً احساس ہوا کہ ان کا یہ عمل اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیانت ہے۔ چنانچہ انہوں نے واپسی آکر اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ایک ستون کے ساتھ باندھ لیا اور قسم کھائی کہ اب صرف رسول اللہ ﷺ ہی

[1] صحیح بخاری:2813

اپنے دست مبارک سے کھولیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ اگر وہ سیدھے میرے پاس آتے تو ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتا۔ اب انہیں انتظار کرنا چاہئے یہاں تک اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے[1]۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔

آخر بنو قریظہ گفت و شنید پر اتر آئے اور ہتھیار ڈال دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذؓ کو طلب فرمایا اور ان سے کہا کہ وہ بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کر دیں یہ اس لیے کہ حضرت سعد بنو قریظہ کے حلیف تھے اور رسول اللہ ﷺ قبیلہ اوس کو اس اہم مسئلہ پر اعتماد میں لینا چاہتے تھے۔ حضرت سعدؓ نے تورات کے احکامات کے مطابق بنو قریظہ کو بد عہدی کی یہ سزا سنائی کہ ان کے تمام بالغ مردوں کو قتل کر دیا جائے۔ عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور اموال تقسیم کر دیئے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تم نے اللہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا [2]۔ تورات میں غداروں کی یہ سزا درج ہے۔ چنانچہ تقریباً 7 سو کے قریب بنو قریظہ کے مردوں کو قتل کر دیا گیا۔ البتہ بچوں، بوڑھوں اور خواتین کو قیدی بنا لیا گیا اور ان کے اموال تقسیم کر دیے گئے۔ اس طرح اطراف مدینہ سے یہود کو نکال باہر کیا گیا 25 روز تک محاصرہ قائم رہا۔ سورۃ احزاب میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔ اس واقعہ کے کچھ دنوں کے بعد حضرت سعد بن معاذؓ کا زخم سے دوبارہ خون زیادہ بہہ جانے کے باعث شہادت ہوئی۔

[1] تفسیر ابن کثیر: 2/332

[2] صحیح بخاری: 4121

6ہجری

اہم واقعات

(6ھ-58سال-627ء)

یکم قمری ماہ	عیسوی تاریخ	واقعات
محرم 6ھ	ہفتہ 23 مئی 627	سریہ محمد بن مسلمہؓ بجانب قرطاء (10 محرم یکم جون)
صفر	پیر 22 جون	تبلیغ اسلام
(58) ربیع الاول	منگل 21 جولائی	یکم ربیع الاول غزوہ بنو لحیان، سریہ محمد بن مسلمہؓ بجانب ذوالقصہ
ربیع الثانی	جمعرات 20 اگست	سریہ زید بن حارثؓ بجانب جموم
جمادی الاول	جمعہ 18 ستمبر	سریہ زید بن حارثؓ بجانب عیص
جمادالثانی	اتوار 18 اکتوبر	سریہ زید بن حارثؓ بجانب طرف یا طرق
رجب	پیر 16 نومبر	سریہ زید بن حارثؓ بجانب وادی القریٰ
شعبان	بدھ 16 دسمبر	غزوہ بنو المصطلق (مریسیع)، واقعہ اِفک سریہ عبد الرحمٰن بن عوفؓ بجانب دومتہ الجندل سریہ حضرت علی علاقہ بجانب فدک (جنوری 628ء) حضرت جویریہؓ سے شادی
رمضان	جمعرات 14 جنوری 628	سریہ حضرت ابو بکرؓ بجانب وادی القریٰ
شوال	ہفتہ 13 فروری	سریہ حضرت کرزؓ بن جابر بجانب عرینہ
ذیقعدہ	اتوار 13 مارچ	صلح حدیبیہ (یکم ذیقعدہ اتوار 13 مارچ)
ذالحجہ	منگل 12 اپریل	بادشاہوں اور اُمراء کے نام خطوط
متفرق واقعات		شراب اور جوئے کو حرام کر دیا گیا اہل کتاب سے کھانے پینے اور نکاح کی اجازت وضو اور غسل اور تیمم کے قاعدے مقرر کیے گئے پردے کا حکم

6 ہجری کے غزوات، سرایا میں ان قبائل کے خلاف جوابی حملے شروع کئے جو امن و سلامتی کی راہ میں روکاوٹ بنے ہوئے تھے یہ قبائل مدینہ پر حملہ یا مسلمانوں کے خلاف سازش کی تیاری کر رہے ہوتے ان قبائل میں زیادہ تر لشکر اسلام کی آمد کی خبر سے اپنے مقام سے بھاگ جاتے تھے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیتا اور وہ آئندہ سازشوں سے باز رہتے۔

سریہ قرطاء (محرم 6 ہجری - مئی 627ء)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ کی قیادت میں 30 افراد کو قرطاء (نجد) کی جانب روزانہ فرمایا یہ مدینہ سے 7 دن کی مسافت پر واقع تھا حضرت محمد بن مسلمہؓ نے حملہ کیا تو وہ جان بچا کر بھاگ گئے ان کے اونٹوں اور بکریوں پر قبضہ کر لیا۔ راستے میں سردار ثمامہ بن اثال کو بھی گرفتار کر لائے وہ مسلمہ کذاب کے حکم سے بھیس بدل کر نبی ﷺ کو قتل کرنے نکلا تھا رسول اللہ ﷺ نے اسے رہا فرمایا۔ اخلاق محمدی ﷺ اور رحم نبوی ﷺ دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔

سریہ ذوالقصہ (ربیع الاول 6 ہجری - جولائی 627ء)

حضرت محمد بن مسلمہؓ کی قیادت میں 10 افراد کا ایک دستہ ذوالقصہ (بنو ثعلبہ) کی جانب روانہ کیا گیا سبب یہ تھا کہ 10 عالمان دین ہدایت کے لئے گئے تھے۔ جب صحابہ کرام سو گئے تو اچانک حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا صرف محمد بن مسلمہؓ زخمی حالت میں بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو محمد بن مسلمہؓ کے رفقاء کی شہادت کا بدلہ لینے کے لیے روانہ فرمایا وہ لوگ مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے اسلامی لشکر کی آمد کا سن کر تتر بتر ہو گئے۔

غزوہ بنولیحان (6ہجری 1ربیع الاول 627ء)

رسول اللہ 200 صحابہ کرامؓ کی بعیت میں بنولیحان کی جانب روانہ ہوئے تاکہ 10 علماء دین کا بدلہ لے سکیں۔ بنولیحان کو آپ ﷺ کی آمد کی خبر ہوگئی تھی اس لیے وہ پہاڑ کی چوٹیوں کی طرف بھاگ نکلے۔ اسی دوران سریہ بھی روانہ کیے لیکن بنولیحان نہ مل سکے۔ آپ ﷺ واپسی تشریف لے آئے۔

سریہ عیص (جمادی الاول 6ہجری- ستمبر 627ء)

حضرت زید بن حارثؓ کی قیادت میں 170 افراد کو عیص روانہ کیا گیا۔ ان کا مقصد قریش کے ایک تجارتی قافلے کو شام سے واپسی پر راستے میں روکنا تھا۔ حضرت زیدؓ مال اور قیدی لے کر مدینہ آئے۔ اسی قافلے میں رسول اللہ ﷺ کے داماد ابو العاص بن ربیع بھی تھے انہوں نے حضرت زینب سے پناہ مانگی کی انہوں نے پناہ دے دی آپ ﷺ نے پناہ کو قبول فرما لیا اور سارا مال واپس کر دیا۔ یہی حسن خلق ابو العاصؓ کے ایمان کا سبب بن گیا۔

سریہ وادی القریٰ (رجب 6ہجری- نومبر 627ء)

حضرت زیدؓ کی کمان میں 12 افراد کا ایک دستہ بجانب وادی القری رجب 6ہجری کو روانہ ہوا۔ مقصد بطور گشت تھا۔ لوگوں نے حملہ کر دیا۔ 9 صحابہ شہید اور ایک زخمی ہوا۔ 3افراد بچ سکے جن میں حضرت زید بھی تھے۔ (رحمتہ اللعالمین:2/2۔66)

سریہ دومتہ الجندل (شعبان 6ھ- دسمبر 627ء)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف کی قیادت میں بجانب بنو کلب دومتہ الجندل کی طرف روانہ فرمایا اپنے دست مبارک سے پگڑی باندھی اور

وصیت فرمائی کہ اگر وہ اطاعت کر لیں تو ان کے بادشاہ کی لڑکی سے شادی کر لینا حضرت عبد الرحمٰنؓ 3 دن تک اسلام کی دعوت دی بالآخر قوم نے اسلام قبول کر لیا پھر آپ نے بادشاہ کی بیٹی تماضر بنت اصبغ سے شادی کی جن سے حضرت ابو سلمہؓ پیدا ہوئے۔

سریہ فدک (شعبان 6ھ - دسمبر 627ء)

حضرت علیؓ 200 افراد کے ساتھ فدک (بنی سعد) کی جانب روانہ ہوئے وجہ مدینہ پر حملہ کی سازش ناکام بنانا تھی۔ حضرت علیؓ جتھ بندی کی جگہ شبخون مار کر 500 اونٹ اور 2000 بکریوں پر قبضہ کر لیا البتہ بنو سعد اپنی عورتوں اور بچوں سمیت بھاگ گئے۔

غزوہ بنو المصطلق (غزوہ مریسیع)

(2 شعبان 6ہجری بمطابق 28 دسمبر 627ء عمر مبارک 58 سال)

بنو المصطلق بنو خزاعہ کی ایک شاخ ہے۔ بنو خزاعہ کے لوگ عموماً رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہ تھے مگر بنی مصطلق قریش کے طرفدار تھے اور پھر رسول اللہ ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ یہ لوگ آپ ﷺ سے جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے خبر کی تصدیق کے بعد انھیں ان کے علاقے میں سبق سکھانے کا پروگرام بنایا۔ آپ ﷺ کے ساتھ 700 صحابہ کی جماعت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے قدیہ کے قریب اچانک مقام مریسیع پر ان کو آلیا کچھ کو قتل کیا، کچھ کو گرفتار اور مال مویشی قبضے میں لے لیے[1]۔ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی جویریہ بھی قیدیوں میں شامل تھیں۔ مدینہ آکر ان کے اسلام لانے پر آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے ان سے شادی کر لی یہ دیکھ کر عام مسلمانوں نے بنی مصطلق کے قیدیوں کو جو مسلمان ہو چکے تھے رہا کر دیا اور کہا یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے سسرال ہیں[2]۔ اس غزوے سے

[1] صحیح بخاری حدیث: 2541

[2] سنن ابو داؤد، سیرت ابن ہشام: 2/289-295، زاد المعاد: 2/112، 113

واپسی کے سفر کے دوران 2 واقعات ایسے پیش آئے کہ جن کی وجہ سے منافقین کو گل کھلانے کا موقع مل گیا۔ پہلا واقعہ یہ ہوا کہ چشمہ مر سیع پر پانی بھرتے ہوئے ایک مہاجر اور انصاری کی تلخ کلامی ہوگئی۔ بات بڑھی تو انصاری نے انصار کو مدد کے لیے پکارا۔ مہاجر نے مہاجرین کی پکار لگائی۔ لیکن اس سے پہلے کہ لوگ جمع ہوں اور معاملہ خون خرابے تک پہنچے خود رسول اللہ ﷺ پہنچ گئے اور فرمایا! میں تمہارے درمیان موجود ہوں اور جاہلیت کی پکار کی جارہی ہے۔ اس غزوے میں عبد اللہ بن اُبی (رئیس المنافقین) بھی شامل تھا۔ اس کے کانوں تک جب یہ بات پہنچی تو وہ غصے میں بکنے لگا کہ قریش کے یہ کنگلے لوگ آج ہمارے سامنے اکڑتے ہیں۔ مدینہ پہنچ کر ہم میں سے عزت والا ذلت والے کو باہر نکال دے گا۔ اس ساری ہرزہ سرائی کی اطلاع رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے عبد اللہ بن اُبی کو بُلا کر دریافت کیا تو وہ صاف مکر گیا۔ اس پر اللہ نے سورۃ المنافقون میں اس کے جھوٹ کو عیاں کیا لیکن اللہ کے کرنے کو کون سمجھ سکتا ہے۔ اسی منافق کا بیٹا جس کا نام عبد اللہؓ تھا خاص مومن تھا جب اس کے کانوں میں والد کی یہ ہرزہ سرائی پہنچی تو اس نے اپنا پلان بنالیا۔ آگے بڑھ کر سب سے پہلے مدینہ کی حدود تک پہنچا اور تلوار سونت کر کھڑا ہوگیا۔ جب عبد اللہ بن اُبی وہاں سے گزرا تو اُس نے تلوار کے اشارے سے روک لیا۔ باپ بڑا سیخ پا ہُوا لیکن بیٹے نے نہ جانے دیا اور کہا جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دے دیں گے تم مدینہ میں داخل نہیں ہوسکتے۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے پیغام بھیجا کہ باپ کو مدینہ میں داخل ہونے دو[1]۔ یہاں ثابت ہوگیا کہ کسے اللہ نے عزت سے سرفراز کیا اور کون تھا جو ذلیل وخوار ہوا۔

[1] صحیح بخاری حدیث:3518

واقعہ اِفک

اسی غزوے کی واپسی کے سفر کا دوسرا واقعہ اِفک یہ ہے کہ اسلامی لشکر نے واپسی میں مدینے کے قریب رات کے لیے پڑاؤ ڈالا اور رات کے آخری حصے میں کوچ کر دیا۔ اس دوران حضرت عائشہ صدیقہؓ قضائے حاجت کے لیے اپنی پالکی سے باہر نکلیں۔ واپسی پر انہیں احساس ہوا کہ ان کا ہار گر گیا ہے۔ انہوں نے اس کی تلاشی شروع کر دی۔ اس دوران قافلہ روانہ ہو گیا اور ان کی پالکی اونٹ پر کس دی گئی۔ ان لوگوں کو ان کی موجودگی کا احساس نہ ہوا۔ جب حضرت عائشہؓ واپس آئیں تو وہاں کوئی نہ تھا۔ انہوں نے وہیں ٹھہر جانا مناسب سمجھا اور آنکھ لگ گئی۔ ادھر ایک صحابی صفوان بن معطلؓ کی ڈیوٹی یہ تھی کہ لشکر سے پیچھے رہیں اور دِن کی روشنی میں سفر کریں تاکہ کسی کی کوئی گری پڑی چیز ہو تو اٹھالیں اور ساتھ لے آئیں۔ قریب آئے تو اُم المومنینؓ کو سویا دیکھا پہنچان گئے کہ پردے کے احکامات سے پہلے دیکھ چکے تھے۔ انا اللہ پڑھا۔ حضرت عائشہؓ اُن کی آواز سے بیدار ہو گئیں اور اپنے دوپٹے سے چہرہ ڈھانپ لیا۔ حضرت صفوانؓ نے سواری قریب کر کے بٹھائی اور حضرت عائشہؓ سوار ہو گئیں۔ حضرت صفوانؓ سواری کی نکیل تھامے آہستہ آہستہ آگے چلتے رہے یہاں تک کہ دوپہر کے قریب لشکر گاہ پہنچ گئے۔ یہ دیکھ کر عبداللہ بن اُبی (رائیس المنافقین) نے رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ اور مومنین کی ماں پر تہمت تراشی کی یہاں تک کہ چند سادہ لوح اہلِ ایمان بھی اس کے ساتھ مل کر اس جھوٹ کا پرچار کرنے لگ گئے۔ ان میں حضرت زینبؓ کی بہن حمنہ بنت جحش بھی شامل تھی۔ دوسری طرف حضرت عائشہؓ تمام حال احوال سے بے خبر رہیں۔ اتفاقاً وہ بیمار ہو گئیں ایک مہینے تک بیمار ہی رہیں البتہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے برتی جانے والی عدم توجہ ان کے لیے کھٹک کا باعث

تھی۔اس سارے عرصے میں رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔

بہر حال ایک روز رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ کے سامنے ساری صورت حال رکھی۔ انھیں گزشتہ رات ہی اتفاق سے اس سارے قصے کا علم ہوا تھا۔انہوں نے اپنی صفائی میں کچھ کہنے کے بجائے معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا اور ایک طرف لیٹ گئیں[1]۔ اسی دوران حضور ﷺ پر وحی کے آثار نمودار ہوئے اور جب جبرائیلؑ چلے گئے تو آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا عائشہ خوش ہو جاؤ اللہ نے تمہاری براءت کر دی ہے۔ تفصیل سورۃ نور میں ہے۔ حضرت عائشہؓ نے اٹھ کر سجدہ شُکر ادا کیا۔رسول اللہ ﷺ شاداں و فرحاں باہر تشریف لائے۔ منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا اور آیاتِ متعلقہ کی تلاوت کی۔ اُتر کر حضرت حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہؓ اور حمنہ بنتِ جحشؓ ہر ایک کو 80 کوڑے مارنے کا حکم دیا جب کہ منافقین سے کوئی تعرض نہ کیا اور ان کو آخرت کی دردناک سزا کے لیے چھوڑ دیا[2]۔

سریہ عرینہ (شوال 6ہجری بمطابق فروری 628ء)

یہ سریہ حضرت کرز بن جابر فہریؓ کی قیادت میں 20 افراد کو عرینہ روانہ کیا گیا وجہ یہ تھی کہ عرینہ کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے غلام کو قتل کر دیا تھا اور اونٹ ہانک کر لے گئے تھے واقعہ اس طرح ہے کہ عکل اور عرینہ کے چند افراد نے مدینہ آکر اسلام کا اظہار کیا اور کہا، رسول اللہ ﷺ ہم کو مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی ہم بیمار پڑ گئے ہیں آپ ﷺ نے اونٹنیوں کے ساتھ چراگاہ بھیج دیا اور حکم دیا کہ اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پئیں وہ وہاں گئے اور تندرست ہونے پر مرتد ہو گئے اور آپ کے چرواہے کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں اور بعد میں قتل کر دیا۔ رسول

[1] صحیح بخاری حدیث: 4141

[2] صحیح بخاری حدیث: 2661، ابن ہشام 2/297-307

اللہ ﷺ کو خبر ہونے پر آپ ﷺ نے حضرت کرز بن جابر کو ان کے تعاقب میں بھیجا چنانچہ وہ پکڑ لیے گئے اور انہوں نے جو سلوک مسلمان چرواہے کا ساتھ کیا تھا بدلے کے طور پر وہی سلوک ان کے ساتھ کیا گیا۔ انہوں نے تڑپ تڑپ کر جانیں دیں۔

صلح حدیبیہ

(1 ذیقعدہ 6ہجری بمطابق 13 مارچ 628ء- عمر مبارک 58 سال)

رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ پُرامن طور پر مکہ میں داخل ہورہے ہیں، طواف وعمرہ کر رہے ہیں، حلق و قصر کروار ہے ہیں۔خواب کو اشارہ غیب تصور کرتے ہوئے آپ ﷺ نے عمرہ کے لیے جانے کا اعلان فرمایا اور اس طرح 1400 صحابہ کے ساتھ مکہ روانہ ہوئے [1]۔ قربانی کے جانور ساتھ لیے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ عمرہ کا ارادہ ہے۔ مدینہ سے 6 کلو میٹر کے فاصلے پر ذوالحلیفہ کے مقام پر احرام باندھا اور عمرہ کی نیت کی۔ راستے میں عسفان (مدینہ سے 2 دن کی مسافت پر واقع ہے) کے قریب بنی خزائمہ کے جاسوس نے اطلاع دی کہ قریش مسلمانوں کو بیت اللہ سے روکنے کا تہیہ کیے بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنا سفر جاری رکھا۔ راستے میں صحابہ کرامؓ سے تبادلہ خیال بھی جاری رہا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا کہ مسلمان چوں کہ عمرہ کی نیت سے جارہے ہیں۔ لہٰذا حتی الامکان ٹکراؤ سے گریز کیا جائے۔ ہاں البتہ اگر عمرہ کرنے سے زبردستی روکا جائے تو صرف اس صورت میں قوت کا استعمال کیا جائے [2]۔ ادھر قریش کی طرف سے خالد بن ولید 200 سواروں کے ہمراہ مکہ جانے والی مرکزی شاہراہ پر کراع الغمیم (عسفان سے 13 کلو میٹر کا فاصلہ پر) کے مقام پر تیار کھڑا تھا تاکہ وہ مکہ آنے والا راستہ بند رکھیں۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے مرکزی راستہ چھوڑ کر دوسرا پُر پیچ راستہ اختیار کیا اور مکہ معظمہ سے تقریباً 30 کلو میٹر کے قریب حدیبیہ (کنواں) کے مقام تک پہنچ گئے (جو مکہ سے باہر حدود حرم کے بالکل قریب ہے) جدہ سے مکہ جاتے ہوئے۔ احرام عمرہ یہاں سے بندھا جاتا ہے اور آگے بڑھنے سے قبل صورت حال واضح ہونے تک اسی مقام پر پڑاؤ کا فیصلہ کیا یہاں پانی کی قلت تھی ایک کنواں تھا جو کہ پہلی ہی آمد میں خالی

[1] صحیح بخاری حدیث:4154

[2] صحیح بخاری:4178

ہو گیا لیکن حجاز نبوی ﷺ سے اس میں اس قدر پانی آگیا کہ سب سیر اب ہو گئے۔
دوسری طرف قریش نے 70 افراد کا دستہ بھیجا کہ مسلمانوں پر حملہ آور ہو لیکن اسلامی پہرے داروں کے کمانڈر محمد بن مسلمہؓ نے ان کو گرفتار کر لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے صلح کی خاطر ان سب کو معاف کر کے آزاد کر دیا اور اس کے بعد قریش کے وفود کے ساتھ گفت و شنید شروع ہوئی۔ مختلف لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ انھیں ایک ہی جواب دیا گیا کہ مسلمان عمرہ کی نیت سے آئے ہیں لڑنے کا کوئی ارادہ نہیں۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے طے کیا کہ قریش تک اپنا پورا موقف پہنچانے کے لیے حضرت عثمانؓ کو اپنا سفیر بنا کر قریش کے پاس بھیجا جائے۔ وہ اپنے عزیز سعید بن عاص کی پناہ میں مکہ گئے اور وہاں جا کر سربراہانِ قریش کو رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچایا قریش نے انھیں طواف و عمرہ کی دعوت دی لیکن انہوں نے مسترد کر دی اور یہ گوارا نہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے طواف سے پہلے خود طواف کر لیں۔

قریش نے بات چیت کے بہانے حضرت عثمانؓ کو اپنے پاس روک لیا۔ اُدھر ان کے رک جانے کی وجہ سے اہلِ ایمان کی بے چینی بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ اچانک یہ خبر اہلِ ایمان میں گردش کرنے لگی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا۔

جب اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ہوئی تو آپ نے قتلِ عثمانؓ کا بدلہ لینے کا تہیہ فرمایا اور ایک درخت کے نیچے صحابہ کرام سے بیعت لی اس کو تاریخ میں بیعتِ رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ترجمہ:

"اللہ مومنین سے راضی ہُوا جب کہ وہ آپ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے"۔

(الفتح:18:48)

صلح اور دفعات صلح

اُدھر قریش کو حالات کی سنگینی کا احساس ہوا تو انھوں نے حضرت عثمانؓ کو جانے دیا اور سہیل بن عمرو کو اپنا سفیر بنا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف صلح کے لیے بھیج دیا۔ سہیل کی لمبی گفتگو کے بعد بالآخر درج ذیل شرطیں طے ہوئیں۔

1. مسلمان اس سال عمرہ نہیں کریں گے جب کہ آئندہ سال آئیں گے اور 3 دن قیام کریں گے۔ تلواریں میانوں میں ہوں گی۔
2. دس سال تک فریقین جنگ بند رکھیں گے۔
3. جو مسلمانوں کے عہد و پیمان میں داخل ہونا چاہے، داخل ہو سکے گا اور جو قریش کے عہد و پیمان میں داخل ہونا چاہئے۔ داخل ہو سکتا ہے۔ لہذا ایسے کسی قبیلے پر زیادتی ہوئی تو خود اس فریق پر زیادتی تصوّر کی جائے گی۔
4. قریش کا جو مرد بھاگ کر مسلمانوں کی پناہ (مدینہ) میں جائے گا اُسے لازماً واپس کیا جائے گا لیکن مسلمانوں کا جو فرد بھاگ کر قریش کی پناہ (مکہ) میں آئے گا اُسے واپس نہ کیا جائے گا۔

حضرت علیؓ نے اس معاہدہ کو تحریر کیا۔ جب لکھنا شروع کیا تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کیا۔ اس پر سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا جس پر **بسمک اللّٰھم** (اے اللہ تیرے نام سے) لکھا گیا۔ اس نے محمد رسول اللہ (ﷺ) پر بھی اعتراض کیا تو آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے یہ مٹا کر محمد بن عبد اللہ لکھنے کی تاکید کی [1]۔ پھر جب صلح مکمل ہو چکی تو بنو خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے عہد و پیماں میں داخل ہو گئے اور دوسری طرف بنو بکر قریش کے ساتھ ہو گئے۔

---

[1] صحیح بخاری حدیث: 2731، 2732

ابو جندل کا قضیہ

صلح ابھی لکھی جارہی تھی کہ ابو جندلؓ کفار کی قید سے فرار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔ سہیل نے معاہدہ کے مطابق اُن کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے معاہدہ کے احترام میں ابو جندلؓ کو صبر کی تلقین کی اور انھیں مشرکین کے حوالے کر دیا اور اس طرح بالکل ابتدا ہی میں مسلمانوں نے کفار پر اخلاقی برتری حاصل کر لی۔ البتہ بعد میں جب خواتین اسلام قبول کر کے مدینہ آئیں تو آپ ﷺ نے یہ فرما کر انھیں واپس کرنے سے انکار کر دیا کہ معاہدہ میں خواتین کا ذکر ہی نہیں تو اس سلسلہ میں آیت (سورہ الممتحنہ) کا نازل ہوئی۔

ادھر مسلمانوں کے لیے شرائط معاہدہ اور ابو جندل کے واقعہ نے ان کے جذبات بھڑکا دیے تھے۔ ان وجوہات کی بناء پر مسلمان نفسیاتی طور پر انتہائی غم اور آزمائش میں مبتلا ہو گئے۔ ان کی حالت یہ ہو گئی کی خود حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے شرائطِ معاہدہ پر بحث و تکرار کی۔ (جس پر بعد میں وہ پوری زندگی شرمندہ رہے اور اس عمل پر بار بار استغفار کرتے رہے)

احرام کھولنا اور قربانی کے جانور ذبح کرنا

شرائط صلح کی تکمیل کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اٹھو اور اپنے اپنے جانور قربان کر دو سر منڈواؤ اور احرام ختم کر دو یہ بات آپ ﷺ نے 3 مرتبہ دہرائی لیکن کوئی بھی نہ اٹھا۔ آپ ﷺ نے اُم المومنین حضرت ام سلمہؓ سے اس بات کا اظہار کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر آپ ایسا چاہتے ہیں تو پھر کسی سے کچھ کہے بغیر خود اپنا جانور ذبح کر دیجیے اور حجام کو بلا کر اپنا سر منڈوا لیجئے۔ آپ

ﷺ نے یہی کیا پیروی میں صحابہ کرام اُٹھے اور اپنے اپنے جانور ذبح کرنے لگے اور ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے۔ البتہ غم و حزن کی فضا قائم تھی۔ یہاں تک کہ راستہ میں قرآنِ پاک کی آیات اتریں۔ جس میں اس معاہدہ کو فتح مبین قرار دیا گیا تھا۔(الفتح 48:1)ان آیات سے مومنین کا غم تسکین میں بدل گیا۔چند ماہ بعد اس صلح کے ثمرات اور فوائد کا ظہور ہونے لگا۔رسول اللہ ﷺ مقام حدیبیہ میں 19 یا20دن قیام فرمایا تھا۔

مکہ کے کمزور مسلمانوں کا مسئلہ

ایک روزایک مسلمان حضرت ابو بصیرؓ جن کو مکہ میں اذ تیں دی جارہی تھیں بھاگ کر مدینہ آگئے قریش نے ان کی واپسی کے لیے 2 آدمی بھیجے تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ روانہ کر دیا لیکن اس نے راہ میں ایک مشرک کو قتل کر کے مدینہ واپس پہنچ گئے۔جب انہیں لگا کہ آپ ﷺ انہیں دوبارہ کافروں کے حوالے کر دیں گے تو وہ ساحل سمندر کی طرف جانکلے کچھ عرصے بعد حضرت ابو جندلؓ بھی ان سے آملے اب جو بھی مکہ سے ہجرت کرتا ان کے پاس چلا جاتا یوں دیکھتے ہی دیکھتے ایک گروہ بن گیااور انہوں نے قریش کے تجارتی قافلوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی چنانچہ قریش نے تنگ آکر آپ ﷺ سے کہا انہیں اپنے پاس بلالیں[1] اور آئندہ سے معاہدے کی شق نمبر4 ختم ہوگئی۔ اس طرح کم زور مسلمانوں کا مسئلہ حل ہوگیا۔اسی طرح 10 سال کا معاہدہ ہونے سے مسلمانوں کو امن میسر آگیااور اس معاہدے سے پہلے پورے 19سال میں اتنے مسلمان نہ ہوئے تھے جتنے اس کے بعد2سال کے اندر ہوگئے۔

---

[1] صحیح بخاری حدیث:2731-2732،ابن ہشام:2/308-322

سلاطین کو اسلام کی دعوت

(ذی الحجہ 6 ہجری بمطابق اپریل 628ء- عمر مبارک 58 سال)

رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو آپ نے مختلف بادشاہوں کے نام خطوط لکھ کر اسلام کی دعوت کے لیے خصوصی طور پر ایک انگوٹھی میں نصب مہر بنوائی۔ ان میں کچھ ناموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری	نجاشی شاہ حبش
حضرت دحیہؓ بن کلبی خلیفہ	قیصر شاہ روم (اپریل 628ء یورپی تاریخ محفوظ نقوش)
حضرت عبد اللہؓ بن حذافہ	خسرو پرویز شاہ فارس (قتل خسرو 28 فروری 628ء یورپی تاریخ محفوظ نقوش)
حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ	مقوقس شاہ مصر
حضرت سلیطؓ بن عمرو عامری	روسائے یمامہ
حضرت سجاعؓ بن وہیب	حارث بن غسانی حاکم دمشق
حضرت عمرؓ بن العاص	شاہ عمان
علاءؓ بن الحضرمی	حاکم بحرین

سب سے پہلے نجاشی شاہ کو خط لکھا:

نجاشی شاہِ حبش کے نام خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے نجاشی عظیم حبشہ کے نام

اُس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے امابعد! میں تمہاری طرف اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو قدوس اور سلام ہے امن دینے والا محافظ اور نگران ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ ابنِ مریمؑ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ اللہ نے انھیں پاکیزہ اور پاک دامن بتول کی طرف ڈال دیا اور اس کی روح اور پھونک سے مریم عیسیٰؑ حاملہ ہوئیں جیسے آدمؑ کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ میں اللہ واحد لاشریک لہ کی جانب اور اس کی اطاعت پر ایک دوسرے کی مدد کی جانب دعوت دیتا ہوں اور اس بات کی طرف (بلاتا ہوں) کہ تم میری پیروی کرو اور جو کچھ میرے پاس آیا ہے اس پر ایمان لاؤ کیوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں تمھیں اور تمہارے لشکر کو اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہوں اور میں نے تبلیغ و نصیحت کر دی لہٰذا میری نصیحت قبول کرو اور اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔

ان خطوط کے ذریعے رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعوت بیشتر بادشاہوں تک پہنچادی اس کے جواب میں کوئی ایمان لایا تو کسی نے کفر کیا لیکن اتنا ضرور ہوا کہ ان کے نزدیک آپ کا دین اور آپ کا نام ایک جانی پہچانی حیثیت بن گیا۔

7ہجری

اہم واقعات

(7ھ-59سال-628ء)

یکم قمری ماہ	عیسوی تاریخ	واقعات
محرم 7ھ	بدھ 11 مئی 628	غزوہ خیبر، غزوہ ذی قرد (غابہ)
صفر	جمعہ 10 جون	غزوہ وادی القریٰ حضرت صفیہؓ سے شادی
(59) ربیع الاول	ہفتہ 9 جولائی	حضرت ام حبیبہؓ کی رخصتی زہریلی بکری کا واقعہ
ربیع الثانی	پیر 8 اگست	تبلیغ اسلام
جماد الاول	منگل 6 ستمبر	غزوہ ذات الرقاع
جماد الاثانی	جمعرات 6 اکتوبر	تبلیغ اسلام
رجب	جمعہ 4 نومبر	تبلیغ اسلام
شعبان	اتوار 4 دسمبر	سریہ عمرؓ بن خطاب بجانب تربہ سریہ بشیرؓ بن سعد بجانب اطراف فدک
رمضان	پیر 2 جنوری 629ء	سریہ غالبؓ بن عبد اللہ بجانب میفعہ
شوال	بدھ 1 فروری	سریہ بشیرؓ بن سعد (بجانب یمن وجبار)، سریہ غابہ
ذیقعدہ	جمعرات 2 مارچ	عمرہ قضاء (رسول اللہ ﷺ) حضرت میمونہؓ سے شادی
ذوالحجہ	ہفتہ 1 اپریل	سریہ ابو العوجاءؓ (بجانب بنو سیم)
متفرق واقعات		جزیہ غیر مسلم قوموں سے (سورۃ توبہ) نکاح وطلاق کے تفصیلی قوانین کا نفاذ

غزوہ خیبر

(محرم 7ہجری بمطابق مئی 628ء عمر مبارک 59سال)

"اللہ نے تم سے بہت سے اموال غنیمت کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے پس یہ تو تمہیں جلدی ہی عطا کر دیا۔"

(سورہ الفتح 48:20)

خیبر ایک سرسبز و شاداب علاقہ تھا۔ جو مدینہ سے شمال کی جانب شام کے راستے میں قریباً 170 کلو میٹر کے فاصلے پر قائم تھا۔ یہودی قوت کا یہ سب سے بڑا مرکز تھا۔ یہاں آباد یہود بنیادی طور پر کاشت کار تھے۔ البتہ جنگ جُو ہونے کے ناطے انہوں نے اپنے رہائشی مکانات کو بھی مضبوط قلعوں کی شکل دے دی تھی۔ تمام آبادی 3 حصوں میں تقسیم تھی۔ ایک نطاۃ دوسرا شق اور تیسرا حصہ کتیبہ۔

1. نطاۃ میں 3 قلعے تھے۔ حصن ناعم، حصن صعب بن معاذ، حصن زبیر۔
2. "شق" میں 2 قلعے تھے۔ حصن ابی، حصن نزار۔
3. "کتیبہ" میں 3 قلعے تھے۔ حصن قموص (ابوالحقیق)، حصن وطیح، حصن سلالم۔

ان 8 قلعوں کے علاوہ بھی چھوٹے چھوٹے قلعے اور گڑھیاں تھیں۔ مدینہ سے بھاگنے والے بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ کے یہودی بھی یہاں پناہ گزین تھے۔ یہاں کے یہودیوں نے خیبر کو سازشوں کا گڑھ بنا دیا تھا۔ قریب کی مثال غزوہ احزاب کی تھی۔ مدینہ پر لشکروں کی چڑھائی میں اہم کردار انہوں نے ادا کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صلح حدیبیہ سے فراغت کے چند دن بعد محرم کے مہینے میں رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کا ارادہ کیا مدینہ کا انتظام سباع بن عرفطہ غفاریؓ کو سونپا اس مہم میں صرف ان جاں بازوں کو اپنا ہم رکاب رکھا جو بیعتِ رضوان میں شامل تھے گویا اس مہم میں

1400 مجاہدین شامل تھے جن میں 200 گھڑ سوار تھے، یہ اب تک کے معرکوں میں گھڑ سواروں کی سب سے زیادہ تعداد تھی۔ اس بات کا خدشہ موجود تھا کہ بنو غطفان جو کہ یہود کے حلیف تھے ان کی مدد کے لیے میدان میں آجائیں اس کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے جنوب کے بجائے ذرا پرے گھوم کر شمال کی جانب سے یعنی مدینہ کی بجائے ملک شام کی جانب سے حملہ کا منصوبہ بنایا۔ اس طرح بنو غطفان اور خیبر کے درمیان اہلِ اسلام حائل ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے آخری رات خیبر کے قریب گزاری (کھانے کا ذخیرہ صرف ستو تھے جو پانی میں گھول کر نوش فرماتے) اور صبح فجر کی نماز کے بعد خیبر کی آبادی میں پڑاؤ ڈالا۔ صبح جب یہود اپنے کھیتوں کی طرف گئے اور انہوں نے مسلمان لشکر کا نظارہ دیکھا تو الٹے پاؤں بھاگتے ہوئے اپنے قلعوں میں بند ہو کر جنگ کی تیاری کرنے لگے۔

جنگ کا آغاز

سب سے پہلے خیبر کے پہلے حصے نطاۃ کے قلعہ ناعم سے جنگ کا آغاز ہوا یہ یہود کی پہلی دفاعی لائن کی حیثیت رکھتا تھا۔ فریقین کے درمیان جھڑپیں شروع ہوئیں لیکن جوں ہی یہود کو شکست کے آثار نظر آتے وہ واپس بھاگ کر قلعہ بند ہو جاتے۔ کئی دن لڑائی جاری رہی۔ اس دوران کنانہ نے محمود بن سلمہؓ پر اُوپر سے چکی کا پاٹ گرایا جس سے وہ شہید ہو گئے لیکن قلعہ فتح ہو گیا۔

اس کے بعد یہود نے بھاگ کر ساتھ والے قلعہ صعب میں مورچہ بندی کی

اس کے بعد حضرت خباب بن منذرؓ کی زیر قیادت قلعہ صعب کا محاصرہ کر لیا اور 3 دن میں قلعہ فتح کر لیا۔ جہاں بہت غلہ، کھجور اور ہتھیار اور بہت سا دوسرا سامان بھی ہاتھ آیا۔ اس موقع پر گدھے کے گوشت کی ممانعت کی گئی تھی۔ اس کے بعد پہلے حصے کے

آخری قلعہ زبیر کو بھی اسی طرح قبضہ کر لیا گیا۔

دوسرے حصہ شق کی فتح

پہلا حصہ نطاۃ کے 3 قلعے ناعم، صعب اور قلعہ زبیر فتح کر لینے کے بعد دوسرے حصے شق کی طرف بڑھے دوسرے حصے کے قلعے ابی اور نزار کے دونوں قلعوں کو زور دار جنگ کے بعد فتح کر لیے۔ اس طرح نصف خیبر کا علاقہ فتح ہو گیا۔ یہاں پر بہت سارا سامان اور بھیڑ بکریاں اور غلہ ہاتھ آیا۔

تیسرے حصے کتبہ کی فتح

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ خیبر کے تیسرے حصے کتبہ تشریف لائے ادھر نطاۃ اور شق کے علاقے سے بھاگنے والے یہودی جمع ہو گئے تھے۔

ان قلعوں کی تسخیر کے بعد قلعہ قموص کی باری تھی اسے تسخیر کرنا بہت دشوار کن ثابت ہوا اور محاصرہ نے طویل پکڑ لیا۔

ان حالات میں ایک رات آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں کل جھنڈا ایک ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ محبت کرتے ہیں۔ صبح ہوئی تو صحابہ کرام خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ بہت سے لوگ اس بات کے مشتاق تھے کہ انہیں یہ سعادت نصیب ہو جائے، آپ ﷺ نے فرمایا علیؓ ابنِ ابی طالب کہاں ہیں۔ بتایا گیا کہ انہیں آشوبِ چشم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں بُلالاؤ۔ آپ ﷺ نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا اور وہ تندرست ہوئے۔ پھر انہیں جھنڈا دیا اور فرمایا کہ میدان میں اتر کر پہلے انھیں اسلام کی دعوت دو اگر ایک شخص بھی تمہاری ہدایت سے اسلام لائے تو یہ سُرخ

انٹوں سے بہتر ہے[1]۔ اگر وہ تمہاری دعوت قبول نہ کریں تو پھر ان سے جنگ کرو۔

حضرت علیؓ لشکرِ اسلام لے کر سب سے سخت مقام قلعہ قموص پر حملہ آور ہوئے مرحب (جو اس قلعہ کا سردار اور طاقت ور جنگ جو تھا اور یہود کے نزدیک اس کا مقام ایک ہزار جنگ جوؤں پر بھاری تھا) فخر و غرور کی علامت بنا میدان میں نکلا۔ آتے ہی اس نے دعوت مبارزت دی۔ عامرؓ بن اکوع اس کے مقابلے پر نکلے لیکن زخمی ہوئے اور بعد میں انہی زخموں کے باعث جام شہادت نوش کر گئے۔ اب اس کے مقابلے میں حضرت علیؓ بذاتِ خود نکلے اور پہلے ہی وار میں مرحب کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ وہیں ڈھیر ہو گیا[2]۔ اس کے بعد اس کا بھائی یاسر میدان میں نکلا جسے حضرت زبیر بن عوامؓ نے واصل جہنم کیا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے قلعے کا بھاری دروازہ اکھاڑ پھنکا جس سے مسلمان قلعہ میں داخل ہو گئے اور قلعہ کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد گھمسان کی لڑائی ہوئی یوں یہود کا مورال ٹوٹ گیا بالآخر مسلمانوں نے قلعہ قموص پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد باقی قلعوں کے باشندوں کا سختی سے محاصرہ کیا۔ یہ محاصرہ 14 دن جاری رہا۔ جب یہود کو محسوس ہوا کہ وہ اپنے قلعوں میں بھی اب زیادہ دیر تک مقابلہ نہ کر سکیں گے تو انہوں نے گفت و شنید شروع کر دی۔ واقدی کے مطابق جب یہود کو امان مل گئی۔ تو جلا وطنی سے پہلے ایک نئی تجویز پیش کی کہ ہمیں یہاں پر رہنے دیں۔ ہم اس زمین کی دیکھ بھال کریں گے اور پھل اور غلے کی پیداوار آدھا حصہ آپ ﷺ کو دے دیا کریں گے اور جب چاہے جلاوطن کر دیں۔

---

[1] صحیح بخاری حدیث:4210

[2] صحیح بخاری حدیث:4196، صحیح مسلم حدیث:122/ 2

آپ ﷺ نے شرائط کو منظور کر لیا[1]۔ حضرت عبد اللہؓ بن رواحہ کو خیبر کی پیدوارا کا تخمینہ لگایا کرتے تھے۔اس طرح تقریباً 60 دن کے اندر سارا خیبر کا علاقہ بغیر مزید تگ و دو کے مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا۔ خیبر کے بعد دوسری یہودی بستیاں مثلاً فدک، وادی القریٰ و تیماء نے بھی اہل خیبر جیسا معاملہ پر پناہ حاصل کی[2]۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں انہیں جلاوطن کر دیا گیا تھا۔

خیبر کی غنیمت جب تقسیم ہوئی تو ایک حصہ پیادہ کا اور 3 حصے شہسوار کے مقرر ہوئے (گھوڑے کے 2 حصے)۔ صحابہ کرامؓ کی معاشی حالت قدرے درست ہونا شروع ہوئی اور انھیں اور ان کے بیوی بچوں کو پیٹ بھر کر کھانا نصیب ہونے لگا۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے گھر میں بھی کئی بار فاقہ کی نوبت رہتی یہاں تک کہ خیبر فتح ہوا اور اللہ نے اہلِ ایمان کو کشادگی عطا کر دی[3]۔اس غزوے میں کل 93 یہودی مارے گئے اور مسلمانوں کی شہادت کی تعداد 15 تھی۔ اسی اثنا میں حضرت جعفر طیارؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حبشہ سے حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ ان کی آمد پر خوش ہوئے ان کا بوسہ لیا۔ آپ ﷺ نے 15 سال بعد حضرت جعفرؓ کو دیکھا تھا۔

حضرت صفیہؓ سے شادی

سردار اور عالم حییٔ بن اخطب کی بیٹی صفیہ (ان کے شوہر قتل ہو گئے تھے) بھی قیدی خواتین میں شامل تھیں۔ ابتدا میں حضرت دحیہ قلبیؓ کے حصہ میں آئی تھیں لیکن دیگر صحابہ کے مشورے اور ان کی خاندانی کیفیت کی بنیاد پر آپ ﷺ نے صفیہ

1 صحیح بخاری حدیث:2338

2 زادالمعاد:2/146،147

3 صحیح بخاری حدیث:4242

کو آزاد کیا۔ انھیں اسلام کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے انہیں زوجیت میں داخل کر کے امت کی ماں ہونے کا اعزاز عطا فرمادیا۔ واپسی کے سفر میں آپ ﷺ نے راستے میں 3 دن قیام کیا اور اس شادی کا ولیمہ صحابہ کو کھلایا[1] اور ربیع الاول کے اوائل میں مدینہ تشریف لائے۔

زہریلی بکری کا واقعہ

جب خیبر پر مسلمانوں کی گرفت مستحکم ہو چکی تو یہود نے اپنے اندرونی جذبہ حسد و بغض کو ٹھنڈا کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازش تیار کی۔ ان کے اکابر میں سے ایک شخص سلام بن مشکم کی بیوی زینب نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بکری کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا۔ جسے اس نے خطرناک قسم کے زہر سے بھر رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کا ایک لقمہ چبایا اور پھر تھوک دیا اور فرمایا" کہ یہ زہر آلود بکری ہے" اسی اثناء میں ایک لقمہ ایک صحابی بشیر بن براءؓ نے نگل لیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس خاتون کو طلب فرمایا تو اس نے اپنے جرم کا یہ کہ کر اقرار کر لیا کہ میں جاننا چاہتی تھی کہ اگر آپ ﷺ دنیا کے بادشاہ ہیں تو ہم آپ ﷺ سے راحت پا جائیں گے اور اگر واقعی نبی ہیں تو آپ ﷺ کو معلوم ہو جائے گا۔ اس پر آپ ﷺ نے اس عورت کو معاف فرما دیا لیکن جب بشیر بن براءؓ کا اسی زہر کے اثر سے انتقال ہو گیا تو آپ ﷺ نے اسے قصاص میں قتل کرا دیا[2]۔

---

[1] صحیح بخاری حدیث:371، 4212

[2] صحیح بخاری حدیث:3169

غزوہ ذات الرّقاع

(جمادی الاول 7 ہجری ستمبر 628ء عمر مبارک 59 سال)

خیبر سے فراغت کے بعد اب بنو غطفان رہ گئے تھے جن کی کچھ نہ کچھ گوشمالی ضروری تھی۔ اسی اثناء میں آپ ﷺ کو نجد کے بدوؤں کی کچھ مشکوک حرکات کا علم ہوا۔ آپ ﷺ نے مدینہ کا انتظام حضرت عثمان بن عفانؓ کو سونپا اور 700 صحابہ کرامؓ کو لے کر 2 دن کا سفر طے کر کے مقام نخل تک گئے۔ وہاں بنو غطفان کی ایک بدو جمعیت سے آمنا سامنا ہوا لیکن انہوں نے عملاً جنگ کی ہمت نہ کی۔ اسی دوران نماز کا وقت ہوا۔ اقامت کہی گئی اور نبی ﷺ نے چار رکعت نماز پڑھائی۔ آدھے صحابہ پہرے پر رہے اور آدھوں نے آپ ﷺ کی معیت میں دو رکعت نماز پڑھی۔ وہ ہٹے تو بقیہ آدھوں نے دو رکعت نماز آپ ﷺ کے ہمراہ ادا کی۔ یہ صلاۃِ خوف ہے [1] اس کی اور بھی صورتیں حدیث میں ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عرب کے بدوؤں کے دل میں رعب ڈال دیا وہ منتشر ہوگئے۔ ان کے عزم ٹوٹ گئے، ارادے کمزور پڑ گئے اور پھر اسلام کے مقابلے میں نکلنے کی جرات نہ کر سکے۔

تمہیں مجھ سے کون بچائے گا

اس کامیاب مہم کے بعد مسلمان اللہ کی حمد و ثناء کرتے ہوئے مدینہ کی طرف واپس پلٹے۔ قیلولہ کا وقت ایک وادی میں آیا۔ جہاں صحابہ درختوں کے سائے میں پوری وادی میں پھیل گئے رسول اللہ ﷺ نے ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا اور اپنی تلوار درخت پر لٹکا کر سو گئے۔ حضرت جابرؓ فرماتے کہ اتنے میں ایک کافر نے آکر رسول اللہ ﷺ کی لٹکتی ہوئی تلوار کو میان سے باہر نکالا اور بلند آواز سے بولا تم مجھ سے ڈرتے

[1] صحیح بخاری:4136

ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اس نے کہا تب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا" اللہ " یہ سن کر تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ وہ تلوار آپ ﷺ نے اٹھالی اور فرمایا اب تم کو مجھ سے کون بچائے گا۔ اس نے کہا احسان کیجئے آپ نے اسلام کی دعوت دی وہ مسلمان نہ ہوا[1] لیکن یہ کہا کہ آپ کے خلاف میں لڑائی نہیں کرونگا۔

7 ہجری کے غزوات اور سرایا جن کی اکثریت میں لڑائی نہیں ہوئی اسلامی لشکر کی آمد کی خبر سے دشمن بھاگ جاتا اور مدینہ پر حملہ کی سازش سے باز آگئے۔

غزوہ قرد (غابہ) (محرم 7 ہجری - مئی 628ء)

رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ آپ ﷺ کی اونٹنیاں جو "احد" کے اطراف غابہ میں چرا کرتی تھیں چرواہے کے ساتھ آپ کے غلام رباح اور سلمہ بن اکوعؓ بھی تھے اچانک قبیلہ غطفان والوں نے چھاپہ مار کر اونٹنیوں کو اپنے ساتھ ہانک کر لے گئے اور چرواہے کو قتل کیا۔ مسلمانوں نے تعاقب کر کے تمام مویشی چھڑا لیے نبی ﷺ بھی شامل تھے۔

سریہ تربہ (شعبان 7 ہجری دسمبر 628ء)

حضرت عمر فاروقؓ بن خطاب کی قیادت میں 30 افراد کو تربہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ یہ رات کو سفر کرتے اور دن میں روپوش رہتے لیکن بنو ہوازن کو اسلامی لشکر کی آمد کا سن کر بھاگ نکلے اور لشکر واپس مدینہ پلٹ آیا۔

سریہ فدک (شعبان 7 ہجری - دسمبر 628ء)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت بشیرؓ بن سعدؓ انصاری بجانب اطراف فدک (بنو مرہ) 30 آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا جہاں مریوں نے اچانک رات کے وقت ان

[1] صحیح بخاری حدیث: 2910

پر حملہ کر دیا مسلمانوں نے جم کر تیر اندازی کی لیکن بالآخر بشیرؓ اور ان کے رفقاء کے تیر ختم ہو گئے اس کے نتیجے میں سب کے سب شہید ہو گئے صرف بشیرؓ زندہ بچے۔ جنہیں وہ مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے۔

سریہ میغعہ (رمضان 7ہجری - جنوری 629ء)

حضرت غالب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 130 افراد کے ساھ 104 کلو میٹر کی مسافت پر بنو عوال اور بنو عبد بن ثعلبہ کی طرف چلے جو میغعہ کے مقام پر مسلمانوں کے خلاف حملے کی سازش کر رہے تھے۔ حضرت غالبؓ نے ان پر حملہ کر کے کئی افراد کو قتل کر دیا اسی سریہ میں حضرت اسامہ بن زیدؓ نے اس آدمی کو قتل کیا جس نے کلمہ پڑھ لیا تھا اس پر رسول اللہ ﷺ نے بطور عتاب فرمایا تھا کہ تم نے اسکا دل چیر کر کیوں نہ معلوم کیا کہ وہ سچا تھا یا جھوٹا؟

سریہ یمن وجبار (شوال 7ہجری - فروری 629ء)

حضرت بشیرؓ بن سعد انصاری کو 300 افراد کے ساتھ یمن و جبار کی طرف روانہ کیا گیا خبر یہ تھی کہ غطفان قبیلہ اور غنیینہ بن حصن فزاری مل کر مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں یہ لشکر دن کے وقت چھپتا اور رات کا وقت سفر کرتا لشکر اسلام کا سن کر دشمن بالائی علاقوں کی طرف فرار ہو گیا۔ صرف 2 آدمی قید ہوئے اور بہت سے بکریاں لے کر مدینہ واپس آ گئے۔ دونوں نے اسلام قبول کر لیا۔

عمرہ قضاء

(ذی قعدہ 7ہجری مارچ 629ء - عمر مبارک 59 سال)

گزشتہ برس صلح حدیبہ میں یہ طے پایا تھا کہ مسلمان آئندہ سال عمرہ کریں گے۔ جب ذی قعدہ کا چاند طلوع ہوا تو آپ ﷺ عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ روانہ

ہوئے۔ بیعتِ رضوان میں شامل تمام صحابہؓ آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ کچھ دیگر صحابہؓ بھی شاملِ سفر ہوئے اس طرح تعداد 2000 سے تجاوز کر گئی۔ ذوالحلیفہ کے مقام پر آپ ﷺ نے احرام باندھا اور لبیک کی پکار لگائی۔ صحابہ نے بھی تقلید کی۔ مسلمان جب وادی یاجج پہنچے تو ہتھیار رکھ دیئے اور 200 آدمی ان پر نگران چھوڑ کر مکہ میں داخل ہوئے[1]۔

رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخلے کے وقت قصوٰی پر سوار تھے۔ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ مشرکین مسلمانوں کا نظارہ کرنے کے لیے مکہ کی پہاڑیوں پر چڑھ بیٹھے تھے اور آپس میں یہ بحث کر رہے تھے کہ تمہارے ہاں ایک ایسی جماعت آرہی ہے جسے یثرب کے بخار نے توڑ ڈالا ہے ۔ اس لیے نبی ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ طواف کے دوران پہلے 3 چکر دوڑ کر لگائیں۔ البتہ رکن یمانی سے حجر اسود کے درمیان تک آرام سے چلیں۔ مقصد یہ تھا کہ کفار کی یہ غلط فہمی دور ہو جائے اور وہ مسلمانوں کو کم زور نہ سمجھیں۔ آپ ﷺ نے چھڑی سے حجر اسود کو چھوا پھر سواری ہی پر طواف کیا[2]۔

طواف سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے بھی 7 چکر لگائے[3]۔ اور پھر مروہ پر ہدی کے جانور قربان کر کے سر منڈوایا۔ مسلمانوں نے تقلید کی۔ عمرہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے 200 سواروں کو وادی یاجج روانہ کیا تاکہ یہ ہتھیاروں کی حفاظت کریں اور وہ لوگ آکر عمرہ ادا کرلیں۔ 3 روز قیام کے بعد چوتھے روز آپ ﷺ مکہ سے روانہ ہوئے اور 15 کلو میٹر دور مقامِ سرف پر

---

[1] صحیح بخاری حدیث:1575

[2] صحیح بخاری حدیث:1600

[3] صحیح بخاری حدیث:4257

حضرت میمونہؓ کی رخصتی عمل میں آئی[1]۔ یہ اتفاق ہے کہ بعد میں مقام سرف پر ہی ان کا انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئیں۔

سریہ ابوالعوجاء(ذوالحجہ 7ہجری-اپریل 629ء)

رسول اللہ ﷺ نے 50 افراد کو ابوالعوجاءؓ کی قیادت میں بنو سلیم کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے روانہ کیا۔ جب آپ نے اسلام کی دعوت دی تو جواب میں سخت لڑائی ہوئی جس میں ابوالعوجاءؓ شدید زخمی ہوئے۔

[1] زادالمعاد: 2/ 251، 252

8ہجری

اہم واقعات

(8ھ-60سال-629ء)

یکم قمری ماہ	عیسوی تاریخ	واقعات
محرم8ھ	پیر1مئی629	تبلیغ اسلام
صفر	بدھ31مئی	خالدؓ بن ولید اور عمروؓ بن العاص قبول اسلام سریہ غالبؓ بن عبد اللہ بجانب فدک
(60)ربیع الاول	جمعرات29جون	سریہ حضرت کعبؓ بن عمیر بجانب ذات اطلح سریہ حضرت شجاعؓ بن وہب بجانب ذات عرق
ربیع الثانی	ہفتہ29جولائی	تبلیغ اسلام
جماد الاول	اتوار27اگست	معرکہ موتہ
جماد الثانی	منگل26ستمبر	سریہ حضرت عمروؓ بن عاص بجانب ذات السلاسل
رجب	بدھ25اکتوبر	قریش کی معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی
شعبان	جمعہ24نومبر	سریہ ابو قتادہؓ بجانب خضرہ (بنو عظفان)
رمضان	ہفتہ23دسمبر	فتح مکہ جمعرات20رمضان8ھ-11جنوری630ء
شوال	پیر22جنوری630ء	غزوہ حنین بدھ10شوال31جنوری غزوہ طائف (فروری)
ذیقعدہ	منگل20فروری	عمرہ جعرانہ اور مدینہ واپسی24ذیقعدہ15مارچ
ذی الحجہ	جمعرات22مارچ	تبلیغ اسلام
متفرق واقعات		چور کی قطع سزا صاحبزادی حضرت زینب کی وفات کسوف کی نماز

برادرانِ قریش کا قبول اسلام

8 ہجری کے اوائل میں حضرت عمرو بن عاص، حضرت خالد بن ولید اور حضرت عثمان بن طلحہؓ رضی اللہ عنہم مسلمان ہوگئے جب یہ لوگ خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو ہمارے حوالے کر دیا ہے۔[1]

سَریہ فدک (صفر 8ھ - جون 630ء)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت غالبؓ بن عبد اللہ کی قیادت میں بجانب فدک 200 افراد روانہ فرمایا حضرت بشیرؓ بن سعد کے رفقاء کی شہادت کا بدلہ لیا اور متعدد افراد قتل کیے۔

سریہ ذات اطلح (ربیع الاول 8 ہجری - جون 629ء)

حضرت کعبؓ بن عمیر کو ذات اطلح کی طرف 15 افراد کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ یہاں کے لوگ تعداد کثیر میں جمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہونا چاہتے تھے۔ اسلامی لشکر نے انہیں اسلام کی دعوت دی انہوں نے تیروں سے چھلنی کر کے سب کو شہید کر ڈالا صرف ایک شخص بچا وہ مدینہ پہنچ کر سارا واقعہ بتلایا۔ آپ ﷺ پر گراں گزرا۔ آپ ﷺ نے لشکر روانہ کرنے کا فیصلہ کیا مگر دشمن دوسری جگہ چلے گئے تو آپ نے اردہ ملتوی کر دیا۔

سریہ ذات عرق (ربیع الاول 8 ہجری - جون 629ء)

حضرت شجاعؓ بن وہب اسدی بجانب ذات عراق (بنو ہوازن) 50 آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے لشکر اسلامی کی آمد کا سن کر دشمن بھاگ گئے۔

---

[1] رحمۃ اللعالمین

معرکہ موتہ

(جمادی الاول 8 ہجری بمطابق اگست 629ء عمر مبارک 60 سال)

موتہ بیت المقدس کے 2 دن کی مسافت پر ہے آج کل یہ اردن میں واقع ہے۔ یہ معرکہ یہیں وقوع پذیر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے بادشاہوں کے نام خطوط ارسال فرمائے۔ ان میں سے ایک خط آپ ﷺ نے بصریٰ کے حاکم کے نام بھیجا۔ حارثؓ بن عمیر ازدی آپ ﷺ کے نامہ بر تھے۔ قیصر روم کے علاقائی گورنر شرحبیل بن عمرو غسانی جو بلقاء پر مامور تھا نے اُن کو گرفتار کر لیا اور ان کو شہید کر دیا۔ اس واقعہ کی اطلاع آپ ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے اس علاقے پر فوج کشی کے لیے 3 ہزار کا لشکر تیار کیا۔ رسول ﷺ نے حضرت زید بن حارث کو اس لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر اور اگر جعفر شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ علم سنبھالیں گے[1]۔ آپ ﷺ نے مدینہ کے باہر تک لشکر کے ساتھ چل کر انھیں رخصت کیا۔ رخصت کرتے ہوئے نصیحت فرمائی۔ وہ نصیحت اپنے اندر رہتی انسانیت کے لیے عظیم سبق رکھتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے مسلمان بھائیوں سے حسنِ سلوک رکھو۔ اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں اللہ کے منکرین سے جہاد کرنا نہ عہد شکنی کرنا، نہ کسی قسم کی زیادتی کرنا، نہ کسی بچے، عورت، عمر رسیدہ بوڑھے اور اپنی عبادت گاہ میں گوشہ نشین شخص کو قتل کرنا۔ کسی کھجور کے باغ کے قریب نہ جانا، نہ کسی درخت کو کاٹنا اور نہ کسی عمارت کو منہدم کرنا"

[1] صحیح بخاری: 4261

لشکر روانہ ہوا۔ معان میں لشکرِ اسلام کو اطلاع ملی کہ شرجیل ایک لاکھ کا لشکر لے کر بلقاء کے علاقے میں خیمہ زن ہے۔ اور دیگر قبائل کے اتنے ہی افراد اور بھی جمع ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں نے اس مقام پر 2 دن مشورے میں گزار دیئے۔ یہ خیال ظاہر کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو تازہ ترین صورت حال سے آگاہ کرنے کے لے پیامی روانہ کیا جائے تاکہ آپ مزید کمک ارسال فرمائیں یا جو بھی حکم دیں اس پر عمل کیا جائے لیکن حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ نے اس کی مخالفت کی اور ایک پرجوش خطبہ دیا جس نے اہلِ ایمان کے شوقِ شہادت کو تازہ کیا اور 3 ہزار کے لشکر اسلام نے 1 لاکھ کی فوج سے ٹکرا جانے کا فیصلہ کیا اور یہ لشکر آگے بڑھا اور موتہ میں پڑاؤ ڈال دیا۔ مقامِ موتہ پر دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔ لڑائی شروع ہوئی تو حضرت زیدؓ بے جگری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تو حضرت جعفرؓ نے لپک کر عَلَم سنبھال لیا۔ دشمن کی نظر اُن پر بھی تھی۔ پے در پے حملوں میں ان کے دونوں بازو کٹ گئے اور ایک عیسائی کے حملے سے ان کے دھڑ کے دو حصے ہو گئے ابن عمرؓ کے مطابق ان کے زخموں کی تعداد 90 کے قریب تھی[1]۔ حضرت جعفر طیارؓ کی شہادت کے بعد حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ نے علم سنبھالا اور دیوانہ وار لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں صحابہ کو جنگ میں پیش آنے والے تازہ ترین حالات سے وحی کی بنا پر آگاہ فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو زیدؓ، جعفرؓ اور عبد اللہ بن رواحہؓ کی شہادت کی خبر سنائی اور پھر فرمایا اب عَلَم اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار کے پاس ہے۔ مومنین نے حضرت خالدؓ بن ولید کو سپہ سالار مقرر کر لیا ہے ان کے ہاتھ سے 9 تلواریں میدانِ جنگ میں ٹوٹی تھیں۔ یہیں سے حضرت

[1] صحیح بخاری حدیث: 4261

خالدؓ بن ولید کو سیف اللہ کا لقب عطا کیا گیا[1]۔

حضرت خالدؓ بن ولید نے سارا دن رومیوں کو مصروف رکھا اور رات کو لشکر اسلامی میں مسلسل حرکت رکھی۔ صفوں کی ترتیب کو الٹ دیا۔ رات کی نقل و حرکت اور صفوں کی نئی ترتیب سے رومیوں کو یہ گمان گزرا کہ مسلمانوں کے پاس تازہ ترین کمک پہنچ گی ہے۔ اس سے وہ بد دل ہو گئے۔ جب معرکہ گرم ہوا تو حضرت خالد نے لشکر کو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹانا شروع کر دیا۔ دشمن یہ سمجھا کہ یہ کوئی جنگی چال ہے اور مسلمان ہمیں صحرا میں گھیر لینا چاہتے ہیں۔ لہذا انہوں نے تعاقب نہ کیا ادھر مسلمان سلامتی کے ساتھ پیچھے ہٹے اور پھر مدینہ واپس آ گئے۔ اسی معرکے میں صرف 12 مسلمان شہید ہوئے۔ رومیوں کی ہلاکتوں کا اندازہ نہ کیا جا سکا لیکن حضرت خالدؓ بن ولید خود فرماتے ہیں کہ اس دن میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں۔

اس معرکہ کا اثر جزیرۃ العرب پر بھی بہت مثبت رہا۔ دیگر قبائل عرب جو کہ رومیوں کی طاقت سے مرعوب تھے مسلمانوں سے مرعوب ہو گئے اور مدینہ میں آکر اسلام قبول کرنے میں ایک دوسرے سے پہل کرنے لگ گئے۔ جو آگے چل کر رومی ممالک کی فتوحات اور دور دراز علاقوں کے اقتداء کا پیش خیمہ ثابت ہوئے۔

سریہ ذات السلاسل (جمادی الثانی 8 ہجری- ستمبر 629ء)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ بن عاص کو ذات السلاسل کی طرف 300 فرد کے ساتھ روانہ فرمایا۔ اطلاع یہ تھی کہ بنو قضاء (وادی القریٰ کے آگے) مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے جمع ہو رہے ہیں۔ حضرت عمروؓ کی آمد پر وہ اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔

سریہ خضرہ (شعبان 8 ہجری- نومبر 629ء)

---

[1] صحیح بخاری: 4262، 4265

حضرت ابو قتادہؓ از طرف بنو غطفان مقیم خضرہ واقع نجد میں مسلمانوں پر حملہ کرنے کے جمع ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو قتادہؓ کو 15 آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ انہوں نے متعدد افراد کو قتل اور قید کیا۔

فتح مکہ

(رمضان 8 ہجری بمطابق جنوری 630ء- عمر مبارک 60 سال)

"ہم نے تجھ کو کھلی ہوئی فتح عنایت کی" (الفتح 48:1)

آپ ﷺ کی عمر مبارک 60 سال ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مکہ کی فتح عظیم کا شرف بخشا جس سے تمام دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلی۔ یہ بات گزر چکی ہے کہ صلح حدیبیہ 6ھ کے وقت بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف ٹھہرے تھے اور بنو بکر نے قریش کا حلیف بننا قبول کیا تھا۔ ان دونوں قبیلوں کی کشاکش کافی عرصے سے چل رہی تھی۔ معاہدہ حدیبیہ کی رُو سے یہ دونوں قبائل امن کے پابند تھے لیکن بنو بکر شعبان 8ھ کی رات بنو خزاعہ پر حملہ آور ہوئے۔ ان کے 20 آدمی قتل کیے، مال مویشی لوٹ لیے اور خیموں کو آگ لگا دی۔ یہ واردات اچانک تھی چنانچہ بنو خزاعہ اپنا دفاع نہ کر سکے بنو خزاعہ کا ایک وفد سردار عمرو بن سالم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں فریاد لے کر حاضر ہوا چوں کہ قریش نے درپردہ بنو بکر کی حمایت کی تھی۔ اور انھیں ہتھیار فراہم کیے تھے یہ صریحاً معاہدہ کی خلاف ورزی تھی۔ گویا قریش نے اپنی اس حرکت سے معاہدۂ صلح توڑ دیا تھا۔ آپ ﷺ نے بنو خزاعہ کو مدد کا یقین دلایا اور صحابہ کو رازداری سے تیاری کا حکم دیا۔ اس کے بعد ابوسفیان نے مدینہ آکر سفارت کاری شروع کی مگر ناکام ہوا۔

رسول اللہ ﷺ پہلے ہی تیاری کا حکم دے چکے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ رازداری کو بھی ملحوظ رکھا اور جاسوسوں اور مخبروں کی توجہ ہٹانے کے لیے آپ ﷺ نے حضرت ابو قتادہؓ کو مدینہ سے 50 کلو میٹر دور وادی اضم کی طرف روانہ کیا تا کہ لوگ سمجھیں اُدھر ہی رخ کریں گے۔ اسی اثنا میں حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے

ایک رقعہ لکھ کر ایک عورت کے ذریعے قریش کو رسول اللہ ﷺ کے عزائم کی اطلاع دی۔ وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو مطلع کر دیا گیا۔ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ اور دیگر 2 صحابہؓ کو بھجوا کر پیغام رساں عورت کو گرفتار کیا اور رقعہ بر آمد کر لیا۔ رقعہ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت حاطبؓ کو بلوایا اور پوچھا یہ کیا ہے انھوں نے معذرت کی اور کہا کہ انھیں نہ کفر سے محبت ہے اور نہ ہی وہ اسلام سے مرتد ہوئے ہیں۔ مقصد صرف یہ تھا کہ قریش پر احسان کر دیں تاکہ ان کے بچوں کی حفاظت کا سامان ہو جائے۔ حضرت عمرؓ لپکے اور انھیں قتل کرنے کی اجازت چاہی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بدر کے ساتھی ہیں۔ اور تمھیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ نے اہلِ بدر کی شان میں فرمایا ہے "تم لوگ جو چاہو کرو میں نے تمھیں بخش دیا ہے"[1]۔

مکہ روانگی

پیر 10 رمضان 8 ہجری بمطابق 1 جنوری 630ء کو رسول اللہ ﷺ 500 کلو میٹر دور مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مدینہ کا انتظام ابو رہم غفاریؓ کو سونپا آپ ﷺ کے ساتھ 10 ہزار صحابہ کرام **رضی اللہ علیہم اجمعین** تھے۔ جحفہ میں آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ سے ملاقات ہوئی۔ وہ مسلمان ہو کر ہجرت کرتے ہوئے مدینہ چلے آرہے تھے۔ ساتھ چل پڑے رمضان کا مہینہ تھا۔ آپ ﷺ نے محسوس فرمایا کہ سفر کی مشقت سے لوگوں پر روزہ گراں ہے۔ آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے ساتھ صحابہؓ نے بھی کدیہ کے مقام پر روزہ توڑ دیا[2]۔ جمعرات 20 رمضان 8 ھ عشاء کے وقت اس لشکر نے مکہ سے 30 کلو میٹر دور مر الظہران (وادی فاطمہ) میں پڑاؤ ڈالا۔ حکم دیا گیا کہ الگ الگ آگ جلائیں۔ اس حکم پر ہزاروں آگ کے آلاؤ

[1] صحیح بخاری حدیث: 3007

[2] صحیح بخاری حدیث: 4276

روشن ہوئے۔ اِسی حال میں ابو سفیان مکہ سے نکلا کہ سُن گُن لے۔ جب اُس نے ایک اونچے ٹیلے پر کھڑے ہو کر آگ کا ایک لامتناہی سلسلہ دیکھا تو کہنے لگا آج جیسی آگ اور لشکر تو میں نے کہیں دیکھا ہی نہیں۔ حضرت عباسؓ، رسول اللہ ﷺ کی سواری پر بیٹھے لشکر کا چکر لگا رہے تھے چلتے چلتے اُن کے کانوں میں ابوسفیان کی آواز پڑی چنانچہ آپ متوجہ ہوئے اور اسے بلایا اور کہا یہ رسول اللہ ﷺ کا لشکر ہے اور اب قریش کی خیر نہیں حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا اور پھر ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا۔

رسول اللہ ﷺ کا مکہ میں داخلہ

(20 رمضان 8 ہجری 11 جنوری 630ء - عمر مبارک 60 سال)

جمعرات 20 رمضان 8 ہجری[1] کی صبح کو رسول اللہ ﷺ مر الظہران (وادی فاطمہ) سے مکہ میں داخل ہونے کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے حکم سے حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو ایک اونچے ٹیلے پر کھڑا رکھا تا کہ وہ لشکر کو چشم سر سے دیکھ سکے۔ ابوسفیان محو حیرت تھا کہ عرب کی دنیا کیا سے کیا ہو گئی ہے۔ لشکر اسلام کا علم سعدؓ بن عبادہ کے ہاتھ میں تھا۔ بہر حال ابوسفیان دوڑا تا کہ اہلِ مکہ کو ان کے انجام سے آگاہ کر سکے۔ اُس نے بلند آواز سے پکار لگائی! قریش کے لوگو یہ محمد ﷺ ہیں تمہارے پاس اتنا بڑا لشکر لے کر آئے ہیں کہ مقابلہ کی تاب نہیں۔ لہٰذا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے بھی امان حاصل ہے"۔ لوگوں نے کہا تیرا بُرا ہو تیرے گھر میں کتنے آدمی سما جائیں گے؟ اس نے کہا جو اپنے گھر کا دروازہ اندر سے بند کر لے اسے امان حاصل ہے۔ جو مسجدِ حرام میں داخل ہو جائے اسے بھی امان حاصل ہے یہ سن کر لوگ

[1] ابن ہشام: 2/497

تیزی سے اپنے اپنے گھروں اور مسجدِ حرام کی طرف بھاگے ۔ اُدھر رسول اللہ ﷺ نے ذی طویٰ پر لشکر کو مختلف اطراف سے مکہ میں داخل ہونے کا حکم صادر فرمایاحضرت زبیر بن عوامؓ کو علم نبوی مقام حجون میں نصب کرنے کا ارشاد فرمایا حضرت خالد بن ولید کو اسلامی فوج کی کمان کرتے ہوئے زیریں علاقہ (جنوب) سے داخل ہونے کا حکم صادر فرمایالشکرابو عبیدہؓ اور خود بالائی سمت (شمال) سے تشریف لائے[1] اور کوہ صفا کے دامن میں آپس میں مل جاتے ہیں۔ کسی طرف سے بھی کوئی مزاحمت پیش نہ آئی۔ صرف حضرت خالدؓ کا ٹکراؤ ایک جتھے سے ہوا۔ حضرت خالدؓ نے ان کے 12 آدمی کاٹ کرر کھ دیے اور باقی بھاگ گئے 2 مسلمان شہید ہوئے۔

خانہ کعبہ میں داخلہ

آپ ﷺ کے حکم سے حضرت زبیرؓ نے جھنڈا مقام حجون میں گاڑ دیا[2]۔ پھر رسول اللہ ﷺ مہاجرین و انصار کے جلو میں مسجدِ حرام کے اندر داخل ہوئے۔ اونٹنی پر بیٹھ کر بیت اللہ کا طواف کیااور چھڑی سے حجراسود کو چھوتے تھے۔ آپ ﷺ حالتِ احرام میں نہ تھے۔ اس وقت بیت اللہ کے گرداور اس کی چھت پر 360 بت تھے۔ آپ ﷺ ایک چھڑی سے انہیں گراتے جاتے اور فرماتے۔

"حق آگیااور باطل چلا گیا یقیناًباطل جانے ہی والا ہے"

(بنی اسرائیل 17:81)

اس ضرب سے بت گرتے جاتے۔ جب آپ ﷺ طواف سے فارغ ہوئے تو حضرت عثمان بن طلحہ کو بلایا، ان سے کعبہ کی چابی لی اور اسے کھلوایا، اور جو اندر تصویریں تھیں انھیں مٹاڈالا اور جو بت تھے انہیں نکلوا کر تڑوادیے۔ اس کے بعد آپ

[1] صحیح بخاری حدیث:90-4289

[2] صحیح بخاری حدیث:4280

ﷺ اسامہ بن زیدؓ اور بلالؓ کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور دروازہ بند کر لیا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ کی تکبیر اور توحید کے کلمات گھوم کر کہے[1]، قریش باہر مسجدِ حرام میں صفیں بنائے موجود تھے۔

فتح مکہ کے بعد خطبہ

آپ ﷺ نے دروازے کے دونوں بازو پکڑ کر ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا، اسلام کے احکام بیان فرمائے، امورِ جاہلیت کو ساقطہ کیا اور پھر اس کے بعد فرمایا:

"قریش کے لوگو! تمہارا کیا خیال؟ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں"

انھوں نے کہا آپ کریم بھائی ہیں۔ کریم بھائی کے صاحبزادے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"آج تم پر کوئی سرزنش نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو"۔

اس کے بعد آپ ﷺ مسجد حرام میں بیٹھے، کنجی عثمان بن طلحہ کو واپس کی اور فرمایا:

"اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لو، تم لوگوں سے اسے وہی چھینے گا جو ظالم ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو اپنے گھر کا امین بنایا ہے"

کعبے کی چھت پر اذان

نمازِ ظہر کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا اور انہوں نے کعبے کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دی۔ یہ غلبۂ اِسلام کا عملی اظہار تھا۔ یہ عمل مشرکین کے لیے انتہائی ناگوار اور مسلمانوں کے لیے خوشگوار تھا۔

بیعت

فتح مکہ کے بعد آپ کوہ صفا میں ایک بلند مقام پر بیٹھ گئے تو لوگ جوق در جوق

---

[1] صحیح بخاری حدیث:1601

آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے حلقہ بگوشِ اسلام ہو جاتے مردوں سے فارغ ہو چکے تو وہیں کوہ صفا میں عورتوں سے بیعت لینی شروع کی۔ حضرت عمر فاروقؓ آپ سے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے حکم پر عورتوں سے بیعت لے رہے تھے اور آپ کی باتیں پہنچا رہے تھے۔

بیعت / انصار کا خدشہ

فتحِ مکہ کے بعد انصار کو یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ کہیں آپ ﷺ مکہ ہی میں نہ رہ جائیں۔ آپ ﷺ صفا پر لوگوں سے اسلام پر بیعت لینے میں مصروف تھے جس میں مرد و عورتیں بھی شامل تھیں۔ فارغ ہوئے تو فرمایا اللہ کی پناہ۔ اب زندگی اور موت انصار کے ساتھ ہے۔ اس سے انصار خوش ہو گئے اور ان کا خدشہ جاتا رہا۔

آپ ﷺ نے مکہ میں 16 دن قیام فرمایا اور اس دوران صرف 2 رکعتیں (قصر) پڑھتے تھے [1]۔ اس دوران آپ ﷺ شعائرِ اسلام کی تجدید کرتے رہے اور ہدایت و تقویٰ کی تلقین فرماتے رہے حدودِ حرم کی نئے سرے سے تجدید کی اور آثارِ جاہلیت کا مکمل طور پر خاتمہ فرمایا۔

عزیٰ، سواع اور منات کا خاتمہ

رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی دعوت اور مکہ کے آس پاس کے علاقے کے بتوں عزیٰ، سواع اور منات کے خاتمہ کے لیے 25 رمضان کو متعدد سرایا بھی روانہ کیئے جو کامیابی کے لیے ساتھ واپس آئے۔

---
[1] صحیح بخاری حدیث:4298

غزوہ حُنین

(بدھ 10 شوال 8 ہجری-31 جنوری 630ء-عمر مبارک 60 سال)

حنین مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی کا نام ہے۔جو مکہ سے تقریبا 52 کلو میٹر پر واقع ہے۔مکہ کی فتح ایک اچانک ضرب کے بعد حاصل ہوئی تھی جس پر عرب حیران تھے۔ جس نے مکہ کے ارد گرد کے قبائل کو خوف میں مبتلا کر دیا۔وہ باہم مشاورت کرنے لگے۔ مرکزی کردار بنو ہوازن اور طائف کے قبیلے بنو ثقیف نے ادا کیا۔یہ طے کیا گیا کہ اس سے پہلے کہ محمد (ﷺ) اپنے لشکر سمیت حملہ آور ہوں ہمیں پہل کر دینی چاہیے۔انہوں نے جنگی تدبیر کے طور پر مالک بن عوف نصری کو اپنا سالار مقرر کیا اور اسے بڑا لشکر فراہم کیا۔ جنگی تدبیر کے طور پر مالک نے حکم دیا کہ ہر سپاہی اپنے بیوی بچوں اور مویشیوں کو ساتھ لے کر چلے تاکہ ان کی حفاظت کی خاطر میدان میں جم کر مقابلہ کر سکے۔یہ لشکر وادی اوطاس میں خیمہ زن ہوا۔انہوں نے اپنی فوج کے تیر اندازوں کو وادیِ کے راہ کی کمین گاہوں میں چھپا دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی حنین روانگی

دوسری جانب رسول اللہ ﷺ کو ان کے عزائم کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کی سرکوبی کا فیصلہ فرمایا۔ آپ ﷺ ہفتہ 6 شوال کو 12 ہزار کا لشکر جن میں 2 ہزار نو مسلم شامل تھے۔مکہ سے روانہ ہوئے باہر نکلے تو ان کے دلوں میں کثرتِ تعداد کے سبب یک گونہ اطمینان تھا اور وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ اس معرکہ میں کوئی خاص مزاحمت نہ ہوگی اور لشکرِ اسلام فتح کے ساتھ لوٹے گا۔یہ بات رسول اللہ پر گراں گزری تھی۔(سورۃ توبہ میں اس کا ذکر آیا ہے)

بدھ 10 شوال 8 ہجری کی رات لشکر اسلام حنین پہنچا رسول اللہ ﷺ نے

وادی میں داخل ہونے سے پہلے سحر کے وقت لشکر مرتب فرمایا جیسے ہی لشکر اسلام وادی میں داخل ہوا کمیں گاہوں میں چھپے تیر اندازوں نے ان پر تیروں کی بارش کر دی۔ یہ حملہ اس قدر اچانک اور شدید تھا کہ لشکر تتر بتر ہو گیا اور لوگ خوف وہراس اور سراسیمگی کا شکار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ محض چند کبار صحابہؓ کے ساتھ میدان میں جمے رہے۔

دشمن کی شکستِ فاش

آپ ﷺ کے حکم پر حضرت عباسؓ نے بلند آواز سے پکارا اے درخت والو (یعنی بیعتِ رضوان میں شریک لوگو) کہاں جاتے ہو۔ یہ پکار جن جن کے کانوں میں پڑی واپس پلٹے اور آن کی آن میں مسلمانوں کی بڑی جماعت جمع ہو گئی[1] اور اللہ کی مدد سے پھر ایک ہی حملے میں دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے۔ یہاں تک کہ وہ مال مویشی اور خواتین کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مشرکین بھاگے تو 3 گرہوں میں بٹ گئے سب سے بڑا اور پہلا گروہ " طائف "کی طرف دوسر گروہ" نخلہ " اور تیسرا گروہ "اوطاس" میں مورچہ بندی کی۔ دوسرے اور تیسرے گروہ کا تعاقب مسلمان شہسواروں نے کیا اور کفار کو شکست دی جبکہ پہلے گروہ کے لیے حضرت خالدؓ بن ولید کو روانہ کیا اور پھر خود بھی طائف روانہ ہوئے۔ جنگی قیدی ،مال مویشی اور دیگر اموال غنیمت کو آپ ﷺ کے حکم سے جعرانہ میں جمع کیا گیا اس غزوہ میں دشمن کے 70 افراد قتل ہوئے۔

[1] صحیح بخاری حدیث:2864

غزوہ طائف

(شوال 8 ہجری - فروری 630ء - عمر مبارک 60 سال)

طائف مکہ سے 84 کلو میٹر ایک بستی کا نام ہے۔ مشرکین کی فوج کمانڈ مالک بن عوف کے ساتھ حنین سے بھاگ کر طائف میں پناہ گزین ہوئی تو آپ ﷺ نے کسی اور امر کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے طائف کا رخ کیا لشکر کی آمد کا سن کر اہلِ طائف نے سال بھر کا راشن جمع کیا اور قلعہ بند ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ قدرے طول پکڑ گیا۔ دونوں طرف سے سنگ باری اور تیر اندازی کا سلسلہ جاری رہا لیکن قلعہ کی طرف پیش رفت ممکن نہ ہو سکی۔ آپ ﷺ نے جنگی حکمتِ عملی کے تحت انگور اور کھجور کے درخت کاٹنے کا حکم دیا جب کٹائی شروع ہوئی تو بنو ثقیف نے اللہ اور اہلِ قرابت کا واسطہ دیا کہ درخت نہ کاٹے جائیں۔ آپ ﷺ نے درختوں کی کٹائی سے روک دیا۔ اس دوران رسول اللہ ﷺ نے مُنادی کرادی کہ جو غلام قلعہ سے اتر کر ہمارے پاس آئے وہ آزاد ہے۔ یہ سن کر 23 افراد مختلف راستوں سے لشکرِ اسلام میں شامل ہوئے[1]۔

جب محاصرہ 20 دن طول پکڑ گیا تو آپ ﷺ کو اندازہ ہو گیا کہ دشمن کی اصلی طاقت ٹوٹ چکی ہے ان کی طرف سے کسی سرکشی کا اندیشہ نہیں ہے تو آپ ﷺ نے محاصرہ کے ختم کرنے کا اعلان فرمایا اور دعا فرمائی: "اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے اور توفیق دے کہ وہ میرے پاس حاضر ہو جائیں" اس کے بعد حنین کے قریب جعرانہ تشریف لائے۔

[1] صحیح بخاری حدیث: 4326-4327

مال غنیمت کی تقسیم اور بنو ہوازن کی آمد

(ذیقعدہ 8 ہجری - مارچ 630ء - عمر مبارک 60 سال)

واپسی پر جعرانہ میں آپ ﷺ نے غزوہ حنین میں ہاتھ لگنے والے مالِ غنیمت جس میں 6 ہزار قیدی، 20 ہزار اونٹ 40 ہزار بکریاں اور دوسرا سامان شامل تھا۔ آپ ﷺ نے خمس کا پانچواں حصہ الگ کیا اور باقی کو مجاہدین میں تقسیم فرما دیا۔ اس تقسیم کے وقت آپ ﷺ نے تالیفِ قلب کے قرآنی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے فتح مکہ کے بعد مسلمان ہونے والے نو مسلموں پر خصوصی نظر التفات فرمائی اور انھیں خوب نوازا۔ یہاں تک کہ لوگوں میں چرچا ہونے لگا کہ:

"محمد ﷺ اتنا بے پناہ عطیہ دیتے ہیں کہ گویا انھیں فقر کا اندیشہ ہی نہیں"۔

انصار کا شکوہ اور رسول اللہ ﷺ کا جواب

مالِ غنیمت کی بے دریغ تقسیم سے انصار کے دل میں یہ شکوہ پیدا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ قریش کو بے حد نواز رہے ہیں جب کہ انصار کا حصہ ہی نہیں۔ یہ بات رئیس الانصار حضرت سعد بن عبادہؓ نے آپ ﷺ تک پہنچائی ۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے انصار کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا۔ پھر اللہ کی حمد و ثنا کی اور پھر انصار کو مخاطب کیا اور فرمایا:

"لوگو تم اپنے جی میں دنیا کی ایک حقیر سی چیز کے لیے ناراض ہو گئے جس کے ذریعے سے میں نے لوگوں کا دل جوڑا تھا تا کہ وہ مسلمان ہو جائیں اور تم کو تمھارے اسلام کے حوالے کر دیا تھا۔ اے انصار کیا تم اس سے راضی نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے جاؤ۔" یہ کلمات ادا ہونے تھے کہ انصار اس قدر روئے کہ انکی داڑھیاں تر ہو گئیں۔ سب نے کہا ہم اس پر راضی ہیں کہ ہماری معیت میں رسول اللہ ﷺ واپس مدینہ تشریف لے جائیں [1]۔

---

[1] صحیح بخاری حدیث:4330، ابن ہشام:2/499-500

وفد ہوازن کی آمد

اس کے بعد ہوازن کا وفد زہیر بن صرد کی قیادت میں آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا، اس نے اسلام قبول کیا، آپ ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور کہنے لگا۔ یارسول اللہ ﷺ آپ نے جنہیں گرفتار کیا ہے۔ ان میں مائیں ہیں، بہنیں ہیں، پھوپھیاں ہیں، خالائیں ہیں اور یہی قوموں کی رسوائی کا سبب بنتی ہیں۔ پھر اس نے اس رضاعت کا واسطہ دیا اور کہا کہ آپ ﷺ بچپن میں اسی قوم کی ماں کا دودھ پیا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے دو چیزوں میں سے ایک کی پیش کش کی۔ قیدی یا مال مویشی۔ انھوں نے قیدیوں کی رہائی کی التجا کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ظہر کے وقت نماز کے بعد یہ معاملہ قوم کے سامنے رکھنا۔ جب انھوں نے نماز کے بعد اپنے اسلام کا اظہار کیا اور مسلمانوں سے قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے اپنا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ معاف کردیا۔ یہ دیکھ کر مہاجرین و انصار نے بھی اپنے حصے کے قیدی رہا کردیے۔ البتہ بعض اعراب نے پس و پیش سے کام لیا۔ آپ ﷺ نے آئندہ انھیں وافر حصہ عطا کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ چنانچہ اس طرح ہوازن کے تمام قیدی رہا ہوئے۔

عمرہ جعرانہ اور واپسی

(ذیقعدہ 8ھ-مارچ 630ء- عمر مبارک 60 سال)

رسول اللہ ﷺ مال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے جعرانہ (مکہ سے 20 کلو میٹر دور بجانب شمال واقع ہے) میں ہی احرام باندھا[1] اور بیت اللہ میں عمرہ ادا کیا اور اس کے بعد عتابؓ بن اسید کو مکہ کا والی بنا کر 24 ذی قعدہ 8 ہجری 15 مارچ 630ء کو مدینہ واپسی ہوئی[2]۔

---

[1] صحیح بخاری:1778

[2] الرحیق المختوم:573

9ہجری

اہم واقعات

(9ھ-61سال-630ء)

یکم قمری ماہ	عیسوی تاریخ	واقعات
محرم	جمعہ 20 اپریل630	زکوٰۃ کی ابتداء اور وصولی کا نظام سریہ عیینہؓ بن حصن جانب بنو تمیم (تربہ)
صفر	اتوار20 مئی	سریہ قطبہ بن عامرؓ جانب بنو خشعم
(61)ربیع الاول	پیر18 جون	سریہ فحاکؓ بن سفیان کلابی بجانب بنو کلاب
ربیع الثانی	بدھ 18جولائی	جگر گوشہ رسول ﷺ حضرت ابراہیم کی ولادت سریہ علقمہؓ بن مجزر بہ لجی بجانب ساحل جدہ سریہ حضرت علیؓ بجانب بنو طے
جمادالاول	جمعرات 16اگست	طاعون زادہ علاقہ میں جانے کی ممانعت
جمادالثانی	ہفتہ 15 ستمبر	تبلیغ اسلام
رجب	اتوار 14اکتوبر	غزوہ تبوک
شعبان	منگل13نومبر	غزوہ تبوک (واپسی رمضان)
رمضان	بدھ 12دسمبر	سریہ خالدؓ بن ولید بجانب دومتہ الجندل مسجد ضرار کا انہدام
شوال	جمعہ 11 جنوری 631ء	وفات منافقین عبداللہ بن ابی وفات شاہ حبشہ آپ ﷺ نے غائبانہ جنازہ پڑھائی
ذیقعدہ	ہفتہ 9فروری	مختلف وفود کی آمد
ذی الحجہ	پیر11مارچ	حضرت صدیق اکبرؓ بطور امیر الحج 9ذوالحجہ 19مارچ
متفرق واقعات		صاحبزادی ام کلثومؓ کی وفات (سورہ تحریم کا نزول

جزیرہ العرب کے عام علاقوں میں امن و امان قائم ہو جانے کے بعد بعض مقامات میں 9ھ کو مندرجہ ذیل فوجی مہمات بھیجنی پڑیں۔

سریہ بنو تمیم (محرم 9ہجری اپریل 630ء)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عینیہ بن حصن فزاری کو بجانب بنو تمیم 50 سوار کے ساتھ روانہ فرمایا سبب یہ تھا کہ بنو تمیم نے اپنے ماتحت قبائل کو بھڑکا کر جزیہ کی ادائیگی سے روک دیا تھا۔ حضرت عینیہ کے حملے سے وہ لوگ بھاگ گئے اور کچھ افراد قید ہوئے۔ بنو تمیم کے سردار قیدیوں کو چھڑوانے مدینہ پہنچے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات بعض لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ قیدیوں کو احسان فرماتے ہوئے چھوڑ دیا۔

سریہ تربہ (صفر 9ھ - مئی 630ء)

حضرت قطبہ بن عامرؓ بجانب تربہ (بنو خثعم) 20 افراد کے ساتھ روانہ ہوئے یہ مسلمانوں پر حملہ کی سازش کر رہے تھے۔ تربہ میں شدید لڑائی ہوئی حضرت قطبہؓ قیدیوں اور مال مویشوں کو ہانک کر مدینہ لے آئے۔

سریہ بنو کلاب (ربیع الاول 9ھ - جون 630ء)

حضرت فحک بن سفیان کلابی کی قیادت میں شہسوار بجانب بنو کلاب روانہ ہوئے۔ انہیں اسلام کی دعوت دی گئی لیکن انہوں نے انکار کرتے ہوئے جنگ چھیڑ دی اور مسلمانوں نے انہیں شکست دی۔

سریہ ساحل جدہ (ربیع الثانی 9ھ - جولائی 630ء)

حضرت علقمہ بن مجزز مدلجی بجانب جدہ ساحل کی طرف 300 آدمی کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ وجہ یہ تھی کہ یہ بحری ڈکیت مکہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے

تھے۔ علقمہ نے سمندر میں اتر کر جزیرہ تک پیش قدمی کی۔ مسلمانوں کی آمد سے تمام حبشی بھاگ گئے۔

سریہ بنو طے (ربیع الثانی 9ھ - جولائی 630ء)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب از طرف بنو طے 150 آدمی 100 اونٹوں اور 50 گھوڑوں کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ حضرت علیؓ قبیلہ طی میں ایک بت جس کا نام قلس (کلیسا) تھا کو توڑنے گئے ۔ اور بت کو توڑا۔ لوگ ادھر ادھر بھاگے قیدوں اور مال مویشوں پر قبضہ کیا۔ انہیں قیدیوں میں ایک قیدی حاتم طائی کی بیٹی "سفانہ" بھی تھی اس کا بھائی عدی بن حاتم شام کی طرف بھاگ گیا۔ آپ ﷺ نے اس پر احسان فرماتے ہوئے اسے آزاد فرما دیا اس کے بھائی عدی بن حاتم نے اپنی بہن سے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے حالات سنے تو مدینہ منورہ آکر اسلام قبول کر لیا۔

غزوہ تبوک

(رجب9ہجری بمطابق اکتوبر630ء-عمر مبارک 61سال)

تبوک دمشق اور مدینہ کے درمیان واقع ہے یہ مدینہ سے تقریباً750 کلو میٹر دور ہے اس وقت روم کی سلطنت سپر پاور تھی اور ان کی سرحد سے متصل عرب قبائل ان کے آلہ کار تھے۔ جنگ موتہ کے باب میں گزر چکا ہے کہ یہ معرکہ رومیوں کے لیے حیران کن تھا اس زمانے میں شام اور مصر کے ملک عیسائیوں اور رومیوں کے ہاتھوں میں تھے حجاز اور شام کی سرحد تبوک کے ساتھ ملتی تھی اور اس کے بعد انہوں نے اسلام کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنا شروع کر دیا تھا۔ قیصر روم کو خطرہ تھا کہ قلبِ عرب سے اسلام کی تحریک کو جب تک ختم نہیں کر دیا جاتا یہ خطرہ باقی رہے گا اور وہ عرب آبادیاں جو رومی تسلط کے تحت ہیں کسی موقع پر علم بغاوت بلند کر دیں گی۔ لہٰذا اس نے ایک لشکرِ جرار جمع کرنے کی ٹھانی تاکہ پیش قدمی کر کے مسلمانوں کو ان کے اپنے گھر مدینہ منورہ کے اندر ہی صاف کر دے۔

رومیوں سے جنگ کی تیاری کا اعلان

ادھر رسول اللہ ﷺ کو رومیوں کی تیاریوں کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے ان کا انتظار کرنے کے بجائے اقدام کا فیصلہ فرمایا اور جہاد کی منادی کرا دی نیز مومنین سے راہِ جہاد میں اپنا مال و متاع خرچ کرنے کی اپیل کی۔ اس اپیل کے نتیجے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنا سارا مال و متاع اٹھا لائے اور اپنے اہل کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا کچھ نہ چھوڑا۔ ان کے مال کی مقدار 4ہزار درہم تھی۔

حضرت عمرؓ نے اپنا نصف مال خدمتِ اقدس میں پیش کیا۔ حضرت عثمانؓ نے 900 اُونٹ غلے سے لدے لدائے اور 100 گھوڑے خدمتِ اقدس میں پیش کیے

اور پھر ایک ہزار دینار جھولی میں ڈال کر لائے۔ ان کو دیکھ کر آپ کا چہرہ انور فرحت و انبساط سے تمتما اٹھا اور آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کے لیے دعا فرمائی۔ اکثر صحابہ کرامؓ نے بڑی بڑی رقمیں لاکر حاضر کیں۔

غرض فی سبیل اللہ کی اس دوڑ میں کوئی بھی پیچھے نہ رہا۔ آپ ﷺ نے راہِ خدا میں خرچ کرنے والے ہر فرد کو شاباش دی اور عطیہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اُسے بہ مسرت قبول کر کے لوگوں کی ہمت بندھائے رکھی۔ منافقین نے اس موقع پر زیادہ خرچ کرنے والوں کو ریا کا طعنہ دیا۔ جب کہ جن کے پاس تھوڑا تھا اُن کا مذاق اڑایا۔ جب کہ خاص ان کا طرزِ عمل یہ تھا کہ جھوٹے اور بناوٹی عذر لے کر حاضر ہوتے رہے اور سخت گرمی میں جنگ میں جانے سے خلاصی پاتے رہے۔ ان کے علاوہ بعض مخلص مسلمان بھی سُستی کی وجہ سے جہاد میں جانے سے رہ گئے (ان کے بارے میں سورہ توبہ میں ذکر آیا ہے)۔

اسلامی لشکر کی تبوک روانگی

آپ ﷺ رجب 9 ہجری میں 30 ہزار صحابہ کا لشکر لے کر تبوک کی جانب روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے مدینے کا انتظام محمد بن مسلمہؓ کے سپرد کیا، بال بچوں پر حضرت علیؓ بن ابو طالب کو نگران مقرر کیا۔ لشکر کا سب سے بڑا پرچم حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حوالے فرمایا۔ مہاجرین کی کمان حضرت زبیرؓ کے سپرد کی، اوس کا جھنڈا حضرت اُسیر بن حضیرؓ اور خزرج کا جھنڈا حضرت خبابؓ بن منذر کے سپرد فرمایا۔ سواریوں کی قلت کے باعث ایک ایک اونٹ پر کئی افراد کی سواری کی باری مقرر ہوئی۔ لشکر تبوک کی طرف رواں دواں تھا کہ حضرت علیؓ بن ابو طالب آ ملے وہ منافقین کے طعنے برداشت نہ کر سکے اور نکل آئے لیکن آپ ﷺ نے واپس کر دیا

اور حضرت علی سے فرمایا: تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰؑ کے لیے حضرت ہارونؑ تھے البتہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا[1]۔ لوگوں نے درختوں کے پتے کھائے جس سے ان کے ہونٹ سوج گئے۔ راستے میں پانی کی قلت کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ راہ میں عبرتناک مقامات تھے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا یعنی قوم ثمود وغیرہ آپ ﷺ نے حکم دیا یہاں قیام نہ کریں نہ پانی پئیں اور نہ کسی کام میں لائیں۔ پھر اپنا سر ڈھانپا اور تیزی سے وادی پار کر گئے[2]۔ تبوک کے راستے میں رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کی نمازیں، مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھتے تھے۔ جمع تقدیم بھی فرماتے اور جمع تاخیر بھی[3]۔

تبوک میں قیام

قیصر روم کو رسول اللہ ﷺ کے لشکر کی برابر اطلاعات موصول ہو رہی تھیں۔ جب اسلامی لشکر مدینہ سے نکلا اس کا اپنا لشکر جس کے اندر خوف کی لہر دوڑ گئی کو مقابلے کی ہمت نہ ہوئی اور لشکر اندرونِ ملک بکھر گیا رسول اللہ ﷺ 15 دن کا سفر طے کر کے تبوک پہنچتے ہیں اور آپ ﷺ نے 20 روز تک تبوک میں قیام کر کے دشمن پر رعب ڈالا اور سرحد کے عیسائی قبائل اور عرب سرداروں کے مختلف وفود ایلہ، جرباء، اذرح اور مینا وغیرہ۔ حاضر خدمت ہوئے ان کا جزیہ دینا آپ ﷺ نے منظور کیا۔ اس طرح آپ ﷺ نے صلح کے معاہدے کیے اور وہ مسلمانوں کے حمایتی بن کر اسلامی حکومت کا حصہ بن گئے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو دومتہ الجندل کے حاکم اکیدر کے پاس روانہ کیا اور فتح کی پیش

---

[1] صحیح بخاری حدیث:3706

[2] صحیح بخاری حدیث:433

[3] صحیح مسلم حدیث:706، مسند احمد:5/237

گوئی فرمادی تھی۔20روز تبوک میں قیام کرنے کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ واپسی کی اس طرح تقریباً50 روز مدینہ سے باہر رہنے کے بعد رمضان میں واپس تشریف لائے۔

مسجدِ ضرار کا انہدام

منافقین نے کفر و نفاق کی سازشوں کے لیے قبا کے قریب ایک مسجد تعمیر کی اور رسول اللہ ﷺ سے فرمائش کی کہ آپ ﷺ اس میں نماز پڑھائیں۔ سفر تبوک در پیش تھا اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا واپسی پر اِن شاء اللہ ان کی خواہش پوری کی جائے گی لیکن واپسی کے سفر میں جبریل امینؑ نے آپ ﷺ کو اس مسجد کی حقیقت بتا دی اور آپ ﷺ کو جانے سے منع کر دیا۔ آپ ﷺ نے آدمی بھجوا کر 9ھ کو مسجد مسمار کرا دی۔(سورہ توبہ میں اس کا ذکر ہے)

مخلفین

جو منافقین پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے آکر معذرت کی اور قسمیں کھائیں آپ ﷺ نے ان کا ظاہر قبول کر لیا ور باطن اللہ کے حوالے کر دیا کہ کچھ مخلص مسلمان اپنی سُستی کی وجہ سے اس سفر جہاد میں شریک ہونے سے رہ گئے۔ آپ ﷺ کی مدینہ واپسی پر وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنی کوتاہی کو صاف تسلیم کر لیا۔ ان میں کعبؓ بن مالک۔ مرارہؓ بن ربیع اور ہلالؓ بن امیہ شامل تھے۔ آپ ﷺ نے انھیں اللہ کے فیصلے کا انتظار کرنے کو کہا اور عام مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان سے ہر قسم کی لاتعلقی اختیار کریں۔ 40 دن اسی حال میں گزر گئے تو حکم آیا کہ ان کی عورتیں بھی ان سے الگ رہیں پھر 50 دن پورے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔ فرمایا:

وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ O

(التوبة:118:9)

"اور اللہ نے 3 آدمیوں کی بھی توبہ قبول کی جن کا معاملہ مؤخر کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین اپنی کشادگی کے باوجود ان پر تنگ کر دی گئی ان کی جان پر بن آئی اور انہوں نے یقین کر لیا کہ اللہ سے بھاگ کر پناہ کی کوئی جگہ نہیں اگر ہے تو اسی کی طرف ہے تو اللہ نے ان پر مہربانی کی تا کہ وہ توبہ کریں یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے"

اس سے رسول اللہ ﷺ اور تمام اہلِ ایمان کے لیے خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ سب لوگوں نے تینوں پیچھے رہ جانے والے اصحاب کو مبارک باد دی جب کہ ان اصحاب نے بطور شکرانہ سجدہ شکر بجا لایا۔ صدقہ دیا اور خوش خبری سنانے والوں کو انعام دیئے[1]۔

سریہ دومتہ الجندل (رمضان 9ھ - دسمبر 630ء)

رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید بجانب دومتہ الجندل 420 افراد کے ساتھ روانہ کیا۔ حضرت خالدؓ نے اکیدر والی دومتہ الجندل کو گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا۔ رسول اللہ نے ایلہ اور فیاء والوں کی شرائط پر جزیہ دینے پر پھر بحال کر دیا۔ ارد گرد کی دیگر عیسائی حکومتوں کے ساتھ بھی معاہدات کر لئے گئے۔

فرضیت حج (امیر حج حضرت ابو بکرؓ)

اسلام کی دعوت شروع ہوئے 20 برس ہو چکے تھے۔ یمن کی سرحد اور شام

[1] صحیح بخاری حدیث:4418

کی سرحد تک اسلام کی حکومت تھی۔ خدا کے گھر کو اب حضرت ابراھیم کے دستور کے مطابق آراستہ کیا جائے۔

عرب سمجھتے تھے کہ وہ دینِ ابراہیم پر ہیں۔ سنتِ ابراہیم کے مطابق وہ ہر سال بیت اللہ کا حج کرتے تھے۔ البتہ صدیوں کے بگاڑ کے نتیجے میں انہوں نے بہت ساری بدعات بھی حج کے مناسک میں شامل کر دی تھیں۔ جب مکہ فتح ہوا تو آپ ﷺ نے نوجوان نو مسلم عتاب بن اُسیدؓ کو مکہ کا امیر مقرر فرمایا۔ 8 ہجری کا حج مسلمانوں اور مشرکین نے انہی کی اقتداء میں کیا۔ البتہ مسلمانوں نے مشرکین کی جاری کردہ بدعات سے اجتناب کیا۔

اگلے سال ذی القعدہ 9 ہجری مارچ 631ء میں رسول اللہ ﷺ نے مناسک حج قائم کرنے کی غرض سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امیر حج بنا کر مدینہ سے روانہ فرمایا۔ ان کے ساتھ 3 سو مسلمانوں اور 20 قربانی کے اونٹ کا قافلہ مدینہ سے گیا۔ ان کے رخصت ہو جانے کے بعد سورۃ برائت کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں جس میں مشرکین کے ساتھ عہد و پیمان کے ختم کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس حکم کے آجانے کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو مکہ روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کی جانب سے یہ اعلان حج کے دن لوگوں کے سامنے واشگاف انداز میں بیان کر دیا جائے۔ حضرت علیؓ راستے ہی میں حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جا ملے اور رسول اللہ ﷺ کے پیغام اور نازل شدہ قرآنی آیات کے بارے میں بتایا۔ نیز واضح کیا کہ وہ (حضرت علی) امیر نہیں مامور بن کر آئے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی قیادت میں مسلمانوں نے حج ادا کیا۔ حج کے دن 10 ذی الحجہ یعنی قربانی کا دن آیا تو حضرت علیؓ نے جمرہ کے پاس کھڑے ہو کر سورۃ توبہ کی آیات سنائیں اور وہ اعلان کیا۔ جس کا حکم رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا یعنی تمام

عہد والوں کا عہد ختم کر دیا اور انہیں 4 مہینے کی مہلت دی اس طرح جن کے ساتھ کوئی عہد و پیمان نہ تھا انہیں بھی 4 ماہ کی مہلت دی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے صحابہ کی ایک جماعت بھیج کر عام اعلان کرا دیا کہ آج کے بعد کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا نہ ہی مناسکِ حج میں کسی بدعت کو شامل کیا جائے گا[1] اور کعبہ کا انتظام اہلِ ایمان کے ہاتھ میں ہو گا۔ جزیرہ عرب سے یہ اعلان بُت پرستی کے خاتمے کا اعلان تھا۔

مختلف وفود کی آمد

قریش بیت اللہ کو شرف و عزت کا گھر سمجھتے تھے اور واقعہ فیل نے ان کے اس عقیدے کو پختہ کر دیا تھا کہ کوئی باطل پرست شخص چاہے وہ طاقت ور ہی کیوں نہ ہو بیت اللہ پر قبضہ نہیں کر سکتا لیکن جب انہوں نے اور سارے عرب نے کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ محمد (ﷺ) اور اُن کے ساتھیوں کا مکہ پر نہ صرف غلبہ ہو گیا ہے بلکہ آپ ﷺ نے جاہلیت کے تمام آثار مٹا دیے ہیں گویا ساری غیبی قوتیں آپ ﷺ کی پشت پر ہیں تو ان کو یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اسی لیے 9 ہجری کو وفود کی آمد کا سال بھی کہا جاتا ہے۔

البتہ قبائل اس انتظار میں تھے کہ اس تحریک کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے تاکہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں محفوظ فیصلہ کر سکیں۔ قرآنِ پاک نے ان کے عزائم کی بھی قلعی کھول دی۔ کچھ بدو آئے اور آپ ﷺ پر اپنا اسلام جتلانے لگے۔ قرآنِ پاک نے ان کی بھی مذمت کی اور فرمایا کہ:

"(اے نبی) یہ آپ پر اپنے اسلام لانے کا احسان جتلاتے ہیں
آپ ﷺ فرما دیجیے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو بلکہ (حقیقت تو یہ ہے کہ)

[1] صحیح بخاری حدیث: 369، ابن ہشام: 2/ 543-546، زاد المعاد: 3/ 25-26

اللہ نے تم پر عظیم احسان کیا کہ تمہیں ایمان کی ہدایت بخشی اگر تم سچے ہو"

(الحجرات 17:49)

البتہ ان وفود کی آمد ورفت سے جزیرۃ العرب میں موجود سلیم الفطرت لوگوں تک دین کا پیغام پہنچ گیا اور بڑی تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے۔ اس صورت حال سے جزیرہ عرب کی فضا میں خوش گوار تبدیلی پیدا ہوئی۔ پورے علاقے کی معاشی، سیاسی، سماجی کیفیت بدل گئی۔

10 ہجری

اہم واقعات

(10ھ-62سال-631ء)

یکم قمری ماہ	عیسوی تاریخ	واقعات
محرم	منگل 9 اپریل 631	تبلیغ اسلام
صفر	جمعرات 9 مئی	ابو موسیٰ اور معاذؓ کا یمن روانگی (شاک)
(62) ربیع الاول	جمعہ 7 جون	تبلیغ اسلام
ربیع الثانی	اتوار 7 جولائی	سریہ خالدؓ بن ولید بجانب نجران (بنو المدان)
جمادی الاول	پیر 5 اگست	تبلیغ اسلام
جمادی الثانی	بدھ 4 ستمبر	تبلیغ اسلام
رجب	جمعرات 3 اکتوبر	تبلیغ اسلام
شعبان	ہفتہ 2 نومبر	تبلیغ اسلام
رمضان	اتوار 1 دسمبر	سریہ حضرت علیؓ بجانب بنو مذحج (یمن)
شوال	منگل 31 دسمبر	سریہ جریرؓ بن عبداللہ بجانب ذوالخلصہ جگر گوشہ رسول ﷺ حضرت ابراھیم کی وفات (8 شوال-7 جنوری 632ء)
ذیقعدہ	بدھ 29 جنوری 632	تبلیغ اسلام
ذی الحجہ	جمعرات 27 فروری	حجتہ الوداع (جمعہ 9 ذی الحجہ 10ھ بمطابق 7 مارچ 632ء)
متفرق واقعات		سود کی ممانعت ہوئی

سریہ نجران (ربیع الثانی 10ھ - جولائی 631ء)

سریہ خالد بن ولید بجانب نجران (بنو المدون) روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے انہیں 3 دن تک دعوت اسلام دیں اگر وہ نہ مانیں لڑائی کریں۔ حضرت خالدؓ نے اسلام کی دعوت دی "لوگو اسلام لاؤ سالم رہو گے" لوگ مسلمان ہوگئے اس کی اطلاع آپ کو دی آپ نے حضرت قیس بن حصینؓ کو ان کا امیر مقرر کیا اور اس کے پاس حضرت عمرو بن حزم کو دین کی تعلیم کے لیے بھیجا۔

سریہ بنو مذحج (رمضان 10ھ - دسمبر 631ء)

سریہ حضرت علی بجانب بنو مذحج (یمن) روانہ ہوا۔ سب سے پہلے قبیلہ کو اسلام کی دعوت دی انہوں نے قبول نہیں کی تو ان سے لڑ کر شکست دی۔ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ حضرت علیؓ 10 ہجری کے حج میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں آئے تھے۔

سریہ ذوالخلصہ (شوال 10ھ - جنوری 632ء)

یہ سریہ جریر بن عبد اللہ بجلیؓ بجانب ذوالخلصہ 150 سواروں کو روانہ کیا گیا تاکہ وہ قبیلے بجلیہ اور خثعم کے ایک بڑے بت خانہ کو تباہ کریں حضرت جریرؓ نے بت خانہ کو تباہ کر دیا۔ جگر گوشہ رسول ﷺ حضرت ابرھیمؑ کی وفات اسی ماہ ہوئی۔

حجۃ الوداع

(ذالحجہ 10 ہجری بمطابق مارچ 632ء- عمر مبارک 62 سال)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ بن جبل کو 10 ہجری میں یمن کا گورنر بنا کر روانہ کیا تو فرمایا: معاذؓ! غالباً تم مجھ سے اس کے بعد نہ مل سکو گے بلکہ شاید اس مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو گے۔ حضرت معاذ یہ سن کر جدائی کے غم سے رونے لگے۔ اسی سال جب آپ ﷺ نے حج کا ارادہ ظاہر فرمایا یہ سن کر مسلمانان عرب جوش و خروش سے پہنچنا شروع ہوئے کہ آپ ﷺ کی معیت میں حجِ اقدس کا فریضہ سرانجام دیں۔ آپ ﷺ نے ہفتہ 26 ذی قعدہ 10[1] ہجری 22 فروری 632ء کو ظہر کے بعد مدینہ سے کوچ کیا۔ 8 کلو میٹر کے فاصلے پر ذوالحلیفہ پہنچ کر قیام کیا عصر کی نماز قصر کر کے 2 رکعت ادا کی[2] اور اگلے روز حج اور عمرہ کی نیت کر کے احرام باندھا اور تکبیر و تلبیہ کہتے ہوئے[3] مکہ کی راہ لی راستہ میں لوگ شامل ہوتے رہے۔ 8 دن بعد آپ ﷺ شام کے وقت مکہ کے قریب ذی طویٰ میں پہنچے تو قیام فرمایا۔ اتوار 4 ذوالحجہ 2 مارچ 10 ہجری کو صبح فجر کے بعد مسجد حرام میں داخل ہوئے[4]۔ بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کے چکر لگائے مگر احرام نہیں کھولا کیوں کہ آپ ﷺ نے حج و عمرہ کا احرام ایک ساتھ باندھا تھا یعنی حج قران کر رہے تھے۔ عمرہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے بالائی مکہ میں حجون کے پاس قیام فرمایا اور دوبارہ پلٹ کر طواف نہیں کیا۔ آپ ﷺ کے جو صحابہؓ اپنے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) نہیں لائے

---

[1] صحیح بخاری حدیث: 1218، فتح الباری: 8/104

[2] صحیح بخاری حدیث: 1534

[3] صحیح بخاری حدیث: 1549

[4] صحیح بخاری حدیث: 1545، 1573

تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے حج کو تمتع میں بدل دیں [1] یعنی وہ اپنا احرام عمرہ میں تبدیل کر دیں (البتہ 8 ذی الحجہ کو انہوں نے حج کا احرام دوبارہ باندھ کر منیٰ گئے [2] اور یوم نحر تک برقرار رکھا۔

8 ذی الحجہ کو آپ ﷺ منیٰ تشریف لے گئے۔ 9 ذی الحجہ کی صبح تک قیام فرمایا۔ اس دوران ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر (5 وقت) کی نمازیں قصر کے ساتھ وہیں پڑھیں [3] پھر سورج طلوع کے بعد عرفات چل پڑے یہ دن حج کا دن ہے۔ عرفات میں وادی نمرہ میں نزول فرمایا اور جب سورج ڈھلا تو وادی کے درمیان تشریف لائے عرفات کے میدان میں تقریباً 1 لاکھ 25 ہزار انسانوں کے درمیان میں وہ عظیم الشان جامع تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جو رہتی انسانیت تک مشعل راہ ہے۔ آپ قصویٰ پر سوار تھے اور آپ ﷺ کے سامنے انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لوگو! میری بات غور سے سن لو۔ کیوں کہ میں نہیں جانتا شاید اس سال کے بعد اس مقام پر میں تم سے کبھی مل سکوں [4]۔ تمہارا خون، تمہاری عزت اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرمت والا ہیں جس طرح تمہارے لیے آج کے دن کی، یہ مہینہ اور موجودہ شہر کی حرمت ہے۔ سن لو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روند دی گئی ہے عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ جاہلیت کے خون بھی ختم کر دیئے گئے ہیں اور ہمارے خون میں سے پہلا خون جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ ربیعہ بن

---

[1] صحیح بخاری حدیث:1545

[2] صحیح بخاری حدیث:1551

[3] صحیح بخاری حدیث:1653

[4] ابن ہشام:2/603

حارث کے بیٹے کا خون ہے (یہ بچہ بنو سعد میں دودھ پی رہا تھا کہ انہی ایام میں قبیلہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا) اور جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا ہے اور ہمارے سود میں سے پہلا سود جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ عباس بن عبد المطلب کا سود ہے۔ اب یہ سارا کا سارا سود ختم ہے۔ ہاں! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیوں کہ تم نے انھیں اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور اللہ کے کلمے کے ذریعہ حلال کیا ہے اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم انھیں معروف کے ساتھ کھلاؤ اور پہناؤ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زمانہ اصل حالت میں گھوم کر آگیا۔ دیکھو! 1 سال کے 12 مہینے ہوتے ہیں۔ 4 ماہ حرمت والے ہیں 3 لگاتار ہیں۔ ذلقعدہ، ذولحجہ محرم اور چوتھا، رجب جو جمادی الاول اور شعبان اور درمیان میں آتا ہے۔

اور میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کے بعد ہر گز گمراہ نہ ہوگے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔ لوگو! یاد رکھو میرے بعد نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ لہٰذا اپنے رب کی عبادت کرنا۔ پانچ وقت نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، خوشی خوشی اپنے مال کی زکوۃ دینا اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرنا اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا۔ ایسا کروگے تو اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور تم میں سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے۔ تو تم لوگ کیا کہو گے؟ صحابہ نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے تبلیغ کر دی پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا فرما دیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے 3 بار ارشاد فرمایا۔ اے اللہ گواہ رہنا[1]۔"

جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ترجمہ!

[1] صحیح بخاری حدیث:4403، صحیح مسلم حدیث:1218، مسند احمد:5/262

"آج میں نے تمہارے لیے دین مکمل کر لیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا"۔

(سورہ المائدہ 3:5)

آپ ﷺ کے خطبہ کے بعد حضرت بلالؓ نے اذان اور پھر اقامت کہی رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نمازِ قصر پڑھائی اس کے بعد حضرت بلالؓ نے پھر اقامت کہی آپ ﷺ نے عصر پڑھائی۔ یہ بھی دو رکعت تھی۔ اس طرح دونوں نمازیں ظہر اور عصر اکٹھی ادا کی گئیں۔ اس کے بعد سوار ہو کر آپ ﷺ عرفات میں جائے وقوف پر تشرف لائے اور یہاں تک تقریباً سورج غروب ہو گیا تو اپنی اونٹنی پر مزدلفہ (یہ وادی عرفات اور منیٰ کے درمیان واقع ہے) کی طرف تشریف لے گئے۔ جہاں آپ ﷺ نے پھر ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا فرمائیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے طلوعِ فجر تک آرام فرمایا فجر کی نماز پڑھی اس کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے منیٰ کے لیے روانہ ہو گئے جب آپ ﷺ بطن محسر (یہ وہ وادی ہے جہاں ابرہہ کے ہاتھیوں کے لشکر کو اللہ تعالیٰ نے ابابیل کا لشکر بھیج کر تباہ و برباد کیا تھا) پہنچے تو آپ ﷺ نے اونٹنی کی رفتار تیز کر دی اس مقام سے جلدی جلدی گزرے اور آپ ﷺ جمرہ کبریٰ پہنچے اور اسے چھوٹی چھوٹی کنکریاں ماریں ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے جاتے تھے اس کے بعد آپ ﷺ قربان گاہ میں تشریف لائے آپ نے فرمایا آج یوم النحر (قربانی کا دن) ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے 63 اونٹ ذبح فرمائے اور 37 اونٹ آپ ﷺ کی جانب سے حضرت علیؓ نے ذبح کیے اس طرح کل 100 اونٹ کی قربانی آپ ﷺ کی جانب سے کی گئی۔ آپ نے قربانی کے گوشت میں سے کچھ پکوایا۔ آپ اور حضرت محمد ﷺ نے ان میں سے

کچھ گوشت تناول فرمایا اور شوربا پیا قربانی کے بعد حجام سے سر کے بال مونڈوا کر احرام اتار دیا[1] اور اپنے کپڑے پہنے اور بیت اللہ تشریف لے گئے۔ طواف (طواف افاضہ)فرمایا یہ حج کا رکن ہے۔ آپ زم زم نوش فرمایا اور ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ اس کے بعد منیٰ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ ایام تشریق (11-12-13 ذی الحجہ) منیٰ میں ہی مقیم رہے اور مناسک حج ادا فرماتے رہے۔ ان 3 دنوں میں یعنی 11، 12، 13 ذی الحجہ تک تینوں جمرات کو روزانہ سورج ڈھلنے کے بعد (رمی کی) کنکریاں مارتے رہے۔ جمرہ صغریٰ سے شروع کرتے اسے 7 کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے پھر جمرہ وسطیٰ اور اس کے بعد جمرہ کبریٰ کو بھی اس طرح کنکریاں مارتے۔ ایام تشریق میں آپ ﷺ نے کئی چھوٹے چھوٹے خطبے بھی دیئے۔ 12 ذی الحجہ کے خطبہ سے پہلے سورہ نصر نازل ہوئی 13 ذی الحجہ کو جمرات کو (رمی کی) کنکریاں مار کر آپ ﷺ منیٰ سے روانہ ہوئے اور وادی ابطح میں ظہر، عصر اور عشاء تک قیام کیا اور وہیں سے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو ان کے بھائی عبد الرحمان بن ابو بکرؓ کے ساتھ بھیجا کہ انہیں تنعیم (میقات موجودہ مسجد عائشہؓ) سے عمرہ کرالائیں۔ انہوں نے احرام باندھا اور عمرہ کرنے کے بعد سحری کے وقت ابطح واپس آگئیں تو کوچ کا اعلان کیا اور پھر سوار ہو کر بیت اللہ تشریف لائے۔ طواف وداع کیا اور فجر کی نماز پڑھی پھر واپسی مدینہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ اس دن بدھ 14 ذی الحجہ بمطابق 12 مارچ 632ء کی تاریخ تھی۔

---

[1] صحیح بخاری:4410

11 ہجری

اہم واقعات

(11ھ-63سال-632ء)

یکم قمری ماہ	عیسوی تاریخ	واقعات
محرم	ہفتہ 28 مارچ 632	تبلیغ اسلام
صفر	پیر 27 اپریل	آخری فوجی مہم / سریہ اسامہ بن زیدؓ بجانب بلقاء
(63) ربیع الاول	جمعرات 27 مئی	وصال بنی ﷺ بروز پیر 12 ربیع الاول 11ھ 7 جون 632ء عمر مبارک 63 سال 4 دن
متفرق واقعات		وفد کی آمد شہدائے احد اور اہل بقیع کی طرف مسلمہ کذاب کے دو قاصد بارگاہ نبی میں یمن میں جھوٹے نبی کا قتل بنوت کی جھوٹی دعویدار خاتون کے فتنے ظہور صفر کے آخر میں مرض کا آغاز سید فاطمہؓ سے سرگوشی خواتین جنت کا سردار ہونے کی خوش خبری

آخری فوجی مہم

رسول اللہ ﷺ نے صفر 11 ہجری مئی 632 میں اسامہ بن زید بن حارثؓ کو فوجیوں کی کمان میں ایک لشکر تیار کیا اور حکم دیا کہ علاقہ بلقاء (اردن) اور داروم کی فلسطینی سرزمین کو روانہ ہو۔ یہ لشکر روانہ ہو کر مدینہ سے 5 کلو میٹر دور مقام جبرف پہنچا تو انہیں رسول اللہ کی بیماری کی خبر ملی تو مجاہدین وہیں رک گئے اور پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد یہ لشکر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی عہد خلافت کے دوران یہ پہلی فوجی مہم کی شکل اختیار کر گیا[1]۔ یہ پہلا اسلامی لشکر تھا جس نے رومیوں کو شکست دی اس طرح شام اور مصر کو فتح کرنے کے دروازے کھل گئے۔

وصال رسول اللہ ﷺ

(ربیع الاول 11 ہجری بمطابق جون 632ء عمر مبارک 63 سال)

الوداعی آثار

دین اسلام کی دعوت مکمل ہوگئی تو رحلت کے آثار نمایاں ہونے شروع ہوگئے آپ ﷺ نے رمضان 10 ہجری میں 20 دن کا اعتکاف فرمایا اور حضرت جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کو دو مرتبہ قرآن کا دور کرایا۔ جبکہ آپ ﷺ 10 دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ اوائل صفر 11 ہجری میں آپ ﷺ "احد" تشریف لے گئے اور شہداء کے لیے اس طرح دعا کی گویا زندوں اور مردوں سے رخصت ہو رہے ہیں ماہ صفر کے آخر میں آپ ﷺ رات کے وقت جنت البقیع تشریف لے گئے اور اہل بقیع کے لیے دعا مغفرت کی اور فرمایا: ہم بھی تم سے آن ملنے والے ہیں۔[2]

[1] صحیح بخاری حدیث:4468-4469، ابن ہشام:2/250،606

[2] صحیح بخاری حدیث:4042، صحیح مسلم حدیث:2296

مرض کا آغاز

29 صفر 11 ہجری بروز بدھ کو آپ ﷺ کسی جنازے کے ہمراہ جنتِ البقیع تشریف لے گئے۔ واپسی پر آپ ﷺ نے سر میں درد محسوس کیا اور یہ اتنا شدید تھا کہ آپ ﷺ کو کپڑا باندھنا پڑا۔ جس کے باہر سے بخار کی حدت بھی محسوس کی جاسکتی تھی یہ مرض الموت کا آغاز تھا۔ کل 13 دن آپ ﷺ بیمار رہے۔ 5 ربیع الاول بروز سوموار (آخری سوموار)۔ پیر کے دن آپ کی طبیعت اس قدر خراب ہوگئی کہ آپ نے ازواج مطہرات سے اجازت لے کر حضرت عائشہؓ کے حجرے میں چلے گئے اور وفات تک یہیں رہے۔ 7 ربیع الاول بروز بدھ مسجد میں تشریف لائے تو سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ البتہ بخار میں کچھ تخفیف تھی۔ آپ ﷺ منبر پر فروکش ہوئے۔ صحابہ کرامؓ ارد گرد جمع تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہود و انصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ

انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنایا۔[1] "

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا" تم لوگ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے" آج تک آپ ﷺ کی قبر ایسے مشرکانہ اعمال سے محفوظ ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا" میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں جب تک انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے ہر گز گمراہ نہ ہوگے۔" کتاب اور میری سنت "[2]۔ اس کے بعد آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی۔

8 ربیع الاول بروز جمعرات عشاء کے وقت صورتِ حال زیادہ بگڑ گئی۔ آپ ﷺ نے 3 مرتبہ نماز کے لیے اٹھنا چاہا لیکن ہر بار غشی آجاتی اور نہ اٹھ پاتے۔ ادھر

[1] صحیح بخاری حدیث:435-436

[2] صحیح بخاری حدیث:3056

صحابہ نماز کے لیے منتظر تھے آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ (جن کے ہاں آپ ﷺ آخری ایام میں مقیم تھے[1]) کو کہا کہ وہ حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا کہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے اہلِ ایمان کو نماز پڑھائی۔ حضرت ابو بکرؓ نے آپ کی حیات مبارکہ میں 17 نمازوں کی امامت کا شرف حاصل کیا (جمعرات کی عشاء، جمعہ، ہفتہ، اتوار اور سوموار کو فجر کی نماز)۔ اسی دوران ایک روز رسول اللہ کی طبیعت سنبھل گئی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حجرہ کا پردہ اٹھایا۔ صحابہؓ نماز کے لیے صفیں بنا چکے تھے، حضرت ابو بکرؓ نے یہ دیکھ کر آپ ﷺ تشریف لا رہے ہیں پیچھے ہٹنا چاہا لیکن آپ ﷺ نے اشارہ سے روک دیا۔ آپ ﷺ 2 آدمیوں کے سہارے ظہر کی نماز کے لئے تشریف لائے اور حضرت ابو بکرؓ کے بازو میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ نماز پڑھاتے جاتے اور حضرت ابو بکرؓ آپ کی اقتداء میں بلند آواز سے اہلِ ایمان کے لیے تکبیر کہتے جاتے[2]۔

حیات مبارکہ کا آخری دن

چاشت کے وقت رسول ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور کچھ سرگوشی کی وہ رونے لگیں پھر سرگوشی کو تو وہ ہنسنے لگیں حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ بعد میں ہمارے دریافت کرنے پر انہوں بتایا کہ آپ ﷺ اسی مرض میں وفات پا جائیں گے اس سے میں روئی اور پھر آپ ﷺ نے مجھے سرگوشی کرتے ہوئے بتایا کہ اہل و عیال میں سب سے پہلے میں آپ ﷺ کے پیچھے جاؤں گی اس پہ میں ہنسنے لگی اور یہ بھی کہا تم جنت کی عورتوں کی سردار بنو گی[3]۔

---

[1] صحیح بخاری حدیث:4442

[2] صحیح بخاری حدیث:687،664، صحیح مسلم حدیث:418

[3] صحیح بخاری حدیث:6286-6285، صحیح مسلم حدیث2450

عالم نزع اور وفات

حیاتِ مبارکہ کا آخری دن تھا۔ دن چڑھے بخار نے شدت اختیار کر لی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں آخری وقت میں مجھے رسول اللہ ﷺ کے قریب رہنے کا شرف حاصل رہا۔ آپ ﷺ اس وقت میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی آپ ﷺ مسواک کو دیکھ رہے تھے۔ مجھے اندازہ ہوگیا کہ آپ مسواک کے خواہش مند ہیں۔ میں نے مسواک آپ ﷺ کو دے دی۔ آپ ﷺ کو سخت محسوس ہوئی۔ میں نے کہا اسے آپ ﷺ کے لیے نرم کر دوں۔ آپ ﷺ نے سر کے اشارے سے فرمایا "ہاں۔ میں نے اپنے دانتوں سے مسواک نرم کر دی اور آپ ﷺ نے نہایت اچھی طرح مسواک کی آپ ﷺ کے سامنے پیالہ میں پانی تھا۔ آپ ﷺ دونوں ہاتھ پیالے میں ڈال کر چہرہ پر پھیرتے اور فرماتے لاَاِلٰہ اِلَّا اللہ "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں موت کے وقت شدت ہوتی ہے" پھر اپنے ہاتھ کو اٹھا کر کہنے لگے " اللّٰھُمَّ الرَّفِیقَ الأَعْلَی "اور آپ ﷺ کا ہاتھ جھک گیا[1]۔

سوموار 12 ربیع الاول 11 ہجری، 7 جون 632ء چاشت کے وقت وصال ہوا اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 63[2] سال تھی۔

نوٹ: اگر حج الوداع اتوار کو ہو تو وصال 12 ربیع الاول بروز پیر کہا جاتا ہے۔ اگر جمعہ کو حج الوداع ہوا تو وصال 14 ربیع الاول بروز پیر کہا جاتا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری حدیث: 4449، صحیح مسلم حدیث: 2444، مسند احمد: 6/64

[2] صحیح بخاری: 3902-4466، 3903، صحیح مسلم حدیث: 2351، رحمۃ اللعالمین: 1/197

اہم واقعات کی ایک جھلک (ٹیبل-1)

نمبر شمار	واقعہ کا نام	ہجری کیلنڈر میں تخمینا متعلقہ تاریخیں	عیسوی کیلنڈر میں تخمینا متعلقہ تاریخیں	عمر مبارک
1.	رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت	پیر 9 ربیع الاول عام الفیل 1ء	20 اپریل 571	پیدائش
2.	والدہ حضرت آمنہ کی وفات		577ء	6
3.	دادا حضرت عبد المطلب کی وفات		579ء	8
4.	زیر کفالت چچا ابو طالب		579ء	8
5.	پہلا تجارتی سفر ملک شام		582ء	12
6.	جنگ فجار		590ء	20
7.	حضرت خدیجہؓ سے شادی		595ء	25
8.	بیعت اللہ کی تعمیر نو		605ء	35
9.	نبوت کا آغاز (سچے خواب)	پیر 9 ربیع الاول 1 نبوت	9 فروری 610ء	40
10.	پہلی وحی غار حرا (رسالت)	27 رمضان 1 نبوی	24 اگست 610ء	40 سال 6 ماہ
11.	ہجرت حبشہ	رجب 5 نبوی	اپریل 614ء	44
12.	حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کا قبول اسلام	ذی القعدہ 6 نبوی	اگست 615ء	45
13.	شعب ابو طالب محصوری	یکم محرم 7 نبوی	30 ستمبر 615ء	46
14.	محصوری کا خاتمہ	یکم محرم 10 نبوی	29 اگست 618ء	49
15.	چچا ابو طالب کی وفات	رجب 10 نبوی	فروری 619ء	49
16.	حضرت خدیجہؓ کی وفات	رمضان 10 نبوی	اپریل 619ء	49

.17	حضرت سودہؓ سے شادی	شوال 10 نبوی	مئی 619ء	49
.18	سفر طائف	شوال 10 نبوی	مئی 619ء	49
.19	معراج النبی ﷺ	27 رجب 11 نبوی	9 مارچ 620ء	50
.20	حضرت عائشہؓ سے نکاح	شوال 11 نبوی	مئی 620ء	50
.21	پہلی بیعت عقبہ	ذی الحجہ 11 نبوی	جولائی 620ء	50
.22	دوسری بیعت عقبہ	ذی الحجہ 12 نبوی	جولائی 621ء	51
.23	تیسری بیعت عقبہ	ذی الحجہ 13 نبوی	جون 622ء	52
.24	قبا میں آمد	پیر 8 ربیع الاول، 14 نبوی 1ھ	20 ستمبر 622ء	53
.25	مدینہ منورہ ہجرت (آمد)	12 ربیع الاول 1ھ	24 ستمبر 622ء	53
.26	میثاق مدینہ / بھائی چارہ	رجب 1ھ	جنوری 623ء	53
.27	پہلا سریہ حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب بجانب سیف البحر	رمضان 1ھ	مارچ 623ء	53
.28	سریہ حضرت عبیدہؓ بن حارث جانب رابغ	شوال 1ھ	اپریل 623ء	53
.29	حضرت عائشہؓ کی رخصتی	شوال 1ھ	اپریل 623ء	53
.30	سریہ حضرت سعدؓ بن ابو وقاص بجانب خرار	ذیقعدہ 1ھ	مئی 623ء	53
.31	غزوہ ودان یا ابواء (پہلا غزوہ)	صفر 2ھ	اگست 623ء	53
.32	غزوہ بواط	ربیع الاول 2ھ	ستمبر 623ء	54
.33	غزوہ سفوان	ربیع الاول 2ھ	ستمبر 623ء	54
.34	غزوہ ذی العشیرہ	جمادی الاولیٰ 2ھ	نومبر 623ء	54

.35	سریہ عبد اللہ بن جحشؓ بجانب نخلہ	رجب 2ھ	جنوری 624ء	54
.36	تحویل قبلہ	شعبان 2ھ	فروری 624ء	54
.37	غزوہ بدر	17 رمضان 2ھ	13 مارچ 624ء	54
.38	غزوہ بنو سلیم	شوال 2ھ	اپریل 624ء	54
.39	غزوہ بنو قینقاع	شوال 2ھ	اپریل 624ء	54
.40	غزوہ سویق	ذی الحجہ 2ھ	جون 624ء	54
.41	حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ کے ساتھ	ذی الحجہ 2ھ	جون 624ء	54
.42	غزوہ ذی الامر	محرم 3ھ	جولائی 624ء	54
.43	کعب بن اشرف کا قتل (سریہ محمد بن مسلمہؓ)	ربیع الاول 3ھ	اگست 624ء	55
.44	غزوہ بحران	ربیع الثانی 3ھ	ستمبر 624ء	55
.45	سریہ زید بن حارثہؓ بجانب قردہ	جمادی الثانی 3ھ	نومبر 624ء	55
.46	حضرت زینبؓ بنت خزیمہ سے شادی	رمضان 3ھ	فروری 625ء	55
.47	غزوہ اُحد	7 شوال 3ھ	23 مارچ 625ء	55
.48	غزوہ حمراء الاسد	8 شوال 3ھ	24 مارچ 625ء	55
.49	حضرت حفصہؓ سے شادی	ذیقعدہ 3ھ	اپریل 625ء	55
.50	سریہ ابو سلمہؓ	1 محرم 4ھ	15 جون 625ء	55
.51	سریہ ابن اُنیسؓ	5 محرم 4ھ	19 جون 625ء	55
.52	واقعہ رجیع	صفر 4ھ	جولائی 625ء	55
.53	واقعہ بیئر معونہ	صفر 4ھ	جولائی 625ء	55
.54	غزوہ بنو نضیر	ربیع الاول 4ھ	اگست 625ء	56

.55	غزوہ بدر ثانی	شعبان 4ھ	جنوری 626ء	56
.56	حضرت اُم سلمہؓ سے شادی	شوال 4ھ	مارچ 626ء	56
.57	غزوہ دومتہ الجندل	ربیع الاول 5ھ	اگست 626ء	57
.58	غزوہ خندق (احزاب)	21 شوال 5ھ	15 مارچ 627ء	57
.59	غزوہ بنو قریظہ	ذی قعدہ 5ھ	14 اپریل 627ء	57
.60	حضرت زینبؓ بن جحش سے شادی	ذیقعدہ 5ھ	اپریل 627ء	57
.61	سریہ عبد اللہؓ بن عتیک بجانب خیبر (ابو رافع)	ذی الحجہ 5ھ	اپریل 627ء	57
.62	سریہ محمد بن مسلمہؓ بجانب قرطاء	محرم 6ھ	مئی 627ء	57
.63	غزوہ بنو لحیان	ربیع الاول 6ھ	جولائی 627ء	58
.64	سریہ عکاشہؓ بجانب غمر	ربیع الاول 6ھ	جولائی 627ء	58
.65	سریہ محمد بن مسلمہؓ بجانب ذی القصہ	ربیع الاول 6ھ	جولائی 627ء	58
.66	سریہ ابو عبیدہؓ بن الجراح بجانب ذی القصہ	ربیع الثانی 6ھ	اگست 627ء	58
.67	سریہ زیدؓ بن حارثہ بجانب جموم	ربیع الثانی 6ھ	اگست 627ء	58
.68	سریہ زیدؓ بن حارثہ بجانب عیص	جمادی الاولیٰ 6ھ	ستمبر 627ء	58
.69	سریہ زیدؓ بن حارثہ بجانب طریق (طرف)	جمادی الثانی 6ھ	اکتوبر 627ء	58
.70	سریہ زید بن حارثہؓ بجانب وادی القریٰ	رجب 6ھ	نومبر 627ء	58

.71	غزوہ بنو المصطلق (مریسیع)	شعبان 6ھ	دسمبر 627ء	58
.72	حضرت جویریہ سے شادی	شعبان 6ھ	دسمبر 627ء	58
.73	سریہ عبد الرحمٰنؓ بن عوف بجانب دومتہ الجندل (بنی کلب)	شعبان 6ھ	دسمبر 627ء	58
.74	سریہ علیؓ ابن ابی طالب جانب فدک	شعبان 6ھ	دسمبر 627ء	58
.75	سریہ حضرت ابو بکرؓ بجانب وادی القریٰ	رمضان 6ھ	جنوری 628ء	58
.76	سریہ عبد اللہؓ بن رواحہ بجانب خیبر	رمضان 6ھ	جنوری 628ء	58
.77	سریہ کرزؓ بن جابر بجانب عرینہ	شوال 6ھ	فروری 628ء	58
.78	صلح حدیبیہ	ذیقعدہ 6ھ	مارچ 628ء	58
.79	شاہان عالم کو دعوت اسلام	ذی الحجہ 6ھ	اپریل 628ء	58
.80	غزوہ قرد (غابہ)	محرم 7ھ	مئی 628ء	58
.81	غزوہ خیبر	محرم 7ھ	مئی 628ء	58
.82	حضرت صفیہؓ سے شادی	صفر 7ھ	جون 628ء	58
.83	حضرت اُم حبیبہؓ کی رخصتی	ربیع الاول 7ھ	جولائی 628ء	59
.84	غزوہ ذات الرقاع	جمادی الاول 7ھ	ستمبر 628ء	59
.85	سریہ عمرؓ بجانب تربہ	شعبان 7ھ	دسمبر 628ء	59
.86	سریہ بشیرؓ بن سعد الانصاریؓ بجانب فدک	شعبان 7ھ	دسمبر 628ء	59
.87	سریہ غالب بن عبد اللہ اللیثیؓ بجانب میفعہ	رمضان 7ھ	جنوری 629ء	59

.88	سریہ شیرؓ بن سعد بجانب یمن وجبار	شوال 7ھ	فروری 629ء	59
.89	عمرۃ القضاء	ذیقعدہ 7ھ	مارچ 629ء	59
.90	حضرت میمونہؓ سے شادی	ذیقعدہ 7ھ	مارچ 629ء	59
.91	سریہ ابو العوجاءر بجانب بنو سلیم	ذی الحجہ 7ھ	اپریل 629ء	59
.92	خالد بن ولیدؓ اور عمروؓ بن العاص کا قبول اسلام	صفر 8ھ	جون 629ء	59
.93	سریہ غالبؓ بن عبد اللہ بجانب فدک	صفر 8ھ	جون 629ء	59
.94	سریہ شجاعؓ بن وہب بجانب ذات عرق	ربیع الاول 8ھ	جولائی 629ء	60
.95	پیدائش حضرت ابراھیم	ربیع الثانی 8ھ	اگست 629ء	60
.96	سریہ کعبؓ بن عمر بجانب ذات اطلح	ربیع الاول 8ھ	جولائی 629ء	60
.97	سریہ موتہ (معرکہ موتہ)	جمادی الاولیٰ 8ھ	اگست 629ء	60
.98	سریہ عمروؓ بن عاص بجانب ذات السلاسل	جمادی الثانی 8ھ	ستمبر 629ء	60
.99	سریہ ابو قتادہ بجانب خضرہ	شعبان 8ھ	نومبر 629ء	60
.100	فتح مکہ	20 رمضان 8ھ	11 جنوری 630ء	60
.101	غزوہ حنین	10 شوال 8ھ	31 جنوری 630ء	60
.102	غزوہ طائف	شوال 8ھ	فروری 630ء	60
.103	عمرہ جعرانہ اور واپسی	24 ذیقعدہ 8ھ	15 مارچ 630ء	60
.104	پیدائش حضرت ابراہیمؓ	ربیع الثانی 9ھ	جولائی 630ء	60
.105	غزوہ تبوک	رجب 9ھ	اکتوبر 630ء	61

.106	حضرت ابو بکرؓ کا حج	ذی الحجہ 9ھ	مارچ 631ء	61
.107	سریہ خالدؓ بن ولید بجانب بخران	ربیع الثانی 10ھ	جولائی 631ء	62
.108	حضرت علیؓ کی یمن روانگی	رمضان 10ھ	دسمبر 631ء	62
.109	وفات حضرت ابراھیمؓ	شوال 10ھ	جنوری 632ء	62
.110	حجتہ الوداع	9 ذی الحجہ 10ھ	7 مارچ 632ء	62
.111	آخری فوجی سریہ اسامہؓ بن زیدؓ بجانب بلقاء	صفر 11ھ	مئی 632ء	63
.112	وصال نبی ﷺ	پیر 12 ربیع الاول 11 ہجری	7 جون 632ء	63

ولادت سے وصال تک عمر مبارک بمعہ تاریخ ماہ و سن (ٹیبل-2)

سن عام الفیل	عمر مبارک (قمری سال میں)	تاریخ	مہینہ	سال
1	20 ولادت (9 ربیع الاول)	20	4	571ء
2	1 سال	8	4	572ء
3	2	28	3	573ء
4	3	18	3	574ء
5	4	07	3	575ء
6	5	24	2	576ء
7	6	13	2	577ء
8	7	02	2	578ء
9	8	22	1	579ء
10	9	12	1	580ء
11	10	31	12	580ء
12	11	21	12	581ء
13	12	10	12	582ء
14	13	29	11	583ء
15	14	18	11	584ء
16	15	07	11	585ء
17	16	27	10	586ء
18	17	17	10	587ء
19	18	05	10	588ء

سن عام الفیل	عمر مبارک (قمری سال میں)	تاریخ	مہینہ	سال
20	19	25	9	589ء
21	20	14	9	590ء
22	21	03	9	591ء
23	22	23	8	592ء
24	23	12	8	593ء
25	24	01	8	594ء
26	25	22	7	595ء
27	26	10	7	596ء
28	27	29	6	597ء
19	28	19	6	598ء
8	29	08	6	599ء
31	30	28	5	600ء
32	31	17	5	601ء
33	32	06	5	602ء
34	33	26	4	603ء
35	34	14	4	604ء
36	35	03	4	605ء
24	36	24	3	606ء
38	37	13	3	607ء
39	38	2	3	608ء

سن عام الفیل	عمر مبارک (قمری سال میں)	تاریخ	مہینہ	سال
40	39	19	2	609ء
41	40سال	08	2	610ء
42	41	29	1	611ء
43	42	18	1	612ء
44	43	06	1	613ء
45	44	27	12	613ء
46	45	16	12	614ء
47	46	05	12	615ء
48	47	24	11	616ء
49	48	13	11	617ء
50	49	03	11	618ء
51	50	23	10	619ء
52	51	11	10	620ء
53	52	01	10	621ء
54	53	20	9	622ء
55	54	09	9	623ء
56	55	29	8	624ء
57	56	18	8	625ء
58	57	7	8	626ء
59	58	28	7	627ء

سن عام الفیل	عمر مبارک (قمری سال میں)	تاریخ	مہینہ	سال
60	59	16	7	628ء
61	60	06	7	629ء
62	61	25	6	630ء
63	62	14	6	631ء
64	8 ربیع الاول 63 سال	03	6	632ء
	12 ربیع الاول 63 سال 4 دن	07	06	632ء

❖ دو قمری ماہ (ربیع الاول) ایک ہی عیسوی سال 580ء اور 613ء میں آتے ہیں۔

❖ 8 ربیع الاول 1ھ بمطابق 20 ستمبر 622ء مکہ سے قبا میں آپ ﷺ کی آمد اور 53 سال عمر مبارک مکمل ہوئی اور اس کے ساتھ نبوت کے 13 سال بھی مکمل ہوئے۔

❖ پیر 12 ربیع الاول 11ھ بمطابق 07 جون 632ء میں وصال ہوا۔

❖ آپ ﷺ کی پیدائش عیسوی 20 اپریل 571ء کو ہوئی اور وفات 7 جون 632ء میں ہوئی اس طرح آپ ﷺ کی قمری عمر 63 سال 4 دن اور عیسوی عمر 61 سال ایک ماہ 17 دن ہوئے۔ (ٹیبل نمبر 3 میں دیکھیں)

ولادت سے وصال تک عمر مبارک (ٹیبل-3)

سن عام الفیل	قمری عمر مبارک	سن عیسوی	سن قبل از نبوت	سن قبل از ہجرت	عیسوی عمر مبارک
1	پیدائش	571	40	53	
2	1	572	39	52	1
3	2	573	38	51	2
4	3	574	37	50	3
5	4	575	36	49	4
6	5	576	35	48	5
7	6	577	34	47	6
8	7	578	33	46	7
9	8	579	32	45	8
10	9	580	31	44	9
11	10	580	30	43	-
12	11	581	29	42	10
13	12	582	28	41	11
14	13	583	27	40	12
15	14	584	26	39	13
16	15	585	25	38	14
17	16	586	24	37	15
18	17	587	23	36	16
19	18	588	22	35	17
20	19	589	21	34	18
21	20	590	20	33	19

سن عام الفیل	عمر مبارک	سن عیسوی	سن قبل از نبوت	سن قبل از ہجرت	عیسوی عمر مبارک
22	21	591	19	32	20
23	22	592	18	31	21
24	23	593	17	30	22
25	24	594	16	29	23
26	25	595	15	28	24
27	26	596	14	27	25
28	27	597	13	26	26
29	28	598	12	25	27
30	29	599	11	24	28
31	30	600	10	23	29
32	31	601	9	22	30
33	32	602	8	21	31
34	33	603	7	20	32
35	34	604	6	19	33
36	35	605	5	18	34
37	36	606	4	17	35
38	37	607	3	16	36
39	38	608	2	15	37
40	39	609	1 قبل از نبوت	14	38
41	40	610	1 نبوت	13	39
42	41	611	2	12	40
43	42	612	3	11	41

سن عام الفیل	عمر مبارک	سن عیسوی	نبوت	سن قبل از ہجرت	عیسوی عمر مبارک
44	43	613	4	10	42
45	44	613	5	9	–
46	45	614	6	8	43
47	46	615	7	7	44
48	47	616	8	6	45
49	48	617	9	5	46
50	49	618	10	4	47
51	50	619	11	3	48
52	51	620	12	2	49
53	52	621	13	1 قبل از ہجری	50
54	53	622	14	1ہجری	51
55	54	623	15	2	52
56	55	624	16	3	53
57	56	625	17	4	54
58	57	626	18	5	55
59	58	627	19	6	56
60	59	628	20	7	57
61	60	629	21	8	58
62	61	630	22	9	59
63	62	631	23	10	60
64	63	632	24	11	61

نبوت (ٹیبل-4)

سال نبوت	سن نبوت	عمر مبارک	سن عیسوی
	1 (9 ربیع الاول)	40 سال 1 دن	610ء
1	2	41	611ء
2	3	42	612ء
3	4	43	613ء
4	5	44	613ء
5	6	45	614ء
6	7	46	615ء
7	8	47	616ء
8	9	48	617ء
9	10	49	618ء
10	11	50	619ء
11	12	51	620ء
12	13	52	621ء
13	14 (8 ربیع الاول)	53	622ء

ہجرت(ٹیبل-5)

سال ہجرت	سن ہجرت	عمر مبارک	سن عیسوی
	1(08ربیع الاول)	53	622ء
1	2	54	623ء
2	3	55	624ء
3	4	56	625ء
4	5	57	626ء
5	6	58	627ء
6	7	59	628ء
7	8	60	629ء
8	9	61	630ء
9	10	62	631ء
10	11	63	632ء

❖ پیر 8ربیع الاول 1 ہجری / 20 ستمبر 622ء کو قباء تشریف لائے لیکن سالانہ اسلامی کیلنڈر یکم محرم سے شروع کیا گیا۔

اہم واقعات نبوت (13 سالہ نبوی مکی زندگی مکہ)

1 نبوت تا 7 نبوت (ٹیبل A-6)

یکم قمری ماہ	1 نبوی 40 سال	2 نبوی 41 سال	3 نبوی 42 سال	4 نبوی 43 سال	5 نبوی 44 سال	6 نبوی 45 سال	7 نبوی 46 سال
یکم محرم	04/12/609	24/11/610	13/11/611	1/11/612	22/10/613	11/10/614	30/09/615
محرم							مکمل بائیکاٹ
صفر	جنوری 610ء						
ربیع الاول	پیر 9 ربیع الاول 9/2/610 سچے خواب آغاز نبوت (عمر مبارک 40 سال)						
ربیع الثانی							
جمادی الاول							
جمادی الثانی						دوسری ہجرت حبشہ	
رجب					ہجرت حبشہ		
شعبان							
رمضان	وحی کے نزول کا آغاز پیر 27 رمضان 24 اگست 610ء						
شوال				اعلانیہ دعوت اسلام			
ذیقعدہ	خفیہ دعوت اسلام کا آغاز					حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کا قبول اسلام	
ذی الحجہ							

اہم واقعات نبوت (13 سالہ نبوی، مکی زندگی مکہ)

8 نبوت تا 14 نبوت (ٹیبل B-6)

یکم قمری ماہ	8 نبوی 47سال	9 نبوی 48سال	10 نبوی 49سال	11 نبوی 50سال	12 نبوی 51سال	13 نبوی 52سال	14 نبوی 53سال
یکم محرم	19 9/616	8/9 617	29/8/618	18 8 619	6 8 620	27 7/621	16 7/622
محرم			خاتمہ بائیکاٹ				
صفر							گھر سے غار تک
ربیع الاول							قبا میں تشریف آوری پیر 8 ربیع الاول 20 ستمبر 622ء (عمر مبارک 53 سال مکمل)
ربیع الثانی							
جمادی الاول							
جمادی الثانی							
رجب			وفات ابوطالب	معراج النبی ﷺ			
شعبان							
رمضان			وفات حضرت خدیجہؓ				
شوال			سفر طائف	حضرت عائشہ سے نکاح			
ذیقعدہ			واپسی سفر طائف				
ذی الحجہ				یثرب میں اسلام (جولائی)	پہلی بیعت عقبہ (جولائی)	دوسری بیعت عقبہ (جون)	

اہم واقعات ہجرت (10 سالہ ہجری مدنی زندگی)
سن 1ھ سے سن 6ھ (ٹیبل A-7)

یکم قمری ماہ	1ہجری 53سال	2ہجری 54سال	3ہجری 55سال	4ہجری 56سال	5ہجری 57سال	6ہجری 58سال
محرم	16/7/622	5/7/623	24/6/624	13/6/625	2/6/626	23/5/627
صفر	گھر سے غار ثور			رجیع کا واقعہ بئر معونہ کا المیہ		
ربیع الاول	قبا میں آمد پیر 8 ربیع الاول مدینہ میں آمد 12 ربیع الاول 1ھ					
ربیع الثانی	2 رکعت نماز فرض میں اضافہ					
جمادی الاول						
جمادی الثانی			دختر رسول ﷺ کلثوم کی شادی حضرت عثمان کے ساتھ	حضرت زینب بنت خزیمہ کی وفات		
رجب	اذان کی ابتداء بھائی چارہ میثاق مدینہ جنوری 623ء					
شعبان	پہلی دفاعی جنگ کی اجازت	تحویل قبلہ				واقعہ افک حضرت جویریہ سے عقد
رمضان		دختر رسول ﷺ کی وفات	حضرت زینبؓ بنت خزیمہ سے شادی			
شوال	حضرت عائشہؓ کی رخصتی			حضرت ام سلمہؓ کی مشرف زوجیت		
ذیقعدہ			حضرت حفصہؓ سے عقد	حرمت شراب کا حکم	حضرت زینبؓ بنت جحش سے شادی	صلح حدیبیہ
ذی الحجہ	عبداللہ بن سلام یہودی عالم اور ابو قیس عیسائی عالم کا قبول اسلام	حضرت فاطمہؓ کی حضرت علی سے شادی	وراثت کا قانون اہل کتاب سے نکاح جائز			سلاطین کو اسلام کی دعوت، پردے کا حکم

اہم واقعات ہجرت (10 سالہ ہجری مدنی زندگی)

سن 7ھ سے سن 11ھ (ٹیبل B-7)

	7ہجری 59سال	8ہجری 60سال	9ہجری 61سال	10ہجری 62سال	11ہجری 63سال
محرم	11/5/628	1/5/629	20/4/630	9/4/631	28/3/632
صفر	حضرت صفیہؓ سے شادی		زکوٰۃ کا حکم زکوٰۃ کی وصولی کا نظام		
ربیع الاول	ام حبیبہ سے شادی				وصال 12ربیع الاول 7/6/632 63سال4دن
ربیع الثانی			جگر گوشہ رسول حضرت ابراہیم کی ولادت		
جمادی الاول					
جمادی الثانی			واقعہ ایلاء وتخیر		
رجب		قریش کی معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی			
شعبان			غیر مسلم سے جزیہ کا حکم		
رمضان		فتح مکہ	مسجد ضرار مسمار ہوئی		
شوال			وفات شاہ حبشہ وفات رائیس منافقین عبداللہ بن ابی	جگر گوشہ رسول ﷺ حضرت ابراہیم کی وفات	
ذیقعدہ	عمرہ قضاء حضرت میمونہؓ سے شادی	عمرہ (جعرانہ)	مختلف وفد کی آمد		
ذی الحجہ	نکاح وطلاق کے قوانین		حج (حضرت ابو بکر)	حجتہ الوداع	

غزوات (ٹیبل A-8)

یکم قمری ماہ	1ہجری 53سال	2ہجری 54سال	3ہجری 55سال	4ہجری 56سال	5ہجری 57سال	6ہجری 58سال
یکم محرم	16/7/622	5/7/623	24/6/624	13/6/625	2/6/626	23/5/627
محرم						
صفر		غزوہ ابواء (ودان)	غزوہ ذی امر (غطفان)			
ربیع الاول		غزوہ بواط غزوہ سفوان		غزوہ بنو نضیر	غزوہ دومۃ الجندل	غزوہ بنو لحیان
ربیع الثانی			غزوہ بحران			
جمادی الاول		غزوہ ذی العشیرہ				
جمادی الثانی						
رجب						
شعبان				غزوہ بدر (دوم)		غزوہ المصطلق (مریسیع)
رمضان		17 رمضان غزوہ بدر				
شوال		غزوہ بنو سلیم غزوہ بنو قینقاع	غزوہ احد غزوہ حمراء الاسد		غزوہ احزاب (خندق)	
ذیقعدہ					غزوہ بنو قریظہ مارچ	صلح حدیبیہ
ذی الحجہ		غزوہ سویق				

غزوات (ٹیبل B-8)

	11 ہجری 63 سال	10 ہجری 62 سال	9 ہجری 61 سال	8 ہجری 60 سال	7 ہجری 59 سال
یکم محرم	28/3/632	9/4/631	20/4/630	1/5/629	11/5/628
محرم					غزوہ غابہ غزوہ خیبر غزوہ وادی القریٰ
صفر					
ربیع الاول					
ربیع الثانی					
جمادی الاول				معرکہ موتہ	غزوہ ذات الرقاع
جمادی الثانی					
رجب			غزوہ تبوک		
شعبان					
رمضان				غزوہ فتح مکہ 20 رمضان	
شوال				10 شوال غزوہ حنین غزوہ طائف	
ذیقعدہ					
ذی الحجہ					

سَرَایا(ٹیبل 9-A)

یکم قمری ماہ	1ہجری 53سال	2ہجری 54سال	3ہجری 55سال	4ہجری 56سال	5ہجری 57سال	6ہجری 58سال
یکم محرم	16/7/622	5/7/623	24/6/624	13/6/625	2/6/626	23/5/627
محرم				سریہ ابو سلمہؓ سریہ عبداللہ انیسؓ		سریہ قرطاء
صفر						
ربیع الاول			سریہ محمد بن مسلمہؓ			سریہ غمر سریہ ذوالقصہ
ربیع الثانی						سریہ جموم
جمادی الاول						سیہ عیص
جمادی الثانی			سریہ قردہ			سریہ طرف (طریق)
رجب						سریہ وادی القریٰ
شعبان		سریہ نخلہ				سریہ دومتہ الجندل سریہ فدک
رمضان	سریہ سیف البحر					سریہ وادی القریٰ
شوال	سریہ رابغ					سریہ عرینہ
ذیقعدہ	سریہ خرار				سریہ عبداللہؓ	
ذی الحجہ						

سرایا (ٹیبل B-9)

7ہجری 59سال	8ہجری 60سال	9ہجری 61سال	10ہجری 62سال	11ہجری 63سال	
11/5/628	1/5/629	20/4/630	9/4/631	28/3/632	یکم محرم
		سریہ بنو تمیم			محرم
سریہ قدیہ	سریہ فدک	سریہ خثعم (تربہ)		سریہ اسامہ بن زید بن حارثؓ	صفر
	سریہ ذات اطلح سریہ ذات عرق	سریہ بنو کلاب		وصال 63سال	ربیع الاول
		سریہ بنو طے سریہ ساحل جدہ	سریہ نجران		ربیع الثانی
	معرکہ موتہ				جمادی الاول
سریہ حسمی	سریہ ذات السلاسل				جمادی الثانی
					رجب
سریہ تربہ سریہ فدک	سریہ خضرہ				شعبان
سریہ میفعہ	سریہ خالدؓ بن ولید سریہ عمرو بن عاص	سریہ دومتہ الجندل	سریہ بنو مذحج (یمن)		رمضان
سریہ خیبر سریہ یمن وجبار	سریہ سعد بن زید سریہ خالد بن ولید بنو خزیمہ		سریہ ذوالخلصہ		شوال
سریہ غابہ					ذیقعدہ
سریہ ابواء العوجا					ذی الحجہ